اے چھاؤں چھاؤں شخص
تیری عمر ہو دراز

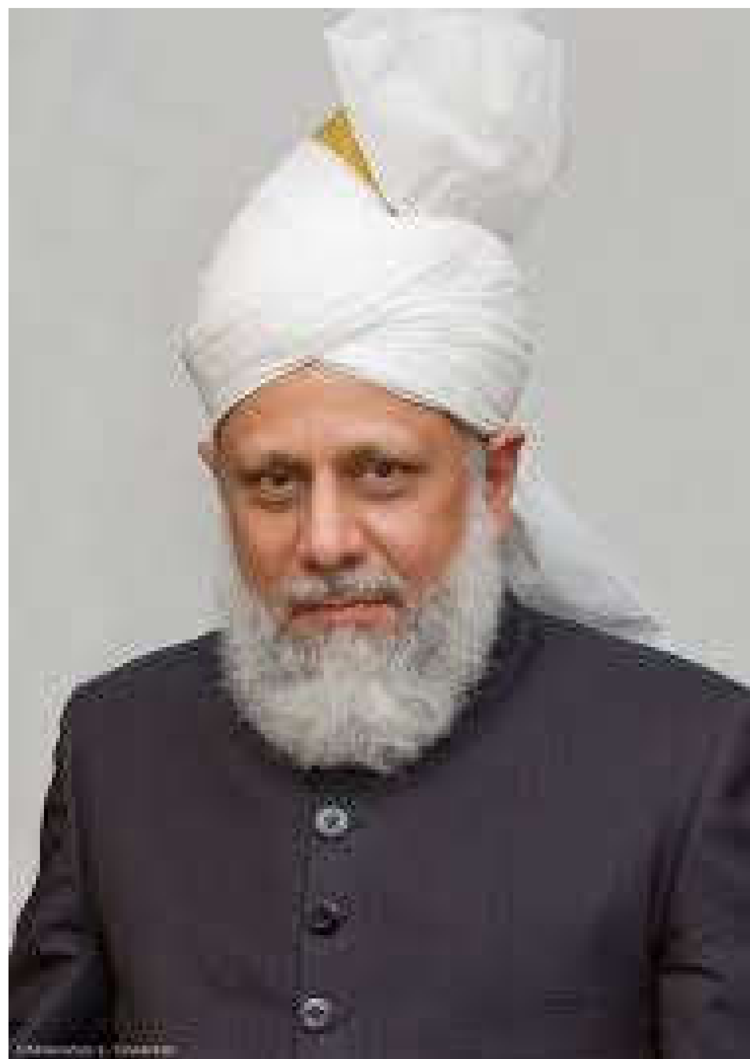
(مکرم عابد خان کی ڈائری سے چند اوراق)

مترجم

ابو سلطان



ادارہ الفضل آن لائن لندن



سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز



اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

(مکرم عابد خان کی ڈائری سے چند اوراق)

مترجم

ابو سلطان

مرتبہ

زاہد محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن



رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

ادارہ الفضل آن لائن کی 47ویں کاوش



رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966

آن لائن ایڈیشن

پیش لفظ

مجھے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ الفضل آن لائن لندن کے آخری 9 ماہ کے عرصہ میں ادارہ کو بالاقساط شائع ہونے والے جن مضامین کو کتابی شکل دینے کی توفیق ملی۔ ان میں ہمارے بہت ہی پیارے امام ہمام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی درج ذیل کتب بھی شامل ہیں۔

i۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء

ii۔ اپنے جائزے لیں

iii۔ بنیادی مسائل کے جوابات از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

iv۔ اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

اس وقت مجھے آخری کتاب کے حوالہ سے پیش لفظ لکھنا ہے۔ خلفاء سے محبت اور عقیدت جماعت احمدیہ کا بہت مبارک خاصہ اور اس کا ورثہ ہے۔ دوست احباب و خواتین اور بچے، بوڑھے، جوان اور اطفال و ناصرات خلیفۃ المسیح کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے، آپ سے محبت کرتے اور مستجاب الدعا جانتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے گھروں میں دیکھا کہ چھوٹے سے چھوٹے بچے کی جب ٹی وی میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پر نظر پڑتی ہے تو اپنی توتلی زبان میں ”پارے حضور“ کہہ کر اپنے قریب بیٹھے کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ حتی کہ بعض دفعہ ننھے منے نونہالان اپنے ماں باپ یا بڑے بہن بھائیوں سے ٹی وی پر لگے پروگرام کو بند کروا کر پیارے حضور کی تصویر والا پروگرام لگوانے پر بضد ہو جاتے ہیں اور پیارے حضور کی تصویر دیکھ کر اچھل کود کر کے خوشی کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

کچھ ایسی ہی کیفیت یا اس سے ملتی جلتی کیفیت خاکسار نے روزنامہ الفضل آن لائن میں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات یا آپ سے متعلقہ دیگر پروگرامز کے حوالہ سے قارئین میں دیکھی۔

وہ خلاصہ خطبہ کی صورت میں ہو، وہ خطبہ جمعہ کی صورت میں ہو، وہ ورچوئل ملاقات کی صورت میں ہو، وہ This week with Huzoor کی صورت میں ہو، وہ ڈائری کی شکل میں ہو۔ الغرض ہر فورم اور ہر صورت میں جو مائدہ خلیفۃ المسیح سے تعلق میں شائع ہوتا رہا اسے دوست احباب خدائی رزق سمجھ کر استعمال کرتے رہے، کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

پیارے حضور کے دوروں اور دیگر مصروفیات کو مکرم عابد وحید خان (انٹرنیشنل پریس سیکرٹری) سالہاسال سے حضور کی اجازت اور رہنمائی میں انگریزی میں قلمبند کر رہے ہیں۔ جو حضور کے ذاتی واقعات پر ایک حسین مجموعہ ہے۔ ان ڈائریز کا کچھ حصہ روزنامہ گلدستہ علم و ادب لندن میں قریباً ڈیڑھ سال تک زینت بنتا رہا۔ بعد میں الفضل آن لائن جاری ہونے پر مکرمہ مظفرہ ثروت آف جرمنی ڈائری سے کچھ اوراق چُن کر بھجواتی رہیں۔ جنہیں مکرم ابو سلطان اپنی باکمال خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اردو میں کمپوز صورت میں بھجواتے رہے۔ جسے اولاً مکرم سعید الدین احمد سیکرٹری ٹیم الفضل اور بعدہ مکرمہ عائشہ چوہدری آف جرمنی الفضل فارمیٹ میں ڈال کر پروف بھی کرتے رہے اور مکرم قاسم محمود مربی سلسلہ کارکن ادارہ الفضل اسے اخبار کی مالہ میں بطور موتی پروتے رہے۔ ان میں ایک ڈائری کا ترجمہ مکرم مرزا عمران احسن آف آسٹریلیا نے بھی کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

اس سلسلہ کو قارئین نے بہت پسند کیا۔ اس کو گاہے بگاہے سراہتے رہے۔ اس حوالہ سے قارئین کی تحریریں اخبار میں ایڈیٹر کے نام خطوط کا حصہ بنتی رہی۔

اب جب ادارہ کے تحت کتب آخری مراحل میں ترتیب پا رہی ہیں تو مکرم زاہد محمود نے خاکسار سے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ”اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز“ کے عنوان سے مکرم عابد خان صاحب کی ڈائریز کو اکٹھا نہ کر دوں؟ یہ بھی اپنے امام ہمام سے ایک محبت کا اظہار تھا۔ خاکسار کی طرف سے اجازت ملنے پر ادارہ کے Behalf پر آپ کی طرف

سے یہ حسین تحفہ ہدیہ قارئین ہے۔ اس کا سرورق مکرم سید عمار احمد آف جرمنی نے تیار کیا ہے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ

یہ ادارہ الفضل آن لائن کی 47ویں کاوش ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

20مارچ2023ء

انڈیکس



﴿1﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ع

ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے کہ یوکے دنیا کا وہ پہلا ملک ہے جس نے کروناوائرس کی ویکسین کی منظوری دے دی ہے، جس پر خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا کیا اب اسلام آباد (مسجد مبارک) جلد کھل جائے گی؟ اس پر حضور انور نے فرمایا:

”یہ اس وقت تک بند رہے گی جب تک متعلقہ ادارے اس بات کا اعلان نہ کر دیں کہ اس کا کھولنا لوگوں کے لئے خطرہ کا باعث نہیں ہے۔ ہم کوئی بھی خطرہ مول نہیں لیں گے۔ بلکہ احتیاط سے کام لینا زیادہ بہتر ہے۔ محض ویکسین آجانے سے ہر چیز چند ہفتوں میں ٹھیک نہیں ہو جائے گی بلکہ یہ کچھ مزید وقت لے گی۔“

اگرچہ اسلام آباد (یوکے) ابھی تک بند ہے اور ہمارے جلسے اور اجتماعات گزشتہ ایک سال سے کینسل ہو چکے ہیں تاہم احمدیہ مسلم جماعت کی ترقی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں بڑھتی جارہی ہے۔ حضور کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کی سعی میں صرف ہوتا ہے۔

جون (2020) میں خاکسار نے اس وبا کے ابتدائی ایام کے بارے میں ڈائری لکھی تھی۔ اب اس دوسرے حصہ میں کئی واقعات اور یاداشتیں لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس راہنمائی کا بھی جو اس دوران خاکسار نے ذاتی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کی۔

ایک نئے باب کا آغاز

جولائی کے وسط میں ایک ملاقات کے دوران خاکسار نے حضور سے پوچھا کہ ایک احمدی دوست نے پوچھا ہے کہ کیا فیملی ملاقاتوں کے دوبارہ آغاز کی جلد کوئی صورت دکھائی دیتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

”اس وقت فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر چند ہفتوں میں، میں دنیا کے مختلف ممالک کے وفود سے آن لائن ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر رہا ہوں۔ (ان وفود کو) مارچ اور اپریل میں یوکے آنا تھا مگر کووڈ کی وجہ سے نہیں آسکے جب یہ میٹنگز شروع ہوں تو تم نے بھی شامل ہونا ہے۔“

کئی ہفتوں کی بے تابی سے انتظار کے بعد پہلی میٹنگ 15 اگست 2020 کو کینیڈا کی مجلس اطفال الاحمدیہ کے 220 ممبران کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جب میں حضور انور کے کمرہ میں داخل ہوا تو ایک بڑا ٹیلی وژن حضور انور کے بالکل سامنے رکھا گیا تھا جہاں بالعموم ملاقات کے وقت ملاقات کے لئے آنے والے بیٹھتے ہیں۔

ویڈیو کال ملتے ہی کینیڈا کے اطفال جو بیت الاسلام مسجد (پیس ولج) میں اکٹھے تھے کھڑے ہو گئے جنہیں دیکھ کر حضور انور مسکرائے اور السلام علیکم کہا۔ دوران ملاقات ایک سوال کے جواب میں کہ حضور انور دوبارہ کینیڈا کب تشریف لائیں گے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اس میٹنگ کے ذریعہ سے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں کینیڈا میں ہی ہوں۔ میں مسجد دیکھ رہا ہوں اور وہ جگہ بھی جہاں ایک کینیڈین جرنلسٹ نے میرا انٹرویو کیا تھا۔ میں وہ ہال بھی دیکھ رہا ہوں جہاں تم سب بیٹھے ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔“

ملاقات کے اختتام پر خاکسار نے حضور انور سے دریافت کیا کہ کیا اس میٹنگ کے کچھ حصے ایم ٹی اے کے پروگرام ”This week with Huzoor“ میں شامل کر لیں تا کہ دنیا بھر کے احمدی اس ملاقات سے مستفیض ہو سکیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

"ہاں۔ تم دکھا سکتے ہو؟ یہ ایک اچھی چیز ہو گی۔"

وبا کے دوران دنیا بھر کا سفر

پہلی آن لائن ملاقات کے بعد پروگرام "This week with Huzoor" کے توسط سے ہم نے حضور انور کی میٹنگز ایم ٹی اے پر دکھائی ہیں جن میں مختلف ممالک کی مجالس عاملہ، مربیان، ذیلی تنظیموں، جامعہ اور وقف نو کلاسز شامل ہیں۔

جامعہ احمدیہ انڈونیشیا سے میٹنگ سے ایک دن پہلے حضور انور نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا "کل انڈونیشئن جامعہ کے ساتھ کلاس ہے اس لئے تم کل میرے ساتھ انڈونیشیا کی سیر کر لینا، ادھر بیٹھے بیٹھے۔"

ان آن لائن ملاقاتوں میں شاملین خلیفہ وقت کی علم و حکمت، راہنمائی اور دعاؤں سے مستفیض ہوئے۔ بہت سی کلاسز اپنے معینہ وقت سے زیادہ دیر تک چلتی رہیں مگر پھر بھی شاملین نے اظہار کیا کہ اچھا ہوتا اگر یہ کلاسز کچھ دیر مزید چلتی رہتیں۔ ہر میٹنگ کے آغاز پر حضور انور استفسار فرماتے کہ کیا سب شاملین کرونا کے حوالہ سے محفوظ ماحول میں بیٹھے ہیں اور اپنے ملک کے قوانین اور سرکاری ہدایات پر عمل کر رہے ہیں۔

حال ہی میں مجلس اطفال الاحمدیہ کے ایک ممبر نے جو آن لائن ملاقات میں شامل ہوا تھا خاکسار کو لکھا کہ اسے اور دیگر بچوں کو ملاقات سے دو گھنٹے پہلے آنے کا کہا گیا تھا اور انہیں ہال میں ٹھنڈ میں بیٹھنا پڑا۔ اس نے مزید لکھا کہ جوں ہی ملاقات شروع ہوئی وہ اپنی تکلیف کو بھول گیا اور حضور انور سے ملاقات کی سعادت پر خوش ہونے لگا۔ بعد ازاں خاکسار نے یہ بات حضور انور سے عرض کی تو آپ نے فرمایا:

”تمہیں فوراً اس ملک کے صدر خدام الاحمدیہ سے رابطہ کر کے ان سے پوچھنا چاہیئے کہ بچوں کو کیوں ٹھنڈ میں بٹھایا گیا۔ ان کے لئے مناسب گرمائش کا انتظام کرنا چاہیئے تھا اور ہر بچے کا محبت اور پیار سے خیال رکھنا چاہیئے۔“

الحمدللہ یہ آن لائن ملاقاتیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے بھی باعث مسرت ہیں۔ جیسا کہ ماریشس کی نیشنل مجلس عاملہ سے میٹنگ کے دوران حضور انور نے فرمایا:

”یہ آن لائن ملاقاتیں بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں جیسا کہ میں مختلف ممالک کے احمدیوں سے براہ راست بات کر سکتا ہوں۔ وہ اپنے مسائل براہ راست مجھے بتا سکتے ہیں اور میں براہ راست انہیں ہدایات دے سکتا ہوں۔ یہ پوری جماعت کو قریب لانے کا باعث بن رہی ہیں اور یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جماعتی ترقی ہر حالات میں جاری رہے گی ان شاء اللہ۔ حتیٰ کہ اس وبا میں بھی۔“

حقیقی عاجزی

خاکسار نے اپنے والد صاحب کے متعلق ایک مضمون حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جو چند ہفتے حضور انور کے پاس رہا اور جب مجھے واپس ملا تو میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ ایک تو اس مضمون کے ساتھ حضور انور کے دست مبارک سے لکھا ہوا دعاؤں بھرا خط میرے اور میرے والد صاحب کے لئے تھا، دوسرا اس محبت نامہ کی ابتدائی سطر یوں تھی۔

”پیارے عابد، میں نے تمہارا مضمون اب پڑھا ہے، میں اس تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔“

کیا دنیا کا کوئی اور لیڈر رہے، جو اپنے غلام سے معذرت کرے؟

دوران شاپنگ ایک اہم فون کال

خاکسار اپنی اہلیہ کے ساتھ Ikea جو Croydon میں ہے، شاپنگ کے لئے گیا ہوا تھا کہ اچانک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے کال موصول ہوئی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور انور میرے ساتھ بات کریں گے۔ فون پر حضور انور نے بتایا کہ انہوں نے اس ہفتہ کی This week with Huzoor کی قسط ملاحظہ فرمالی ہے جو اگلے دن ایم ٹی اے پر چلنی تھی۔ اس قسط میں جرمنی

کی نیشنل عاملہ سے ملاقات بھی شامل تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آخر کیوں خاکسار نے جرمنی کے نیشنل سیکرٹری امور خارجہ کے ساتھ حضور انور کی احمدی مسلمانوں کے اسائلم کے حوالہ سے گفتگو شامل نہیں کی۔ جس پر خاکسار نے عرض کیا کہ حضور! میرا خیال تھا کہ یہ ایک اندر کا معاملہ ہے اور یہ بھی کہ اس کو شامل کرنے سے سیکرٹری امور خارجہ اور امیر صاحب جرمنی کو شرمندگی ہوگی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

''جرمنی کے کئی احمدی مجھے لکھتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ مجھے ان کی تکلیف کا علم نہیں ہے اور ممکن ہے کہ کچھ ایسے بھی ہوں جن کا خیال ہو کہ ان کے کیسز اور مشکلات میرے لئے اہم نہیں ہیں اور یہ کہ میں نے ان کی مدد اور معاونت کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کئے۔ یہ مکمل طور پر غلط ہے۔ اس لئے اس غلط خیال اور غلط فہمی کو مٹانے کے لئے جو خلافت کے بارے میں ہے، ضروری ہے کہ اس حصہ کو شامل کیا جائے۔''

حضور انور نے فرمایا:

''ہر احمدی مسلمان کی زندگی میرے لئے نہایت اہم اور قیمتی ہے اور میں نے کئی بار نیشنل عاملہ کے ممبران کو ہدایت کی ہے کہ جن احمدی مسلمانوں نے انکے ملک میں اسائلم کیا ہو ان کی مدد اور معاونت کیا کریں۔ جرمنی کے احمدیوں کو اس بات کا پتہ ہونا چاہیئے۔''

اپنے عقائد کا ادراک

دوران ملاقات خاکسار نے عرض کیا کہ پوپ Francis نے ہم جنس پرستی کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

''دیگر لوگوں کی طرح ہم جنس پرستوں کے شہری حقوق کا تحفظ ہونا بھی ضروری ہے، تاہم دنیا کے بڑے مذاہب کا مؤقف اس حوالہ سے واضح ہے کہ اس طرح کے ملاپ ان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ دراصل پوپ نے جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ اس بات کا پرتو ہے کہ کس طرح معاشرہ مذاہب سے دور ہو رہا ہے اور کس طرح اکثر مذاہب لوگوں کی تعلیم پر چل رہے ہیں۔ بجائے اس مذہب کی

تعلیم پر چلنے کے جو انسانیت کی راہنمائی کے لئے آئی تھی۔ اس لئے اگر میڈیا ہمارے مؤقف کے بارے میں سوال کرے تو تمہیں یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہم قرآن کریم کو مانتے ہیں اسلئے ہم ایسے (ہم جنس پرستوں کے) ملاپ کی اجازت نہیں دے سکتے"۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

"میڈیا پر گفتگو کرتے ہوئے تمہیں اور ہمارے سب احمدیوں کو جو میڈیا سے جڑے ہوئے ہیں، جرات اور حکمت سے کام لینا چاہیئے۔ کچھ لوگ یا تنظیمیں ہمارے خلاف محاذ آرائی کریں گے اور مخالفت کریں گے جس کی وجہ ہمارا اسلام کی سچائی پر یقین ہے۔ ہمیں حکمت سے کام لینا ہو گا لیکن دوسروں سے کبھی خوفزدہ نہیں ہونا اور صرف خدا سے ڈرنا ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اپنی روایات کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہبی اصول وضوابط کا تحفظ کرتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ سچائی ہمارے ساتھ ہی ہے۔"

فرانس میں دہشت گردی اور حقیقی اسلامی رد عمل

اکتوبر 2020 کے وسط میں ایک فرانسیسی استاد Samuel Paty کو ایک نام نہاد مسلمان نے بے دردی سے قتل کر دیا جس کے بعد Nice میں دہشت گرد حملہ ہوا اور دو سے تین لوگوں کو گلا دبا کر مار دیا گیا۔ بعد ازاں فرانس میں آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ہتک آمیز کارٹون دوبارہ شائع کئے گئے۔

اس دہشت گرد حملہ پر حضور انور نے جو رد عمل اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی اس کے مطابق فرانس کی جماعت نے دہشت گرد حملوں میں قتل ہونے والوں کے لئے اپنے ہمدردانہ جذبات کا اظہار کیا۔ اور ان حملوں کی جماعت نے شدید الفاظ میں مذمت کی۔ پھر پہلے حملے کے بعد جماعت کے خدام Samuel Paty کے قتل کی جگہ پر گئے اور انہوں نے Love for all hatred for none کے بینرز اٹھا رکھے تھے۔ اور اس سکول میں پھول بھی چڑھائے جہاں اس استاد کا قتل ہوا تھا۔

خدا سب تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے

Niceمیں دہشت گرد حملے سے ایک دن پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بیان جو آپ نے ڈکٹیٹ کروایا تھا اور جس میں پہلے دہشت گرد حملے کی تردید کی گئی تھی، تیار تھا۔ اور اگلے دن جب Nice میں دہشت گرد حملہ ہوا تو اس بیان میں کچھ ترمیم کرکے فوری طور پر حضورانور کی طرف سے یہ بیان شائع ہو گیا۔ جس کا سوشل میڈیا میں خوب چرچا ہوا۔ اگلے روز حضور انور سے ملاقات کے دوران آپ نے فرمایا:

''گزشتہ روز جس طرح سے ہر چیز وقوع پذیر ہوئی کہ میں نے پہلے سے ایک بیان لکھوایا ہوا تھا جس میں فرانس میں دہشت گرد حملے کی مذمت کی گئی تھی اور میں نے تمہیں تفصیلی نوٹ بھی لکھنے کا کہا ہوا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے طے شدہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے کہ ایک اور بربریت والا دہشت گرد حملہ ہونے والا ہے اور اس بار میری طرف سے ایک بیان ضروری تھا۔ یوں ہر چیز پہلے سے ہی تیار تھی جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بہت سے لوگوں کو ہماری جماعت کا تعارف ہوا اور انہیں پتہ چلا کہ اسلام کا دہشت گردی یا انتہا پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

دوران گفتگو حضور انور نے مزید فرمایا:

''ہاں یہ درست ہے کہ دونوں بیان بروقت تیار تھے جیسا کہ میں نے کہا تھا اور یہ اللہ کی مدد اور نصرت سے ہو سکا۔ تم نے مجھے بتایا ہے کہ کچھ غیر مسلموں نے میرے بیان کی تعریف کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا تم نے ان سے رابطہ کیا ہے؟ کیا تم نے لوکل جماعتوں کو بتایا ہے کہ وہ وہاں رہتے ہیں اور یہ کہ ایسے لوگ خاص طور پر زیر تبلیغ ہونے چاہئیں۔ کیا تم نے میرے بیان کے زیادہ سے زیادہ تراجم کروالئے ہیں؟ میں نہیں چاہتا اور نہ امید رکھتا ہوں کہ تم اتنے پر ہی خوش ہو کر بیٹھ جاؤ بلکہ تمہیں ہر لمحہ قدم آگے بڑھانے کی فکر ہونی چاہیئے، مستقبل کی فکر کرتے ہوئے بجائے ماضی کے بارے میں سوچتے رہو۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

”اگر سوشل میڈیا یا دیگر کسی بھی ذریعہ سے تم دیکھو کہ کوئی غیر مسلم یا غیر احمدی ہمارے پیغامات یا عقائد کو پسند کرتا ہے یا ان کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے تو تمہیں یا جو کوئی بھی ہمارے آفیشل اکاؤنٹ کو چلا رہا ہے اس کو ایسے لوگوں تک بلاواسطہ یا لوکل جماعت کے ذریعہ رسائی حاصل کرنی چاہیئے تاکہ ایسے لوگوں کو مزید توجہ پیدا ہو اور وہ حقیقی اسلام کے بارے میں مزید جان سکیں۔ اگر تم اس نقطہ نظر سے کام کرو گے اور لگن سے محنت کرو گے تو پھر ہی کہا جا سکتا ہے کہ تم اچھا کام کر رہے ہو۔“

غیروں کی سیاست

فرانس کی حکومت نے جب دوبارہ ہتک آمیز کارٹون شائع کئے تو ترکی کی حکومت نے فرانس کی اشیاء کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ ایک ملاقات کے دوران میں نے ترکی کی حکومت کے رد عمل کا حضور انور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

”فرانس کی اشیاء کا بائیکاٹ کرنا کوئی قابل قدر اقدام نہیں ہے“ دنیا اس قدر مربوط ہو چکی ہے کہ ایسی کوششیں لازماً ناکام ہوں گی۔ لاکھوں مسلمان فرانس میں رہتے ہیں تو وہ کیا کریں گے؟ وہ اپنے ملک میں رہتے ہوئے کس طرح کسی چیز کی خریداری سے رک سکتے ہیں۔ اس طرح کی بائیکاٹ کی اپیل ڈنمارک میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں بنائے جانے والے کارٹون کے بعد بھی کی گئی تھیں۔ جبکہ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ایسے جواب جذباتی ہیں اور دلیل پر مبنی نہیں ہیں۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”ہمارا جواب ایسی صورت میں لازماً یہ ہونا چاہیئے کہ ہم آنحضور ﷺ کے حقیقی کردار کو ظاہر کریں اور اس حوالہ سے میں نے اب اس دور میں توجہ دلانی شروع نہیں کی بلکہ یہ طریق خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہے، جب آنحضرت ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں توہین آمیز کتاب ”امہات المومنین“ شائع ہوئی تھی۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں ایک اور پر جوش کتاب ”رنگیلا رسول“ شائع ہوئی تا کہ آنحضرت ﷺ کی کردار کشی کی جاسکے۔ اس وقت بائیکاٹ کرنے کی بجائے یا فساد برپا کرنے کی بجائے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کے پاکیزہ کردار کے بارے میں جلسے اور دیگر پروگرام منعقد کریں۔“

پھر ترکی کے صدر کے خفیہ عزائم کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”حقیقت یہ ہے کہ ترکی کا صدر اس معاملہ میں سیاست کھیل رہا ہے تا کہ وہ اپنی جگہ مضبوط کر سکے اور مسلم دنیا میں اپنا رعب پیدا کر سکے۔ یہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا سربراہ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”بطور احمدی، ہم کبھی بھی انسانوں کی بنائی ہوئی خلافت کو قبول نہیں کریں گے یا کسی سیاسی لیڈر کو جو اسلام کے نام پر کھڑا ہو۔ ہم ہمیشہ اسی پر عمل کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو پیغمبر اسلام ہیں ان کی ہر معاملے میں اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تعلیمات پر عمل پیرا رہیں جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق تشریف لائے ہیں۔“

5 نومبر 2020 کو جب ان دہشت گرد حملوں کے بعد فضا کچھ صاف ہوئی تو حضور انور نے مجھے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ غیر مسلم دنیا کو بھی بھرپور جواب دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا:

”ہم نے غیر مسلموں کے حق میں بہت کچھ کہہ لیا ہے اب وقت آگیا ہے کہ ہم آواز بلند کریں اور غیر مسلم دنیا کی طرف سے مسلمانوں کی تحقیر کی مذمت کریں۔“

اگلے دن ہی خطبہ جمعہ میں حضور انور نے اس موضوع پر بھی روشنی ڈالی اور فرنچ صدر کے اس بیان کہ اسلام مشکلات میں گھرا ہوا ہے کے جواب میں فرمایا:

”ایک تقریر میں اس (Macron) نے کہا ہے کہ اسلام مشکلات میں گھرا ہوا ہے، بہر حال یہ بات واضح ہو جانی چاہیئے کہ اگر کوئی چیز مشکلات میں گھری ہوئی ہے تو وہ ان کا اپنا مذہب ہے۔ وہ بھی اس صورت میں اگر وہ کسی مذہب کو مانتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ ایک زندہ، بڑھتا اور پھلتا پھولتا مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ یہ پوری دنیا میں پھیلے گا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی سعی کے نتیجے میں یہ اکنافِ عالم میں پھیل رہا ہے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”یقینی طور پر یہ کسی بھی ملک کے صدر یا لیڈر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی شخصِ واحد کے غلط عمل کو اسلام کا حصہ قرار دے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے مشکلات میں مبتلا ہونے کی گھنٹی بجائے اور یوں عوام الناس کو اسلام کے خلاف بھڑکائے۔“

پھر کارٹونز کی دوبارہ اشاعت کے بارے میں حضور انور نے فرمایا:

”بلا شبہ ایسے کارٹونز کا شائع کرنا ہر سچے مسلمان کے جذبات کو مجروح کرتا ہے۔ اگر یہ ایسی نفرت آمیز چیزیں شائع کرتے رہے اور اپنی مکروہ سرگرمیاں جاری رکھیں تو وہ خود دوسروں کو بھڑکانے والے ہوں گے۔ قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ہم ہمیشہ اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اسلام کے خلاف اور آنحضرت ﷺ کے کردار پر لگائے جانے والے الزامات کے جواب دیتے ہیں اور ایسا کرتے رہیں گے۔“

حضور انور نے مسلم دنیا کی متحد جوابی کاروائی کی ناکامی کے بارے میں فرمایا:

”اگر مسلم دنیا اس (ہتک آمیز) کارروائی کا مستقل حل چاہتی ہے تو سب مسلم دنیا کو متحد ہونا ہوگا۔ اگر جملہ مسلم ممالک یک آواز ہو کر آوز بلند کرتے تو فرانس کے صدر کے پاس سوائے معذرت کرنے کے کوئی راہ باقی نہ بچتی اور وہ اپنا بیان واپس لے لیتا۔ بہر حال میں یہاں یہ بات خوب واضح

کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو کم از کم غیر مسلم دنیا کے سامنے متحد ہو کر آواز بلند کرنی چاہیئے۔ پھر دیکھیں کہ کیسا شاندار تاثر اور مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔“

حضور انور کا خطبہ جمعہ بہت واضح اور دوٹوک تھا اور غیر مسلم دنیا اس پر تنقید کر سکتی تھی، اس رائے کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

”مجھے اپنے بیان پر کسی شخص یا ادارے کے رد عمل کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں کسی کی تنقید سے خوفزدہ نہیں ہوں میرا مقصد صرف سچ بولنا ہے۔ ہمیں اپنے مسلمات کے بارے میں بہادری سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھنا سب کو راضی رکھنا ممکن نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کو میرا بیان پسند آئے گا اور کچھ کو نہیں۔ بلاشبہ میرا مقصد آنحضرت ﷺ کی عزت کا دفاع کرنا ہے اور اس لئے بھی تاکہ مغربی لوگوں پر واضح ہو کہ وہ بھی موردِ الزام ہیں اور انہیں دیانتداری سے کام لینا چاہیئے اور ایسا ہی مسلم ممالک کو بھی۔“

سوئٹزرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ سے online ملاقات

اگلے دن سوئٹزرلینڈ کی نیشنل عاملہ سے online ملاقات کا پروگرام تھا جو بہت اچھا رہا اور دوران ملاقات ایک سوال کے جواب میں کہ اگر تیسری جنگ عظیم ہوئی تو احمدیوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے، کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

”یہ ایک فطری بات ہے کہ اگر خدانخواستہ تیسری جنگ عظیم ہوئی تو ہماری جماعت کے دوستوں پر بھی اس کے کچھ نہ کچھ بد اثرات ہوں گے۔ اگر ہم اسلام کے ابتدائی دور میں لڑی گئی جنگوں کی طرف دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح کی یقین دہانی کروائی تھی مگر پھر بھی کیا چند صحابہ کی شہادت نہیں ہوئی؟ اس لئے قانون قدرت سے کوئی فرار نہیں۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”اس دور میں قدرتی آفات اور وبائیں خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کے طور پر آرہی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشان کے طور پر۔ تاہم چند احمدی بھی ان آفات میں مبتلا

ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے وفا اور خلوص کا تعلق رکھیں تو پھر ان وباؤں میں ہماری جماعت کے متاثرہ لوگوں کی تعداد دوسروں کے مقابل پر بہت کم ہو گی۔ ان شاء اللہ۔"

بطور احمدی ساری دنیا کو متنبہ کرنے کے حوالہ سے ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

"یقیناً یہ ہمارا فرض ہے بطور احمدی مسلمان کہ لوگوں کو متنبہ کریں کہ ان مصائب و شدائد کی اصل وجہ جو انسانیت کو درپیش ہیں، جن میں جنگیں بھی شامل ہیں یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دور ہٹتا جارہا ہے اور خدا کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے میں غفلت برت رہا ہے۔ اگر مستقبل میں کوئی جنگ ہوئی تو دوسروں کو یہ خیال آئے گا کہ ایک جماعت ایسی تھی کہ جو انسانیت کو آنے والے حالات سے آگاہ کرتی رہی ہے اور یوں ممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کے خطبہ جمعہ کے انگریزی ترجمہ کے معیار کی تعریف فرمائی اور فرمایا "تاہم، میں امید کرتا ہوں کہ یہ تعریفی کلمات تمہیں عاجزی میں بڑھائیں گے کیونکہ تکبر یا بڑائی انسان کے تنزل کا باعث بنتے ہیں۔"

پھر حضور انور نے فرمایا

"ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے بھی ڈریں۔ ہم نے صرف حق کی بات کرنی ہے۔"

مجلس عاملہ ماریشس سے online ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اظہار فرمایا کہ آپ کو لیچی بہت پسند ہے اور یہ کہ ماریشس میں اگر لیچی کے باغات اگائے جائیں تو جماعتی سطح پر بہت نفع کمایا جا سکتا ہے۔ دوران ملاقات خاکسار نے عرض کی کہ ایم ٹی اے کے ایک دوست کا خیال ہے کہ پروگرام This week with Huzoor میں اس حصہ کو edit کر دیا جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

”اس حصہ کو edit کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ہاں میں نے کہا تھا کہ مجھے پیچی پسند ہے اور یہ بھی کہ میرے نزدیک یہ جماعت کے لئے بہت نفع بخش پھل ہے کیونکہ ماریشس میں پیچی بہت شاندار ہوتی ہے۔“

حضور انور نے خاکسار کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”جو میں تمہیں اب کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھنا، میں کبھی ایم ٹی اے کو چند الفاظ یا ٹکڑے edit کرنے کی اجازت دیتا ہوں جہاں بے جا کوئی چیز دہرائی جارہی ہو یا اگر کوئی گرائمر کی غلطی ہو یا اگر میری تقریر کے دوران لمبی خاموشی ہو، تاہم میں کبھی بھی کسی حصہ کو دوسروں کے رد عمل کے ڈر کی وجہ سے edit کرنے کی ہدایت نہیں دیتا یا اس غرض سے کہ وہ میرے الفاظ کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اگر کسی کو میرا بیان پسند نہیں آتا یا میرے بیان سے متفق بھی ہے تو یہ اس کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔“

امریکہ کے صدارتی انتخابات 2020

خاکسار نے حضور انور سے عرض کی کہ حتمی نتائج جو سامنے آرہے ہیں ان کے مطابق Joe Biden صدر منتخب ہو جائے گا۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”ان کے پولز کیا کہتے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، میرے خیال سے الیکشن 50-50 ہے اور اس کے نتائج فوراً واضح نہ ہوں گے۔ قطع نظر اس کے کہ کون جیتتا ہے، امریکہ کے حالات مثبت نہیں ہیں۔اگر Biden جیت گیا تو Trump اسے قبول نہیں کرے گا اور اس کے حمایتی سخت غصہ کا اظہار کریں گے اور کچھ انتہا پسند حمایتی تو ہو سکتا ہے کہ گلیوں میں بھی نکل آئیں۔اس کا مطلب ہے کہ دونوں پارٹیوں میں منافرت مزید بڑھ جائے گی۔دوسری طرف اگر Trump جیت گیا تو وہ اسے اپنی پالیسیوں کی کامیابی خیال کرے گا اور زیادہ سخت پالیسیوں پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کرے گا جن میں مہاجرین اور اقلیتیں نشانہ پر ہوں گی۔“

6نومبر 2020تک الیکشن کے حتمی نتیجہ کا اعلان نہیں ہو سکا تھا۔ دوران ملاقات حضور انور نے فرمایا:

”میرا خیال ہے کہ کسی خاص مقصد کے تحت الیکشن کے نتیجہ کا اعلان تاخیر کا شکار ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ سٹیٹ گورنرز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو وقت میسر آجائے کہ اگر حتمی نتائج کے بعد ملک میں خرابی یا افراتفری پھیل گئی۔ مزید براں اس میں کچھ Trump مخالف افسران کی طرف سے انتقام کا پہلو بھی ہو سکتا ہے، تاکہ وہ Trump کے حوصلہ کا امتحان لے سکیں یہ جانتے ہوئے کہ اسے اس آہستہ اور بلاوجہ تاخیر والی شکست سے سخت نفرت ہو گی۔“

توکل علی اللہ حضور انور کے داداجان کا مثالی نمونہ

دسمبر 2020 کے ابتداء میں خاکسار نے حضور انور سے ایک ملاقات کے دوران عرض کی کہ ایم ٹی اے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے بارے میں ایک ڈاکومنٹری تیار کر رہا ہے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاتون کے انٹرویو کا بھی ذکر کیا جنہوں نے حضور انور کے دادا جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خدشہ کا ذکر کیا کہ انہیں یہ خدشہ تھا کہ جس کثرت سے آپ پیسے (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں کہیں آپ مقروض نہ ہو جائیں۔ جس پر حضور انور نے اپنے دادا جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں فرمایا:

”میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خدشہ کے بارے میں تو نہیں جانتا، مگر داد جان بہت سخی اور کھلے دل کے مالک تھے اور اللہ پر بہت زیادہ توکل کرنے والے تھے۔ انہیں ہمیشہ یقین رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ مالی ضروریات پوری کرے گا۔“

اپنے داداجان کا ایک واقعہ سناتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”جو ہمارے داداجان کی زمین کے فارم مینجر تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے گنے کی فصل کی اچھی خاصی رقم ابا جان کو دی۔ ایک غریب اور چھوٹے کسان نے انہیں یہ رقم لیتے دیکھ لیا اور آپ کے جانے کے وقت وہ کسان سڑک پر آیا اور آپ کو روک لیا۔ اس نے نہایت پتلے مالی

حالات کا ذکر کیا اور یہ بھی کہ اس کی بیٹی کی عنقریب شادی ہے اور اس کے پاس شادی پر خرچ کرنے کو کچھ نہیں ہے۔ یہ سننے پر اور ایک لمحہ بھی سوچے بغیر ابا جان نے ساری رقم (600 روپے) جو آپ کے پاس تھی نکال کر اس کو دے دی۔ اور یہ رقم اس زمانہ میں اچھی خاصی تھی۔ یہ آپ کی زندگی کے کئی واقعات میں سے ایک ہے جو آپ کی اعلیٰ سخاوت کو ظاہر کرتا ہے اور بہت سی مثالیں بھی ہیں۔"

پھر حضور انور نے فرمایا:

"اسی طرح ابا جان 1940 کی دہائی میں یو کے تشریف لائے کسی کام کی غرض سے اور اس دوران آپ نے ایک سیکرٹری رکھ لیا۔ کئی بل جمع ہو چکے تھے اور ایک دن سیکرٹری نے بتایا کہ اس کے پاس بل ادا کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں ہے۔ وہ بہت پریشان تھا جس پر ابا جان نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہماری ہر طرح کی ضرورت خود پوری کر دے گا۔"

پھر مسکراتے ہوئے حضور انور نے اس واقعہ کو جاری رکھا اور فرمایا:

"بعد ازاں جب آپ گلی میں باہر نکلے تو ایک اجنبی آدمی نے ابا جان کو دیکھا اور آپ کے چہرے اور شخصیت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا اور بلند آواز میں پکارنے لگا 'بزرگ، بزرگ'۔ اور ساتھ ہی اس بھلے مانس آدمی نے ابا جان کے ہاتھ میں ایک لفافہ تحفتہً تھما دیا۔ ابا جان نے وہ لفافہ سیکرٹری صاحب کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام بلز ادا کرنے کے لئے کافی ہو گا جن کی ادائیگی کے لئے تم پریشان تھے۔ جب اس نے لفافہ کو کھولا تو وہ حیران رہ گیا کہ جس قدر رقم کی ضرورت تھی وہ مہیا ہو چکی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ابا جان کی ضروریات پوری کر دیتا تھا۔"

تنازعہ بابت خلیفہ اسلام

گزشتہ چند ماہ سے اور خاص طور پر دسمبر 2020 سے مخالفین نے ایک پروپیگنڈا شروع کیا ہوا تھا کہ google سے خلیفہ اسلام کی سرچ کرتے ہی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نام اور

تفصیل آتی ہے اسے ہٹایا جائے۔ اس حوالہ سے جب خاکسار نے حضور انور سے google اور دیگر ادارہ جات سے بات کرنے کی اجازت چاہی تو حضور انور نے فرمایا:

”ہاں، تم ان سے رابطہ کرو اور انہیں بتاؤ کہ ہم کون لوگ ہیں اور ہمارے عقائد کیا ہیں اور جس ظلم وتعدی کا ہمیں سامنا ہے۔ تم انہیں صاف طور پر بتاؤ کہ اگر وہ انتہا پسندوں کے سامنے جھک گئے تو وہ بھی معصوم احمدیوں پر ظلم میں برابر کے شریک ہوں گے۔“

بعد ازاں خاکسار نے حضور انور سے درخواست کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے سوشل میڈیا پر خلیفہ اسلام کے نام سے ایک مہم چلانا چاہتی ہے جو وہی اصطلاح ہے جس کو حضور انور نے ماضی میں مرکز میں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

”وہ (مجلس خدام الاحمدیہ) سوشل میڈیا مہم چلائیں مگر انہیں خلیفہ آف اسلام یا Caliph آف اسلام کی اصطلاح استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس لئے کہ مخالفین اس اصطلاح کو میرے نام کے ساتھ سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کر دوں۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ میرا ٹائیٹل خلیفۃ المسیح ہے۔ میں نے کبھی بھی مسلم امت کی لیڈر شپ کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر اس حقیقت کی وجہ سے کہ میں جو بھی کہتا ہوں وہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے اور قرآن کریم سے ہوتا ہے، کچھ غیر مسلم مجھے اسلام کا خلیفہ کہتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے، مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو میں کہتا ہوں یا جسے ہمیں خود فروغ دینا چاہیئے۔“

خدا کی طرف جھکیں

چند دنوں کے بعد، حضور انور نے خاکسار کو فون کر کے ملاقات کا شرف بخشا تاکہ پاکستان میں جماعتی مخالفت اور ایم ٹی اے اور دیگر ویب سائیٹس پر پابندی کے حوالہ سے راہنمائی فرمائیں۔ بعد ازاں

حضور انور نے ایک شہرت یافتہ فرد کے بارے میں جو جماعتی مخالفت میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہے فرمایا:

"ایک طرف تو وہ شخص آنحضرت ﷺ اور اسلام کی عزت کا دفاع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تاہم جس طرح سے وہ اسلام کا دفاع کر رہا ہے وہ نہ تو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کی ہدایات کے مطابق ہے۔ بلکہ مجھے ایک ذمہ دار افسر نے بتایا ہے کہ وہ حد درجہ کا کرپٹ آدمی ہے اور اکثر رشوت وغیرہ کے معاملات میں ملوث رہتا ہے اور ایک رائی برابر بھی امانت داری اور دیانتداری سے کام لینے کو تیار نہیں ہے۔"

اس پر خاکسار نے بے اختیار کہا کہ اللہ رحم کرے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

"تم ان پر اللہ کا رحم کیوں مانگتے ہو؟ ایسے لوگوں پر رحم کا وقت گزر چکا ہے بلکہ تمہیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ ہم پر رحم کرے اور وہ انہیں تباہ و برباد کرے جو ظلم اور بے انصافی کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں۔ ہم کبھی بھی ہتھیار نہیں اٹھائیں گے اور نہ ہی باغیانہ رویہ اپنائیں گے مگر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہو کر انصاف کرے تاکہ ہمارے مخالفین کی ظالمانہ کاروائیوں کا خاتمہ ہو سکے۔"

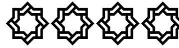
حضور انور نے مزید فرمایا:

"یہ لوگ جو ہمارے ساتھ ظلم و تعدی کا سلوک کر رہے ہیں وہ دراصل 'رحمۃ للعالمین' کے خطاب کو بدنام کر رہے ہیں۔ درحقیقت احمدی وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی توقیر کی خاطر اپنی زندگیوں کی قربانی دے رہے ہیں۔ یہ مادہ پرست لوگ اپنی دنیاوی مال و دولت اور طاقت کے سر پر ہمارے خلاف بے انصافی کو ہوا دے رہے ہیں تاہم انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو بہترین محافظ اور بہترین مددگار ہے۔"

دوران ملاقات خاکسار نے ایک احمدی دوست کا سوال حضور انور کی خدمت میں پیش کیا کہ کیا حضور انور نے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

”حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا کیونکہ وہ ذاتی حیثیت میں احمدی مسلمانوں پر ظلم و تعدی کا حکم دے رہا تھا۔ پاکستان کا موجودہ وزیر اعظم ذاتی حیثیت میں کئی طرح سے بے اختیار ہے اور انتہا پسندوں کے اشاروں پر چل رہا ہے۔ اس لئے دونوں حالات ایک جیسے نہیں ہیں اس لئے یہ وقت مباہلہ کا نہیں ہے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08مارچ 2021ء)



﴿2﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

انٹرویو میں تاخیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت فرانس کی جماعت کو اجازت عنایت فرمائی تھی کہ جمعہ کی ادائیگی کے فوراً بعد فرنچ میڈیا کے چند ممبران ملاقات کے لئے آجائیں۔ غلطی سے لوکل جماعت نے میڈیا والوں کو غلط وقت کی اطلاع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعہ کی ادائیگی کے فوراً بعد وہ جرنلسٹ وہاں پر نہ پہنچ سکے چنانچہ حضور انور جمعہ کی ادئیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اگر وہ جرنلسٹ آجائیں تو حضور انور کو مطلع بھی کر دیا جائے۔

یہ جاننے کی وجہ سے کہ حضور انور کی طبیعت خراب ہے اور ابھی ابھی رہائش گاہ تشریف لے گئے ہیں مجھے لگا کہ حضور انور کو زحمت نہیں دینی چاہیئے اور لوکل جماعت کے کوئی عہدیدار یہ انٹرویو دے دیں گے۔ مگر اب چونکہ حضور انور نے ہدایت فرمائی تھی اس لئے آپ کی خدمت میں اطلاع پہنچانا ضروری تھا۔

باوجود اس کے کہ حضور انور کی طبیعت ناساز تھی اور ابھی چند ہی لمحے قبل کھانے کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے تھے، حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فرنچ میڈیا کے دو مختلف چینلز کے جرنلسٹس کو سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی احباب جماعت سے محبت کی ایک اور مثال

انٹرویو ختم ہونے کے بعد حضور انور اس عمارت کے صحن میں نصب مارکی کی طرف تشریف لے گئے جہاں احمدی احباب جمعہ کی ادائیگی کے بعد کھانا تناول فرما رہے تھے۔

امیر صاحب فرانس سے مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا:

”اس بات کا خاص رکھیں کہ ہر فرد واحد کو اچھی مقدار میں کھانا ملے۔ کوئی بھی بھوکا واپس نہ جائے اور کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کو اس کی ضرورت کے مطابق کھانا نہ ملے۔ اگر آپ کے پاس کھانے کے لئے پیسوں کا انتظام نہیں ہے تو میں ذاتی طور پر آپ کو پیسے دے دوں گا، لیکن کسی کو کھانے سے انکار نہیں کرنا یا کم کھانے کا نہیں کہنا۔“

یہ حضور انور کی ہر احمدی کے لئے محبت کا ایک نہایت شاندار پیغام اور مثال تھی۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہ الفاظ بے ساختہ تھے یا کسی احمدی کی طرف سے کھانے کی کمی کے حوالہ سے حضور انور کو کوئی شکایت موصول ہوئی تھی۔ خیر! جو بھی وجہ ہو حضور انور کی ہدایت سے احباب جماعت سے آپ کی بے پناہ محبت جھلک رہی تھی۔

جب حضور اپنی رہائش گاہ کے لئے بڑھے تو آپ کی طبیعت کی ناسازی دیکھ کر میں نے عرض کی کہ ”حضور! کاش میں ڈاکٹر ہوتا تو آپ کی راحت کا کچھ سامان کر سکتا۔“

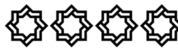
اس پر حضور انور نے فرمایا:

”ڈاکٹرز بھی کچھ نہیں کر سکتے، ٹھیک ہونے کے لئے کچھ وقت تو درکار ہوتا ہی ہے۔“

جب حضور انور اپنی رہائش گاہ کی سیڑھیوں سے اوپر تشریف لے جارہے تھے تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! آپ کچھ دیر آرام فرمالیں۔ اگرچہ کچھ دیر میں ہی آپ اپنے دفتر تشریف لے آئے اور ایک بھرپور ملاقات کے سیشن میں درجنوں احمدی فیملیز سے ملاقات فرمائی۔

(دورۂ فرانس حضور انور مؤرخہ 11 اکتوبر 2019ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اکتوبر 2021ء)



﴾3﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

اللہ تعالیٰ سے قریبی اور مضبوط تعلق کیسے قائم کیا جائے

دوران کلاس جامعہ کے ایک طالب علم نے حضور انور سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے قریبی اور مضبوط تعلق کیسے قائم کیا جائے۔

حضور انور نے نہایت خوبصورت جواب یوں عطا فرمایا کہ ”یہ سادہ (سی بات) ہے اللہ کے حضور سجدہ کرو، سجدہ کرو، سجدہ کرو۔ اس سے جڑے رہو، اللہ کو کبھی مت چھوڑو خواہ کچھ بھی ہو اور پھر وہ تمہارا ہو جائے گا۔“

مربیان کا مختلف زبانیں سیکھنا

ایک اور طالب علم نے پوچھا کہ کیا یہ جامعہ کے طالب علم کے لئے ممکن ہے کہ وہ جامعہ میں پڑھائی جانے والے زبانوں کے علاوہ کوئی زبان سیکھے۔

حضور انور نے فرمایا:

”آپ سب نے اپنے آپ کو بطور واقفِ زندگی پیش کیا ہے اور یوں آپ نے جماعت کے مفاد کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ ذاتی خواہشات ایک طرف رکھنے کا عہد کیا ہے۔ یوں اگر آپ اپنی خواہش کا اظہار کر بھی دیں پھر بھی یہ جماعتی انتظامیہ پر منحصر ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آپ کو ویسا کرنا چاہیے اور آیا وہ جماعت کے مفید مفاد میں ہے یا نہیں۔ بہر حال ہمیں ایسے لوگ چاہئیں جو مختلف زبانیں بولتے ہوں، اس لئے ہم بالعموم مربیان کو اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ زبان سیکھیں، جامعہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اگر وہ ایسی (زبان سیکھنے کی) خواہش کا اظہار کریں۔“

ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے

ایک دوسرے طالب علم نے حضور انور سے تبلیغ کے بارے میں پوچھا اور بتایا کہ اس کا ایک دوست اسلام میں دلچسپی لیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

”معاشرے میں بہت سے اچھی فطرت کے لوگ مل جاتے ہیں۔ کل ایک جرمن Wiesbaden میں مسجد کے افتتاح میں شامل ہوا اور بعد میں بڑے اخلاص سے مجھے ملا اور میری نصیحتوں کے بارے میں بہت احترام اور محبت سے باتیں کرتا رہا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ احمدی ہے کیونکہ اس کی بات کرنے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جواب میں اس نے بتایا کہ وہ احمدی نہیں ہے لیکن میرا خطاب سننے کے بعد اس کو ایسا لگا کہ وہ شاید احمدیت قبول کرلے۔ اس لئے ان مغربی معاشروں میں بہت سے اچھے لوگ ہیں اور ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے اور انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔“

گلوبل وارمنگ خطرناک ہے

ایک طالب علم نے حضور انور سے معروف سویڈش نوجوان Greta Thunberg جو Climate Change activist ہے کے بارے میں پوچھا۔

حضور انور نے فرمایا:

”میں نے سوشل میڈیا پر اس کے چند کلپس دیکھے ہیں۔ وہ بہت جوشیلی تقریر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو خود اعتمادی سے بات کرنے کی صلاحیت سے نوازا ہے، اور وہ اسی آواز سے معاشرے کے بوڑھے لوگوں کو زمین کو پہنچنے والے نقصان پر آگاہی دے رہی ہیں۔ اگر وہ اس آگاہی کو پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں اور کچھ تبدیلی لانے میں بھی تو یہ اچھی بات ہے۔ بہر حال گلوبل وارمنگ بڑھ رہی ہے اور خطرناک ہے تاہم جنگیں دنیا کو اس سے پہلے ختم کر سکتی ہیں۔ اس لئے بطور احمدی ہمیں

تھوڑے عرصے کے لئے بھی اور لمبے عرصے کے لئے بھی دنیا میں امن اور سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔(مسکراتے ہوئے) حضور انور نے فرمایا:

''بہر حال (Greta Thumbery) بہت اچھا بولتی ہیں اور تم سب جو مربیان بن رہے ہو، تمہیں ان کی تقریر سے سیکھنا چاہیے جیسا کہ وہ دنیا کے لیڈرز کے سامنے اور بے خوف وخطر بڑے اجتماعات میں بھی خود اعتمادی اور جوش سے بولتی ہیں۔

(دورہ یورپ 15 اکتوبر 2019ء، جامعہ احمدیہ جرمنی)

دارالقضاء جرمنی کے ساتھ ملاقات

اگلے دن 16 اکتوبر 2019ء کو حضور انور نے دارالقضاء جرمنی کے ساتھ ملاقات فرمائی جو ایک جماعتی ادارہ ہے جس کے ذمہ اسلامی فقہ کے مطابق معین جھگڑوں کے فیصلے کرنے کی ذمہ داری ہے۔

حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں قضا بورڈ میں پیش ہونے والے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔ ممکنہ طور پر رپورٹ پیش کرنے والوں کے نزدیک یہ دارالقضاء کی بہتر کارکردگی کی رپورٹ تھی۔ تاہم حضور انور کے جواب سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو قابل فکر قرار دیا۔

حضور انور نے فرمایا:

''اگر جھگڑوں کے کیسز بڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تربیت، نیشنل امیر، خدام، لجنہ اور دیگر عہدیدار احباب جماعت کی تربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جہالت بڑھ رہی ہے۔ اگر صحیح طریق پر تربیت ہو رہی ہوتی تو کم کیس قضا تک پہنچتے۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''جن کیسز کی کثرت کا آپ کو سامنا ہوتا ہے وہ طلاق کے کیسز ہیں اور میرے خیال میں طلاق کی شرح کے بڑھنے میں مردوں اور عورتوں دونوں کا قصور ہے۔ جرمنی میں، طلاق کے بعد، کچھ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے والدین کے اصرار پر ہی شادی کی تھی۔ جرمن جماعت کو اس کی تحقیق کرنی چاہیے اور جب بھی کوئی نئی شادی ہونے جا رہی ہو تو انہیں اس بات کی یقین دہانی کرنی چاہیے کہ

دلہن اور دلہا نہایت خوشی سے اور اپنی رضامندی سے اس شادی کے بندھن میں بندھ رہے ہیں۔ بصورت دیگر، نتیجہ یہ ہو گا کہ اس رشتے میں بندھنے والوں کی زندگیوں کو خاص طور پر دلہنوں کی (زندگیوں کو) نقصان ہو گا۔“

حضور انور نے نہایت واضح ہدایات سے نوازا، اس حوالہ سے کہ طلاق کے کیسز کو کیسے دیکھنا چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے اور ناجائز ہے کہ جو کیس کی سماعت کر رہا ہے وہ شادی کے بارے میں ذاتی سوالات کرے اور ایسی بے جا دخل اندازی قرآنی تعلیمات کے سخت خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر قاضی کو خوب مہارت حاصل کرنی چاہیے اور حساس ہونا چاہیے اور فریقین کی ضرورتوں اور جذبات کا خیال رکھنے والا ہونا چاہیے۔

مزید برآں آپ نے فرمایا کہ جو مدعیہ اپنا کیس قضا بورڈ میں پیش کرے، اس کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ساتھ کسی خاتون کو یا وکیل کو سہارے یا راہنمائی کی غرض سے لا سکے۔

قضاۃ (قاضی کی جمع) کو نصیحت فرماتے ہوئے کہ ان کے بنیادی فرائض کیا ہیں جب وہ شادی کے لڑائی جھگڑے سن رہے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا:

”جب شادی بیاہ کے لڑائی جھگڑے سن رہے ہوں تو آپ کا پہلا حدف یہ ہونا چاہیے کہ میاں اور بیوی کے درمیان صلح کی کوشش کی جائے۔“

دوران ملاقات حضور انور نے محترم عبد الماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر) کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ دارالقضاء سے منسلک مربیان کا ایک ششماہی امتحان ہونا چاہیے جس میں ان کے فقہ کے علم کا پتہ چلے تا کہ ان کے علم اور فہم و ادراک کو یقینی بنایا جا سکے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ احسن طریق پر اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔

حضور انور کو یہ بھی بتایا گیا کہ دارالقضاء کے دو ممبران 80 سال سے زائد عمر کے ہیں۔ اس پر حضورانور نے تبسم کے بعد فرمایا:

”کیا وہ ٹھیک طرح فیصلے کر لیتے ہیں یا انہیں دعا کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔“

مزید راہنمائی فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”جب کیسز قضاء میں پہنچیں آپ کا حدف ہونا چاہیے کہ ان پر فیصلے جتنی جلدی ہو سکے کریں۔ مزید برآں آپ کو ایک رپورٹ مرتب کرنی چاہیے کہ رشتے کیوں ٹوٹ رہے ہیں اور اپنی نتائج کی روشنی میں سفارشات پیش کریں کہ شادیوں کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”دارالقضاء کے ممبر کی حیثیت سے آپ میں تنقید برداشت کرنے کی جرات ہونی چاہیے اور ہمیشہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔ اگر لوگ آپ پر غصہ ہوں یا آپ کے خلاف بات کریں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ بھی ایسا ہی کریں بلکہ آپ کو ہر وقت ٹھنڈا رہنا چاہیے۔ اگر آپ غصہ میں آجائیں گے تو یہ آپ کی عادلانہ شخصیت کو متاثر کرے گا اور ہر وقت ایک خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ آپ کے فیصلوں میں تعصب راہ پکڑے۔ اگر کسی وقت کسی کیس میں، آپ کو لگے کہ آپ کو غصہ آرہا ہے یا آپ کو ڈر ہو کہ آپ کی غیر جانبداری متاثر ہو رہی ہے تو آپ اس کیس کی سماعت آگے کر دیں یا کوئی دوسرا قاضی آپ کی جگہ اس کیس کے لئے نامزد ہو جانا چاہیے۔“

کیسز کے واضح نہ ہونے کی صورت میں حضور انور نے فرمایا:

”چند کیسز ایسے بھی ہوں گے جن میں آپ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ کیا کریں یا کس کے حق میں فیصلہ دیں۔ ایسے مواقع پر آپ کو فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے تاکہ آپ یہ کہہ سکیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ بلکہ آپ کو ربوہ میں مفتی سلسلہ کو لکھنا چاہیے یا براہ راست مجھے لکھیں۔ مزید برآں ہمیشہ محتاط رہیں اور خیال رکھیں کہ ایسا فیصلہ نہ کریں جو اس ملک کے مروجہ قوانین کے مخالف ہو۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”مزید برآں میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کوئی فیصلہ بغیر دعا کے نہ کریں۔ کسی بھی فیصلہ سے پہلے ہر قاضی کو کم از کم دو نوافل پڑھنے چاہئیں اور اللہ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔“

(دورہ یورپ 16 اکتوبر 2019ء۔ میٹنگ دارالقضاء جرمنی)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 نومبر 2021ء)



﴿4﴾

؏ اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حضور انور کی شفقتیں۔احباب جماعت کے ساتھ محبت بھرے چند لمحات

مکرم عابد خان صاحب لکھتے ہیں:

21اکتوبر 2019ء کی صبح کو حضور انور کا بیت السبوح جرمنی میں قیام اختتام پذیر ہوا اور حضور انور کے دورے کا دوسرا حصہ جو برلن میں دو دن کے قیام پر مشتمل تھا شروع ہوا۔ صبح 11:50 پر روانگی سے قبل حضور انور نے سینکڑوں احمدیوں کے ساتھ چند لمحات گزارے جن کا دورانیہ 15 منٹ تھا جو آپ کو الوداع کرنے کیلئے آئے تھے۔ اس دوران بہت سے احمدیوں کو حضور انور سے ملنے کا موقع ملا اور قرب خلافت نصیب ہوا۔

جن لوگوں سے حضور انور نے ملاقات فرمائی ان میں ایک بڑی عمر کے بزرگ تھے جن کی لمبی داڑھی تھی۔ میں نے ان کو دورہ جرمنی کے دوران کئی مواقع پر دیکھا تھا اور دیگر یورپین ممالک کے دورے پر بھی۔ وہ اکثر لمبا سفر کر کے حضور انور کی اقتداء میں نماز پڑھنے کیلئے آتے ہیں۔ اور ہمیشہ حضور انور کو خوش آمد کہنے والوں میں یا الوداع کرنے والوں کی صف اول میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی وہ حضور انور کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے اور بلند آواز سے نعرے لگاتے ہیں جبکہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اس دن کی مناسبت سے وہ اولین لوگوں میں تھے جو حضور انور کو الوداع کرنے پہنچے تھے۔ حضور انور کو آپ کی رہائش گاہ سے باہر آتا دیکھ کر انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضور انور ان کے پاس تشریف لے گئے اور چند لمحوں کیلئے ان سے گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نعرے کے لفظ کے spelling بتا سکتے ہیں۔ اس بزرگ کی خوشی کی انتہا نہ تھی

تاہم انہوں نے spellings بتانے کی کوشش کی مگر خوشی کے اثرات خوب عیاں تھے۔ یہ بزرگ ایک نومبائع ہیں اور بہت سادہ ہیں اور زیادہ پڑھے لکھے اور گفتگو کے ماہر معلوم نہیں ہوتے۔

میں بہت آسانی سے، دنیا کے راہنماؤں یا ایسے لوگوں کو جو خود کو پڑھا لکھا سمجھتے ہیں دیکھ سکتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کی طرف التفات نہ کریں تاہم حضور انور کا پیار صرف مالدار یا پڑھے لکھے لوگوں کیلئے نہیں۔ بلکہ ہر ایک احمدی کیلئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیروکار ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، کالے ہوں یا سفید۔

بعد ازاں جب حضور انور تشریف لے جا رہے تھے تو حضور انور کی شفقتوں سے حصہ لینے والے بزرگ کہنے لگے' مجھے ایسا لگا کہ اس دنیا میں اللہ کا نمائندہ میرے پاس تشریف لایا ہے جو روحانی طور پر کمزور اور ان پڑھ ہے۔ ان لمحات نے مجھے تسکین عطا کی اور وہ لمحات دنیا کے جملہ خزانوں سے بڑھ کر ہیں۔ میں ان لمحات کو کبھی نہیں بھولوں گا اور یہ لمحات مجھے سکون اور خوشی فراہم کرتے رہیں گے۔

اس کے ساتھ ہی اس بزرگ نے حضور انور کو ہاتھ ہلا کر الوداع کیا اور اپنی وین میں بیٹھ گئے جو برلن جانے کو تیار تھی تا کہ وہاں جا کر شام کو حضور انور کو خوش آمدید کہہ سکیں۔

(عابد خان ڈائری، حضور انور کا دورہ یورپ 2019ء صفحہ 59-58)

ابا! آپ کی وفات کے بعد یہ متبرک گھڑی میں لے سکتا ہوں

(حضور انور کے دورہ جات کے دوران) ملاقات کے مابین جب اکثر اوقات نہایت مصروف اور کام میں گزرتے ہیں تو بسا اوقات ایسے لمحات ہوتے ہیں جب حضور انور اپنے کام کے دوران ایک منٹ یا دو منٹ کا وقفہ بھی فرماتے ہیں۔ ایسے ہی ایک وقفہ کے دوران حضور انور نے خاکسار سے میرے بچوں کے بارے میں استفسار فرمایا۔ اس پر میں نے عرض کی کہ میرا بڑا بیٹا ماہد نہایت رشک کی نگاہ سے اس گھڑی کو دیکھتا ہے جو حضور انور نے مجھے چند سال قبل تحفہ میں دی تھی۔ میں نے ماہد کی اس سے اگلی درخواست کا ذکر بھی حضور انور سے کیا جب چھ سال کی عمر میں ماہد نے نہایت حقیقت پسند تبصرہ یوں کیا کہ ''ابا جب آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا میں حضور کی دی ہوئی گھڑی لے سکتا ہوں۔''

ماہد کا تبصرہ سن کر حضور انور نے خوب تبسم فرمایا اور اس کی معصومیت کا خوب مزہ لیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ''تمہارے گھر میں ماہد ہی ہے جو بغیر خوف اور احتیاط کے جرات مندانہ تبصرہ کرتا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی حضور انور نے اپنی کرسی یوں گھمائی کہ آپ اب اپنی کتابوں اور الماریوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور مجھے یوں لگا جیسے حضور انور کسی حوالہ کی تلاش میں کوئی کتاب تلاش کر رہے ہیں۔ تاہم میری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی جب دو سے تین منٹ کے بعد حضور انور نے اپنی کرسی گھمائی جیسے بالعموم ہوتی ہے اور رخ انور میری طرف کیا تو آپ کے ہاتھ میں ایک سلور گھڑی تھی۔

حضور نے فرمایا ''یہ گھڑی میری طرف سے ماہد کو دینا۔'' ہنستے ہوئے حضور انور نے فرمایا ''اب کم از کم اس کو تمہارے مرنے کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔'' میں حضور کی شفقت سے اور اپنے بچے کیلئے حضور کی محبت سے بے حد ممنون تھا۔ میں نے چند لمحات کیلئے گھڑی کو دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ اس کی بیٹری ٹھیک کام نہیں کر رہی تھی تو مجھے خیال ہوا کہ اس کی بیٹری بدل لوں گا۔ تاہم میرے ذہن کو پڑھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا۔

''اس کی بیٹری ٹھیک ہے یہ کیونکہ بالکل نئی گھڑی ہے۔ اس لئے اس میں ایک پن لگائی گئی ہے تاکہ اس کی بیٹری کی زندگی کو محفوظ رکھا جاسکے اور استعمال کے وقت اس سے کام لیا جائے۔ حضور انور نے وہ گھڑی واپس لی اور خود وہ پن باہر نکال دی اور پھر مجھے واپس کر دی۔ اب وہ گھڑی بالکل ٹھیک کام کر رہی تھی۔''

میرے پاس ماہد کی خوشی کو بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں جب اسی شام میں گھر پہنچا اور حضور کا تحفہ اسے پہنچایا تو اس کے بعد سے اس کی سب چیزوں میں یقیناً وہ سب سے قابل فخر چیز ہے۔

یقیناً پیارے آقا ہر عمر، ہر قوم اور ہر جگہ کے احمدیوں کے جذبات اور خوشیوں کا خیال رکھتے ہیں۔

(حضور انور کا دورۂ یورپ 2019ء، عابد خان کی ڈائری، صفحہ 47-50)

اس نے اپنی کشتیاں جلا دیں

ایک دوسرے موقع پر فرصت کے چند لمحات میں، میں نے خدام کی ایک ویڈیو کا تذکرہ کیا جو ان دنوں سوشل میڈیا پر گردش میں تھی۔ جس میں Chinese Whispersr کی طرز پر کچھ کھیل کھیل رہے تھے۔ بجائے زبانی پیغام آگے پہنچانے کے انہیں کچھ actions کر کے دکھانے تھے۔ ایک سے دوسرے تک یہ actions زیادہ عجیب و غریب اور اصل سے مزید دور ہوتے جاتے تھے۔ حضور انور نے بذات خود اس ویڈیو کو دیکھا اور اس سے لطف اندوز ہوئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا "ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ نے ذکر فرمایا کہ Chinese Whispers کی ایک کھیل میں اصل محاورہ جو دیا گیا تھا وہ The Prince of Wales is coming تھا جبکہ اس کھیل کے اختتام تک وہ محاورہ یوں ہو گیا کہ Give me two pence ۔ اس پر میں نے حضور انور سے پوچھا کہ کیا حضرت مصلح موعودؓ انگریزی زبان بول اور سمجھ سکتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا۔

"ہاں، آپ انگریزی بہت اچھی طرح سمجھ لیتے تھے بلکہ بول بھی سکتے تھے۔ مثال کے طور پر Wembley Conference جو 1924ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں جب آپ کا لیکچر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھ کر سنایا تو اس سے قبل حضرت مصلح موعودؓ نے چند لمحے انگریزی میں گفتگو فرمائی۔"

حضور انور نے مزید فرمایا "ایک دوسرے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک ایسی تقریب کی صدارت فرمائی جہاں انگریزی بولی جارہی تھی۔ اس پروگرام کے دوران مقررین میں سے ایک نے نہایت متکبرانہ انداز میں تقریر کی۔ اس نے اپنی کامیابیوں کا ذکر نہایت متکبرانہ انداز میں کیا اور یہ محاورہ استعمال کیا کہ I burnt my boats یعنی میں نے اپنی کشتیاں جلا دیں۔ اس تقریر کے اختتام پر مہمانان اس کی متکبرانہ تقریر کے باعث پریشان تھے۔ تاہم حضرت مصلح موعودؓ نے اختتامی

کلمات سے نوازا تو آپ نے یوں آغاز فرمایا کہ ”موصوف نے ممکنہ طور پر اپنی کشتیاں جلائی ہوں گی مگر وہ انا اور تکبر کو نہیں جلا سکے۔“

اس تبصرہ کا ذکر فرماتے ہی حضور انور نے تبسم فرمایا اور اس انداز سے مسکرائے کہ آپ کی حضرت مصلح موعودؓ سے محبت خوب عیاں تھی۔

(حضور انور کا دورۂ یورپ 2019ء، عابد خان کی ڈائری، صفحہ 47-50)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 نومبر 2021ء)



﴾5﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ؏

سائے میں تیرے دھوپ، نہائے بصد نیاز

جب یہ آن لائن ملاقات ختم ہوئی تو حضور نے مجھے اپنے دفتر آنے کی ہدایت فرمائی تو مجھے کچھ حیرانی ہوئی کیونکہ میں تو آج صبح ایک دفتری ملاقات بھی کر چکا تھا اور میرے پاس کوئی ایسا معاملہ بھی نہیں تھا جو اس دن حضور کو پیش کرنے والا ہو۔

میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ حضور نے خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے اپنے خطاب کے ہفتہ قبل تیار شدہ متن میں کچھ تبدیلی کرنی ہو کیونکہ اجتماع سے یہ خطاب اگلے دن ہونا تھا۔

لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا مجھے اس کی بالکل بھی توقع نہ تھی۔

جب میں حضور کے کمرہ میں داخل ہوا تو حضور نے ایک الماری میں رکھے ہوئے تین آلو بخاروں کی طرف اشارہ کیا۔

اور فرمایا:

”میں نے یہ صبح تمہیں دینے کے لئے یہاں رکھے تھے لیکن میں بھول گیا۔ یہ میرے باغ میں لگے پھل دار درخت کے تازہ آلو بخارے ہیں۔“

پھر حضور نے ایک بیگ لیا اور اس میں تینوں آلو بخارے رکھ دیئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دفتر کے دائیں جانب واقع چھوٹے باغیچہ میں کھلنے والا دروازہ کھولا جو وکالت مال اور وکالت تعمیل و تنفیذ کے دفاتر کی عمارت کے صحن سے منسلک ہے۔

حضور نے مجھے آلو بخارے کا درخت دکھایا جس کی شاخوں پر ایک درجن سے زائد آلو بخارے لگے ہوئے تھے۔

حضور نے ایک ایک کر کے آلو بخارے اتارے اور ان کو بیگ میں رکھا۔ کچھ آلو بخارے جو شاخوں پر کافی اونچے تھے ان کی شاخوں کو حضور نے نیچے کھینچ کر ان سے آلو بخارے اتارے۔ آخر پر جب پورا شاپنگ بیگ آلو بخاروں سے بھر گیا تھا تو حضور نے مجھے تحفۃً عطا فرما دیا۔

یہ پھلوں کا تحفہ تو ایک بہت بڑی خوش قسمتی اور ایک بیش قیمت خزانہ تھا جو حضور نے خود اگائے اور اپنے ہاتھ سے اتارے تھے۔

اس کے بعد حضور نے مجھے اپنا باقی باغ دکھایا وہاں مختلف خوشنما رنگوں کے بہت سے پھول تھے۔ حضور نے مجھے پانی کا ایک چھوٹا فوارہ بھی دکھایا۔

اور فرمایا:

"یہ چھوٹا سا فوارہ پرندوں کیلئے ہے تا کہ وہ آکر اس میں سے پانی پی سکیں۔"

جب میں حضور کے پیچھے چل رہا تھا تو سورج خوب چمک رہا تھا۔ پھولوں اور پھلوں کے درمیان وہ پس منظر تصویر کشی کے لئے بہترین تھا۔ میں نے حضور سے پوچھنا چاہا کہ اگر میں ان کی تصویر شاندار پھلوں اور پھولوں کے ساتھ لے سکتا ہوں تاہم میں نے سوچا کہ اس وقت حضور کی مبارک صحبت میں ان انمول ذاتی اور غیر رسمی لمحات سے لطف اندوز ہونا زیادہ بہتر ہے۔

کچھ وقت کے بعد حضور واپس اپنے دفتر میں آ گئے اور دریافت فرمایا کہ کیا میں نے کبھی تمہیں دفتر کی دوسری طرف والا باغ بھی دکھایا ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا میں نے وہ ابھی تک نہیں دیکھا۔ تو حضور مجھے اپنے دفتر سے ملحقہ کمرے کے دروازہ سے دوسری طرف واقع باغ میں لے گئے۔

یہاں بھی گلاب اور دیگر خوشنما پھولوں کا ایک باقاعدہ منظر تھا۔ حضور بڑی خوشی کے ساتھ ان کے رنگوں کا ذکر کر رہے تھے اور یہ بھی خوب واضح تھا کہ کس طرح حضور فطرت اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے، وہاں زیتون کا ایک درخت بھی تھا جو میرے لئے حیران کن تھا۔

ایک طرف دو لکڑی کی کرسیاں تھیں جن کو دیکھ کر میں نے عرض کی:

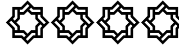
"حضور جب سورج نکلا ہوا ہو تو آپ یہاں بیٹھ کر اپنی ڈاک دیکھ سکتے ہیں"

لیکن تب میں دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ کسی دن حضور باہر بیٹھ کر اپنا دفتری کام کر رہے ہونگے تو شاید مجھے بھی اس شاندار جگہ پر ملاقات کرنے کا موقع مل جائے گا۔

حضور مسکرائے اور مجھے بتایا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو میں دفتر سے آ گیا۔

میرا دل حقیقی خوشی سے لبریز تھا۔ یہ ایسے لمحات تھے کہ جن کو ان شاءاللہ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جنوری 2022ء)



﴿6﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

مکرم ڈاکٹر احمد قریشی اور مکرمہ ڈاکٹر عائشہ احمد کے گھر تشریف آوری

اتوار کی شام درجنوں احمدیوں سے ملاقات سے قبل حضور انور ڈاکٹر احمد قریشی صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ ان کے بہت سے قریبی اور دیگر افراد خانہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ حضور انور نے تیس سے چالیس منٹ تک یہاں قیام فرمایا اور یقینی طور پر میزبانوں کے چہروں پر خوشی عیاں تھی۔ ایک موقع پر میں نے عائشہ باجی کو کہا 'مبارک ہو' تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت عیاں تھی کہ احمدیوں اور ان کے خلیفہ کا تعلق باہم کس قدر مضبوط ہے۔ یہ بات نہایت واضح تھی کہ ڈاکٹر احمد صاحب کی فیملی ان چند لمحات پر زندگی بھر نازاں رہے گی۔ ڈاکٹر احمد صاحب کو target shooting میں خوب دلچسپی ہے اس لیے حضور انور کی تشریف آوری پر انہوں نے اپنے باغیچے میں target set کیا ہوا تھا یہ target بہت چھوٹا تھا اور کچھ فاصلے پر درخت کے اوپر لگا ہوا تھا۔ میزبانوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب حضور انور نے target پر fire کرنا منظور فرمالیا۔

پھر ڈاکٹر احمد صاحب کی گن سے نشانہ باندھتے ہوئے حضور انور نے نہایت احتیاط سے target کا نشانہ باندھا۔ مجھے یاد ہے کہ یہ سب دیکھتے ہوئے مجھے خیال آ رہا تھا کہ یہ target بہت چھوٹا ہے اور اس کا نشانہ لگانا ناممکن ہو گا۔ لیکن پھر حضور انور نے فائر کیا جو عین نشانے پر لگا۔ ماشاء اللہ۔ پھر پہلا کامیاب نشانہ لگانے کے بعد حضور انور نے دوبارہ نشانہ لگانے کے لیے خود کو تیار کیا۔ دوسری مرتبہ نشانہ لگانے سے پہلے حضور انور نے گن سے پہلے سے زیادہ احتیاط سے نشانہ باندھا اور گن فائر عین نشانے پر لگا۔ ماشاء اللہ۔

ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ جو local جماعت کی صدر بھی ہیں، نے حضور انور کی تشریف آوری پر کہا کہ حضور انور کا تشریف لانا نہایت خوش کن تھا ایسا لگتا تھا جیسے جملہ ممبران تازہ دم ہو گئے ہوں۔ ہم کئی ماہ سے اس کی تیاری کر رہے تھے جو حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے عین شایان شان ہو۔ بہت سے مرد و زن نے بتایا کہ حضور انور کی تشریف آوری سے وہ ذاتی حیثیت میں خلافت سے تعلق میں بڑے ہیں اور انہوں نے کینیڈا تک حضور انور کے ساتھ جانا پسند کیا۔ تا کہ آپ کی صحبت سے مزید فیض یاب ہو سکیں۔

حضور انور کا مسجد Harrisburg کا دورہ ہم سب مقامی افراد کے لیے خوب مؤثر ثابت ہوا۔ حضور انور کا اپنی بے حد مصروفیت کے باوجود مسجد کے افتتاح کے لیے وقت نکالنا اور پھر ہمیں محض اتفاق سے Harrisburg میں حضور انور کے نسبتاً طویل قیام کا موقع میسر آنا اور پھر خاص طور پر مسجد سے روانگی تو گویا الٰہی منصوبہ معلوم ہوتی تھی۔ قریبی جماعتوں کے بہت سے احمدی احباب نے اپنے ذاتی پروگرام مؤخر کر دیے تا کہ وہ حضور انور کو الوداع کر سکیں۔ اس صبح کو ہر ممبر لجنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں۔ اب میں حضور انور کی صحت اور جماعتوں کی بہتری کے لیے پہلے سے بڑھ کر توجہ سے دعائیں کر رہی ہوں۔ میں اب جماعتی خدمت کو بھی پہلے سے مختلف انداز میں دیکھتی ہوں۔ جس طرح حضور انور بے نفس ہو کر پوری طرح جماعتی خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں اس سے مجھے احساس ہوا ہے کہ معمولی چیزوں کے بارے میں شکایت کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ حضور انور کی موجودگی نے بعض بچوں اور تیرہ سے انیس سال کے نوجوانوں کو بھی خوب متاثر کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خلیفہ سے محبت کا نیا احساس جنم لیا ہو جو اس سے پہلے خوابیدہ حالت میں تھا اور جس کے متحرک ہونے کے لیے حضور انور کی ذات کا مشاہدہ ضروری تھا۔ ہر لمحہ ایک خواب معلوم ہوتا تھا جس کو میں نے درجنوں بار اپنے ذہن میں دہرایا۔ یہ محض خدا کے فضل اور احسان ہی سے ممکن ہوا۔ میں اس تجربہ کو کبھی بھول نہیں سکوں گی۔ یہ میری زندگی کی سب سے شاندار یادوں میں سے ایک ہے۔

ماہرہ قریشی جن کی عمر پندرہ سال ہے اور ڈاکٹر احمد قریشی اور ڈاکٹر عائشہ کی بیٹی ہیں نے کہا میرے لیے یہ بات بے حد سعادت کا باعث تھی کہ حضور انور نے اس سال جلسہ کے لیے امریکہ آنے کا فیصلہ فرمایا۔ خاص طور پر جب کہ آپ گزشتہ چار سال سے تشریف نہ لا سکے تھے۔ جیسا کہ امریکہ میں ہمیں روزمرہ زندگی میں حضور انور کو دیکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوتا تو ہم حضور انور کے دورہ سے زیادہ سے زیادہ سعادتیں سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے دوران دورہ جلسہ پر جانا بہت اچھا لگا۔ یوں امسال جلسے کا انعقاد ہمارے شہر Harrisburg میں ہونا نہایت مسرور کن تھا۔ میں تہہ دل سے حضور انور کی ممنون ہوں کہ آپ باوجود ایک مصروف شیڈول کے ہمارے گھر بھی تشریف لائے۔ یہ میرے لیے اور ہماری فیملی کے لیے نہایت سعادت کا باعث تھا۔

(ڈائری مکرم عابد خان صاحب دورہ امریکہ حضور انور 2012)

Bass Pro کا مختصر دورہ

2 جولائی 2012 کو حضور انور کا امریکہ میں دورہ اختتام پذیر ہو رہا تھا۔ شام کے قریب حضور انور کے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ یہاں قریب ہی ایک store ہے جو شکار سے متعلقہ سامان فروخت کرتے ہیں۔ یوں بغیر کسی سابقہ پلاننگ کے حضور انور نے اس سٹور پر جانا پسند فرمایا۔ یہ ایک وسیع و عریض سٹور تھا جس کے باہر آؤٹ ڈور مال تجارت بھی بڑے پیمانے پر موجود تھا۔ اس سٹور کے استقبالیہ کو جانوروں کی کھالوں میں بھوسہ بھر کے سجایا گیا تھا۔ چند بھوسہ بھرے ہوئے جانور جیسے ریچھ اس قدر بڑی جسامت کے تھے کہ میں نے زیادہ تر وقت ان جانوروں کی جانچ پڑتال میں لگایا کہ آیا یہ اصلی جانور کی کھال میں بھوسہ بھرا ہوا ہے یا نقلی ہیں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ اصلی جانوروں کی کھالیں تھیں۔ حضور انور نے تیس سے چالیس منٹ store میں گزارے اور مختلف شکار کے سامان کا جائزہ لیتے رہے اور وہاں موجود عملہ کے ایک دو افراد سے گفتگو فرماتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور اس تفریح سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ جب ہماری ہوٹل میں واپسی ہوئی تو حضور انور اپنی رہائش پر تشریف لے جانے کی بجائے

اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں فوراً ہی حضور انور نے احمدی احباب سے ملاقاتیں فرمانا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ اگلے چند گھنٹوں میں نماز مغرب اور عشاء کے وقت تک جاری رہا۔

(ڈائری مکرم عابد خان صاحب دورہ امریکہ حضور انور 2012)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جنوری 2022ء)



﴿7﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

ایئرپورٹ کے ٹرمینل پر یادگار لمحات

پھر ہم سیکیورٹی ایریا میں پہنچے تو ہم نے حضور انور کو دوبارہ اس وقت دیکھا جب ہم جہاز میں بیٹھنے کے لیے تیار تھے۔ بعد ازاں احمد بھائی نے مجھے بتایا کہ جب حضور انور اور محترمہ خالہ سبوحی صاحبہ لاؤنج میں تشریف لائے تو ان دونوں نے ایک بگی کے ذریعے یہ راستہ طے کیا۔ تو ایسا ہوا کہ درجنوں احمدی جو ملائیشیا اور انڈونیشیا واپس جانے کے لیے اسی وقت اپنی flights کے انتظار میں تھے، اپنے مجوزہ gates پر کھڑے تھے۔ حامد بھائی نے بتایا کہ جب ان احمدیوں نے اچانک حضور انور کو دیکھا کہ آپ کو بگھی کے ذریعے سے لایا جارہا ہے تو وہ اس کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگے اور اپنے ہاتھ آگے بڑھانے لگے تاکہ حضور انور کے دست مبارک کو چھو سکیں۔ اس کے جواب میں حضور انور مسکرائے اور احمدیوں کی سمت میں ہاتھ ہلایا۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ ایئرپورٹ پر موجود دیگر غیر احمدی احباب ضرور ان لمحات کو دیکھ کر پریشان اور حیرت زدہ رہ گئے ہوں گے۔ اس واقعہ کے بارے میں ہمیں بعد میں پتہ چلا تو مجھے اعتراف کرنا پڑے گا کہ مجھے یہ سوچ کر کس قدر تکلیف ہوئی کہ ہمیں کیونکر جلدی جانا تھا اور ایسے یادگار لمحات سے مستفید نہ ہو سکے۔

خلیفہ وقت اور لوکل احمدیوں کی محبت کے اس نظارے کے ساتھ حضور انور برٹش ایئرویز کی فلائٹ کے ذریعے اپنے باقی دورہ کی تکمیل کی طرف آگے بڑھتے ہوئے سڈنی کے لیے عازم سفر ہوئے۔ سنگاپور کا سفر ابتداء سے اختتام تک خدا کے فضلوں کے نظارے لیے ہوا تھا اور مجھے یقین تھا کہ دورے کا باقی حصہ بھی ضرور ایسا ہی ہو گا۔

احمدیوں کے جذبات

آپ میں ایک خاص قوت قدسیہ ہے اور اس نے مجھ پر ایسا اثر کیا جو ناقابل بیان ہے

دن کی مصروفیات کے بعد مجھے سنگاپور کے چند احمدیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع ملا اور چند ایسے احباب بھی تھے جو ہمسایہ ممالک سے سفر کر کے پہنچے تھے۔ ایسے ہی ایک خادم مکرم خالد احمد صاحب جن کی عمر بائیس سال ہے جو ملائیشیا سے تعلق رکھتے ہیں نے بتایا کہ ”میں حضور انور سے مل کر بہت خوش ہوں کیونکہ میں نے آپ کو صرف ٹی وی پر ہی دیکھا تھا۔ اب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ سے حقیقی زندگی میں ملاقات کی ہے۔ آپ میں ایک خاص قوت قدسیہ ہے اور اس نے مجھ پر ایسا اثر کیا جو ناقابل بیان ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ آپ انڈونیشیا تشریف لائیں اور میں سخت افسردہ ہوں کہ حضور انور کل واپس جا رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ حضور انور کے دورے کے بعد میں پہلے سے بہتر انسان بن چکا ہوں۔ اب میں خود کو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب محسوس کرتا ہوں اور یہ سب محض حضور انور کے دیدار سے ممکن ہوا ہے۔“

ہے تو خلیفہ وقت کی

مجھے مکرم شفیق احمد صاحب جو ایک معمر بزرگ ہیں اور سری لنکا سے تعلق رکھتے ہیں، سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ جب میں ان کے پاس بیٹھا تو وہ رونے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کبھی خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا کہ وہ حضور انور کی قربت میں وقت گزارنے کی سعادت پا سکیں گے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سری لنکا میں رہنے والے بہت سے احمدیوں کو ذاتی اور مالی مشکلات کا سامنا ہے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اپنے ذاتی مسائل کی کوئی فکر نہیں۔ اگر فکر ہے تو خلیفہ وقت کی۔

آپ (حضور انور) نے سب احمدیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھول رکھے ہیں

میری ملاقات احمد ہدایت اللہ صاحب سے بھی ہوئی جو ایک معمر انڈونیشین احمدی ہیں۔ جنہوں نے 1972 میں بیعت کی تھی۔ انہوں نے بھی حضور انور کے دورہ کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار

کیا کہ ’ہمارے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہم حضور انور کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ تبلیغ کی شاہرائیں گزشتہ سات دنوں میں خوب عیاں ہوئی ہیں۔ یہ دورہ محض احمدیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ سنگاپور کے لیے بطور ملک بھی بہت فضلوں کا متحمل ہو گا۔ میں اُمید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ انڈونیشیا میں اگلے دو سے تین سالوں میں حالات بہتر ہوں گے اور حضور ہمارے ملک کا دورہ فرما سکیں گے۔ ہم بہت بے تابی سے آپ کے منتظر ہیں۔ حضور انور کی قیادت ایک عظیم قیادت ہے۔ آپ کی قیادت کا محرک دل کی نیکی ہے۔ کیونکہ آپ نے سب احمدیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اسی لیے ہم سب آپ کی طرف لپکتے ہیں۔ ہم آپ کی محبت کے باعث کھچے چلے آتے ہیں۔ آپ کے جانے سے ہم سخت افسردہ ہو جائیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ پیارے حضور سے دوبارہ ملنے کا موقع کب ملے گا۔

ایک نہایت جذباتی گفتگو

میری رائے میں اس دورہ کے دوران میری نہایت جذباتی گفتگو مکرم عارف رحمان حاکم صاحب جن کی عمر بتیس سال ہے سے ہوئی جو انڈونیشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اسی جگہ کے قائد علاقہ ہیں جہاں ہمارے تین احمدی بھائیوں کو نہایت سفاکانہ طور پر 2011 میں شہید کر دیا گیا تھا۔ وہ خود بھی اس حملے کے دوران زخمی ہوئے تھے۔ جب میں ان کے ساتھ بات کرنے کے لیے بیٹھا تو میں ان کو نہیں جانتا تھا۔ اور اسی لیے میں شدید سکتہ میں تھا جب میں نے ان پر گزرے حالات سنے اور ان کا علم ہوا۔ جب انہوں نے اس واقعہ کا ذکر شروع کیا تو مجھے ایسا لگا کہ میں Cikeusik گاؤں میں اس افسردگی بھرے دن میں پہنچ گیا ہوں، جو فروری 2011 کو رونما ہوا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ اس دن کے بارے میں غصے، خوف یا دہشت میں نہیں تھے بلکہ وہ اس دن کا ذکر نہایت فخر اور اکرام سے کر رہے تھے۔

مکرم عارف صاحب نے مزید بتایا کہ، میں Cikeusik کے غازیوں میں سے ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہے اور میں خود بھی زخمی ہوا تھا۔ بہر حال یہ ایک غم زدہ اور

افسردہ کر دینے والا واقعہ نہیں ہے۔ در حقیقت یہ میری زندگی کا ایک خوبصورت واقعہ ہے جو میری زندگی میں پیش آیا۔ میری زندگی میں اس سے بہتر واقعہ کوئی نہیں ہے جو میں نے اس دن مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اپنے دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے زخمی ہونا اور حملہ کیا جانا، اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں میں سے ہے۔

میں اس دن کے متعلق حضور انور تک اپنے جذبات پہنچانا چاہتا ہوں۔ چند روز قبل میری حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی اور میں اس نیت سے گیا تھا کہ اس دن کے بارے میں حضور انور کو کچھ بتاؤں گا مگر میں کچھ بھی بیان نہ کر سکا اور رونے لگا۔ (فرط جذبات میں) میرا دل کانپ رہا تھا۔ میں حضور کو بتانا چاہتا تھا کہ مجھے فخر ہے کہ میں بھی وہاں موجود تھا اور میں حضور کو بتانا چاہتا تھا کہ میں ان تین شہداء کا قائد تھا اور یہ ہے کہ وہ میرے دوست اور بھائی تھے۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں انہیں بچا نہ سکا۔ لیکن میں انہیں کبھی نہیں بھولوں گا۔

مکرم عارف صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ان شہداء کے خاندانوں کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان سے باقاعدگی سے ملتے ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ تنہا نہیں ہیں بلکہ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 فروری 2022ء)



﴾8﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حقیقت میں ایک انمول خوش آمدید

ہم Morae مقام پر سہ پہر بارہ بجے پہنچے اور اس کے بعد جو ہوا وہ نہایت شاندار اور کبھی یادوں سے فراموش نہ ہونے والا اور غیر معمولی تھا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ حضور انور کے اعزاز میں ایک خاص رسمی Maori خوش آمدید کی رسم پیش کی جائے گی۔ تاہم مجھے نہیں لگتا کہ ہم میں سے کسی نے بھی کبھی ایسا سوچا تھا یا تصور بھی کیا تھا کہ یہ خوش آمدید کی رسم کس قدر انمول ہو سکتی ہے۔ یہ تقریب خوش آمدید ہمہ وقت نہایت دلکش، دلفریب اور خوفزدہ کر دینے والی بھی تھی۔ خوفزدہ کرنے سے میری مراد یہ نہیں کہ اس میں ڈر یا فکر کا کوئی پہلو تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ ایسی جوشیلی خوش آمدید تقریب تھی جو بہت جوشیلی اور جارحانہ تھی۔ تاہم یہ تقریب نہایت احسن رنگ میں انجام پائی۔ جس کا مقصد Maoris کی رسم ورواج کے مطابق حضور انور کے لیے انتہائی تعظیم کا اظہار کرنا تھا۔ لوکل جماعت اور قافلہ کے ممبران سمیت پچاس سے ساٹھ احمدی احباب تھے اور ہم سب حضور انور اور خالہ سبوحی کے ساتھ کھڑے تھے۔ Maori بادشاہ کا بیٹا بھی حضور انور کے ساتھ کھڑا تھا۔

دوسری طرف Maori قبیلہ کے تین افراد تھے جو رسمی جنگجوؤں کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ برہنہ تھے جیسا کہ رسمی جنگجو ہوتے ہیں اور ان کا لباس محض ایک سکرٹ اور رسمی بیلٹ پر مشتمل تھا۔

ان کے ہاتھوں میں لکڑی کے بڑے عصا تھے جب انہوں نے اپنے جنگجو رقص کی ابتدا کی، جو HAKA کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کی ہر حرکت پرجوش تھی۔ وہ بولتے نہ تھے بلکہ Maori قبیلہ کی زبان میں دھاڑتے تھے۔ وہ قدم بہ قدم آگے بڑھے اور ہمارے قریب آتے گئے۔ ہر بار ان

کا دھاڑنا اور قدم اٹھانا پہلے سے زیادہ جوشیلا ہوتا تھا۔ وہ اپنی زبانیں باہر نکال کر گاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی مجھے اس بات کا خیال آیا ہی تھا کہ وہ جنگجو حضور انور سے چند گز کے فاصلے تک قریب آگئے اور میں نے محسوس کیا کہ ہمارے سیکیورٹی اہلکاروں میں سے چند کے پریشانی کے عالم میں پسینے چھوٹ گئے کہ سب ٹھیک تو ہے۔ یقیناً اگر انہیں پہلے سے پتہ نہ ہوتا کہ یہ خوش آمدید کہنے کی تقریب ہے تو جنگجوؤں کے اس رقص کو غلط فہمی سے جارحانہ کاروائی سمجھا جا سکتا تھا۔ اس سب کے دوران Maori خواتین بھی اپنی زبان میں کچھ گنگناتی رہیں جو بلند اور مترنم تھا۔

رسمی Maori ملاقات

رسمی تقریب کے اختتام پر حضور انور Maori بادشاہ سے ملاقات کے لیے اس کی گاڑی تک تشریف لے گئے۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے حضور انور نے Maori بادشاہ سے Maori کے رسمی طریق پر یوں ملاقات فرمائی کہ دونوں کے ناک اور ماتھا ایک دوسرے سے مس کر رہے تھے۔ اگرچہ تقریب کے متعدد پہلوؤں میں سے یہ ایک نہایت مختصر لمحہ تھا تاہم مجھے ایسے لگا کہ حضور انور جس بات کا پرچار فرماتے ہیں آپ اس کے بہترین مظہر بھی ہیں۔ یوں کسی کی ناک کے ساتھ ناک ملا کر ملنا اگرچہ ہمارے رسم و رواج میں بالکل مفقود ہے تاہم Maori رسم و رواج کے مطابق حضور انور نے بادشاہ سے اس طریق پر ملاقات فرمائی۔ حضور انور مستقل تلقین فرماتے ہیں کہ اسلام مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جملہ مذاہب کی تعظیم کریں اور آپ نے اپنے عمل سے اس کو ثابت کر کے دکھایا۔

یقیناً حضور انور اسلامی تعلیم کے خلاف کبھی بھی کوئی قدم نہیں اٹھاتے لیکن جہاں کوئی بھی عمل اسلام کے منافی نہ ہو تو حضور انور امن، باہمی رواداری اور دیگر مذاہب کے لوگوں سے میل جول بڑھانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

ایک نہایت یادگار ترانہ

Maori کے رسمی گانوں اور دعاؤں کے بعد ہماری لوکل جماعت نے اس کے جواب میں احمدیوں کے ترانے "ہے دستِ قبلہ نما" کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ یہ بھی ہم ممبران قافلہ (لندن) کے لیے ایک

نہایت انمول تجربہ تھا۔ جو بھی مجھے اچھی طرح جانتے ہیں انہیں علم ہے کہ میں نے کبھی پبلک میں تلاوت یا نظم نہیں پڑھی کیونکہ میری آواز کچھ اچھی نہیں ہے۔ بہر حال اس دن بے خیالی میں ایسا ہوا کہ میں بھی ترانہ پڑھنے والوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

Rotorua جھیل کی سیر

Gaysers(سمندری آتش فشاں)دیکھنے کے بعد ہم قریبی جھیل Rotorua کی سیر کے لیے گئے جہاں ہم نے ایک گھنٹے کے قریب وقت گزارااس سارے دورہ کے دوران یہ سب سے زیادہ دلچسپ حصہ تھا جس سے سب محظوظ ہوئے۔ کئی ہفتوں کی مستقل مصروفیت کے بعد حضور انور نے اس جھیل پر قریباً ایک گھنٹہ گزارااور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے کچھ آرام فرمالیاہو اور قدرتی حسن سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ یہ جھیل بہت ہی خوبصورت اور وسیع تھی اور لوکل جماعت کے چند ممبران اور خدام سے گفتگو کرنے کے بعد حضور انور اپنا رخ جھیل کی طرف کر کے اکیلے تشریف فرمارہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور خاموشی سے کچھ دیر بیٹھنا چاہتے تھے اور لوگوں کے ہجوم سے ہٹ کر کچھ سوچ وبچار میں مصروف تھے۔ چنانچہ ہم سب ذرا پیچھے ہی رک گئے اور حضور انور چند منٹوں کے لیے جھیل کی طرف چہرہ کر کے تشریف فرمارہے۔یوں حضور انور کا اپنی ذات کے لیے کچھ وقت میسر آتا دیکھنا، بہت اچھا لگا۔ میں یہی سوچتا رہا کہ ہم سب کو تنہائی کے لمحات میسر ہو جاتے ہیں، جب ہم آرام کر سکتے ہیں اور (اپنی ذات کے حوالہ سے) کچھ سوچ وبچار کر سکتے ہیں مگر حضور انور کو ایسے لمحات شاذ و نادر ہی میسر آتے ہیں بوجہ اس ذمہ داری کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفویض فرمائی ہے۔

یوں حضور انور کو تنہائی میں بیٹھا دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ ایک انمول لمحہ ہے چنانچہ میں نے خاموشی سے چند قدم حضور کی جانب اٹھائے اور حضور انور کی جھیل کو دیکھتے ہوئے کی ایک یادگار تصویر بنالی۔

جھیل پر کافی (Coffee)

اب موسم کافی سرد ہو چکا تھا۔ ذاتی طور پر سنگاپور اور آسٹریلیا میں کئی ہفتوں کے گرم موسم کے بعد مجھے اپنے کوٹ کے بٹن بند کرنے میں لطف آ رہا تھا۔ اس ٹھنڈ میں یہ ایک نہایت خوش کن surprise تھا کہ حضور انور نے لوکل جماعت سے، ہر ممبر قافلہ کے لیے کافی مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور پھر کچھ دیر میں چار سے پانچ خدام Cappuccinos جو Relish نامی دکان سے لی گئی تھی، لے کر حاضر ہو گئے۔ جب یہ کافی حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے پینے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ یہ سادہ کافی ہے۔ مگر جب حضور انور کو علم ہوا کہ یہ Cappuccino ہے، تو آپ نے پینا پسند فرمایا۔ کیونکہ حضور انور کبھی کبھار Cappuccino پینا پسند فرماتے ہیں۔

چنانچہ ہم سب نے وہاں بیٹھ کر کافی پی اور بسکٹ اور کیک کھائے اور میں نے خاص طور پر ان لمحات کو اس حوالہ سے بھی خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے گزارا کہ ہم حضور انور کی قربت میں تھے۔ الحمدللہ۔ جس دوران ہم کافی پی رہے تھے چند پرندے اڑتے ہوئے آئے تو چند ممبران قافلہ نے ان کو کچھ کھلانا شروع کر دیا جس پر پرندوں کی ایک ڈار بھی آگئی۔ اس دوران حضور انور نے اپنے ذاتی کیمرہ سے ویڈیو بھی بنالی۔

ایک احمدی کا تبصرہ

ایک خوش نصیب احمدی خادم جن کو حضور انور کو (نیوزی لینڈ ائر پورٹ پر) خوش آمدید کہنے کی سعادت ملی وہ منصور چیمہ صاحب تھے۔ جن کی عمر انتیس سال تھی اور Auckland سے تعلق رکھتے تھے. بعد ازاں انہوں نے مجھے بتایا کہ

”جب مجھے پتہ چلا کہ حضور انور نیوزی لینڈ تشریف لا رہے ہیں تو یہ ناقابل یقین تھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں سب سے زیادہ خوش قسمت ہوں کہ خلافت کو قریب سے دیکھ سکوں گا اور یہ ہے کہ میری گویا کوئی خواب پوری ہونے جا رہی ہو۔ جب حضور انور تشریف لائے تو میں نے آپ کو جب پہلی مرتبہ

ایئرپورٹ پر دیکھا تو آپ ایک فرشتہ کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ یہ ایک یادگاری لمحہ تھا۔ آپ کے رخ انور سے نور چھلک رہا تھا۔ مجھے اس بات کا احساس تھا کہ نیوزی لینڈ آپ کی آمد سے خدا کے فضلوں کا متحمل بن چکا تھا۔"

(دورہ حضور انور سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ 28 اکتوبر تا 5 نومبر 2013)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مارچ 2022ء)



﴿9﴾

؏ اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عاجزی کی ایک مثال

مجھے ہدایات سے نوازنے کے بعد حضور نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ اس دن میں نے ناشتے میں کیا کھایا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ حسب معمول ایک toast مکھن اور جام کے ساتھ کھایا تھا اور کافی پی تھی۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تھوڑی غذا ہے۔ اس پر میں نے عرض کی کہ دوپہر کے کھانے میں مچھلی اور چپس کافی وافر مقدار میں کھا لیے تھے۔ حضور انور نے بتایا کہ دوپہر کے کھانے میں آپ نے مچھلی کے دو چھوٹے ٹکڑے اور ایک سینڈوچ تناول فرمایا تھا جو میں نے پارلیمنٹ میں آپ کی پلیٹ میں رکھ کر پیش کیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جماعت نے آپ کو مچھلی اور چپس نہیں بھجوائے ہوں گے۔ حضور نے مسکرا کر ایسا تاثر دیا جیسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگرچہ یہ حضور کی سادگی اور عاجزی کی ایک مثال ہے تاہم مجھے ذاتی طور پر بہت تکلیف ہوئی کہ مجھے اور دیگر احباب کو اتنا شاندار کھانا ملا جب کہ حضور انور اور خالہ سبوحی کو پیش نہیں کیا گیا۔

حضور انور کے دورہ کے بارے میں لوکل جماعت کے تاثرات

میں نے چند احمدیوں سے حضور انور کے دورہ کے بارے میں تاثرات پوچھے۔ ایک احمدی دوست مکرم محمود احمد صاحب جن کی عمر 41 سال ہے اور تعلق Auckland سے ہے نے بتایا کہ کس طرح حضور انور کا دورہ ان کی روحانیت میں اضافہ کا موجب بنا ہے۔ اور اب وہ جماعت کے زیادہ قریب آگئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے لیے اب جماعت پہلے سے زیادہ فیملی کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ جو حضور انور کے دورہ کا نتیجہ ہے۔

مکرم عمران ملک صاحب جن کی عمر 29 سال اور تعلق Auckland سے ہے نے بتایا کہ حضور انور کے دورہ کے بعد سے انہیں محسوس ہوا ہے کہ ان کی نماز میں لذت کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور کی موجودگی کی وجہ سے ان کا جماعت کی خدمت کا جذبہ بڑھ گیا ہے۔

* ایک خادم جو میرا اچھا دوست بن گیا تھا اور واقف نو تھا، اس کا نام عزیزم محسن اقبال اور عمر 16 سال ہے۔ دوران دورہ جب بھی میں اس سے پوچھتا کہ وہ کیسا محسوس کر رہا ہے تو وہ ہر مرتبہ یہی جواب دیتا کہ حضور انور کی موجودگی کی وجہ سے وہ بہت خوش اور جذباتی ہے۔ ہر بار میں اسے ایک نئی ڈیوٹی دیتے ہوئے دیکھتا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ صرف جماعت کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ کس شعبے میں مدد درکار ہے۔ چنانچہ جب بھی اسے معاونت کے لیے بلایا جاتا ہے تو اگرچہ وہ اس کی ڈیوٹی نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ خوشی سے معاونت کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ حضور انور کے بارے میں اس نے کہا میں اللہ کا بہت شکر گزار ہوں اور حضور انور کا بھی کہ آپ نیوزی لینڈ دورے پر تشریف لائے۔ میں اس بات پر بھی اللہ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے حضور انور کی خدمت کا موقع ملا۔ حضور انور کے دورے نے مجھے بہترین احمدی بننے اور اپنے دوستوں کو تبلیغ کرنے پر بھی پر ابھارا ہے۔ میں احمدیت کے لیے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ میں احمدیت کے لیے ہر طرح کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

* ایک دوسرے خادم مکرم انس سراج رحیم صاحب جن کی عمر 23 سال ہے نے بتایا کہ حضور انور کی واپسی پر وہ سخت افسردہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا جی چاہتا ہے کہ حضور اگلے روز ہی نیوزی لینڈ واپس تشریف لے آئیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ حضور انور کے دورہ کے دوران وہ اپنے جائزے لینے پر مجبور ہوئے ہیں اور اب ان کی خواہش ہے کہ وہ جماعت کی خدمت کریں اور مثالی احمدی بنیں۔

* ایک اور احمدی نے بتایا کہ پہلے وہ نمازوں کی ادائیگی میں کمزور تھے مگر اب حضور انور کے دورہ کے بعد سے وہ باقاعدگی اختیار کر چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب وہ بطور احمدی اپنی ذمہ داریوں کو زیادہ احسن رنگ میں سمجھ سکتے ہیں۔

* مجھے مکرم محمد اقبال صاحب سے بھی بات کرنے کا موقع ملا جو نیوزی لینڈ کے صدر جماعت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور کی ایک ہفتہ خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہونا اور آپ کی معیت میں وقت گزارنے کی سعادت ملنا زندگی کی شاذ خوش نصیبیوں میں سے ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حضور انور کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا ہے کہ میں کس قدر کمزور ہوں۔ ہر بھلائی اللہ اور اس کے خلیفہ کی طرف سے آتی ہے۔ حضور انور کی روانگی نے مجھے افسردہ اور غمگین کر دیا ہے۔ جذبات کے تلاطم میں الفاظ کی ادائیگی کرنا مشکل ہے۔ میں حضور انور سے معافی کا درخواست گزار ہوں اور اپنی کمزوریوں (کی پردہ پوشی) کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس تکلیف کے لیے بھی جو آپ کو اس دورے کے دوران میری کسی غفلت کی وجہ سے پیش آئی ہو۔

لجنہ اور ناصرات کے تاثرات

ای میل کے توسط سے مجھے حضور انور کے دورہ نیوزی لینڈ کے متعلق لجنہ اور ناصرات کے جذبات اکٹھے کرنے کا موقع بھی ملا۔ مردوں کی طرح ان کے تاثرات بھی حضور انور اور خلافت کے لیے محبت سے لبریز تھے۔ مکرمہ مہ پارہ ملک صاحبہ واقفہ نو نے لکھا کہ ہم حقیقت میں بے حد خوش تھے اور بیتابی سے منتظر تھے جب ہمیں پتہ چلا کہ حضور انور نیوزی لینڈ تشریف لا رہے ہیں اور جب حضور تشریف لائے تو مجھے ایسا لگا کہ میری روح، جسم اور دماغ پر برقی اثر ہوا ہے۔ سارے ماحول پر ایک برقی اثر تھا۔ جیسے کسی بھی لمحہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ حضور انور کی آمد پر اور ایک ہفتہ قبل میں بہت کم نیند پر گزارا کر رہی تھی مگر کمال کی بات یہ تھی کہ میں تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہی تھی اور یہ ایک انمول اور حوصلہ افزا تجربہ تھا۔ حضور کے دورہ نے میری زندگی بدل دی۔ اس نے میرے میں ہر چیز کے لیے ایک جوش بھر دیا ہے۔ حضور کے دورہ کے بعد میں خود میں بہت تبدیلی محسوس کر رہی

ہوں۔ میں اپنی ذمہ داریوں کو پہلے سے زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہوں۔ اگر یہ میرے دائرہ اختیار میں ہوتا تو حضور انور اور آپا جان کو کبھی نیوزی لینڈ سے واپس نہ جانے دیتی۔ میری خواہش ہے کہ کاش !وہ اس وقت یہاں ہوتے۔ جب وہ یہاں ہوتے ہیں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا ایک حقیقی مقصد ہے۔

* عزیزہ دانیہ شفیق جن کی عمر 13 سال ہے، نے لکھا کہ حضور انور کا دورہ میرے لیے نہایت خوش کن تھا اور ایسا تھا جیسے کوئی خواب سچ ہو گیا ہو۔ حضور کا دورہ ہماری جماعت کے لیے برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اس نے کئی طرح سے ہماری مدد کی ہے اور ذاتی طور پر میں پہلے سے بہتر محسوس کر رہی ہوں۔ میں نے کارٹون دیکھنا چھوڑ دیے ہیں اور ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے میرا علم بڑھ رہا ہے کیونکہ اب میں حضور کے خطبات جمعہ دیکھتی ہوں۔ ہر چیز جو حضور کے دورہ کے دوران ہوئی وہ ہمیشہ میری یاداشت کا حصہ رہے گی۔

* ایک ممبر لجنہ مکرمہ حمدہ مبارک نے لکھا کہ یہ میری حضور سے پہلی ملاقات تھی اس لیے بے حد خوش تھی۔ جیسا کہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہمیں حضور سے ملاقات کا موقع نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے حضور کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوں۔ حضور انور کے ہمارے ملک میں آنے سے (شکرانے کے باعث) ہماری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضور کو اپنے درمیان موجود پانا ناقابل یقین تھا اور بے حد جذباتی کر دینے والا تھا۔ حضور انور کا سارا دورہ ہی پلک جھپکتے گزر گیا۔ لیکن سب سے اچھی چیز یہ تھی کہ جب ہم حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بھاگتے تھے اور پھر حضور کے اپنے پاس سے گزرنے کا انتظار کرتے تھے۔ حضور انور کے دورہ سے مجھے ذاتی طور پر بہت بہتری محسوس ہوئی ہے۔ کیونکہ اب میں جب بھی کچھ کرنے لگتی ہوں تو مجھے ہمیشہ یہی خیال آتا ہے کہ حضور اس سے خوش ہوں گے یا نہیں؟ اب میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی زیادہ توجہ دیتی ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس کرتی ہوں۔

مسجد میں الوداعی تقریب

حضور انور کی نیوزی لینڈ سے روانگی 5 نومبر 2013ء کو ہوئی۔ الوداعی تقریب بعد نماز فجر مسجد میں ہوئی جہاں احمدی احباب حضور انور کو الوداع کہنے کے لیے جمع تھے۔ مجھے یاد ہے کہ یہ نہایت جذباتی ماحول تھا اور نماز فجر میں ادا کیے جانے والے چاروں سجدے معمول سے زیادہ لمبے تھے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ جس کے بعد آپ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ یوں احمدی احباب نے اس دورہ کے اختتام پر حضور انور کو آخری بار اللہ حافظ کہا۔

جاپان کے لیے روانگی

چند گھنٹوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ایئرپورٹ کی طرف سفر کا آغاز ہوا۔ مکرم اقبال صاحب (صدر جماعت نیوزی لینڈ) اپنے نیوی لباس کو زیب تن کیے اپنے آخری فریضہ کو ادا کرنے کے لیے ایئرپورٹ پر مستعد کھڑے تھے۔ گویا وہ حضور انور کو الوداعی salute کرنے آئے ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ اور دیگر احمدی احباب جو ایئرپورٹ پر آئے تھے، نے نہایت جذباتی انداز میں حضور انور کو الوداع کہا۔ نہایت شفقت کے انداز میں حضور انور نے ان کی سمت میں ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔ بالآخر حضور انور اور جملہ ممبران قافلہ اس دورہ کے آخری مرحلے کے لیے جاپان روانہ ہوگئے۔ جہاں ایک ہفتے کے قیام کا پروگرام تھا۔

(ڈائری عابد خان دورہ حضور انور 28 اکتوبر تا 5 نومبر 2013)

ایک غیر احمدی فوٹوگرافر کا دلچسپ مشاہدہ

جب ہم اکٹھے بیٹھے تو وہ فوٹوگرافر جو Daily Telegraph سے تعلق رکھتا تھا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وہ حضور انور کے دفتر میں دوبارہ جا سکتا ہے تا کہ چند مزید تصاویر بنا سکے۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضور انور اس وقت احمدیوں سے ملاقات فرما رہے ہیں اس لیے یہ ممکن نہ ہے۔ جب میں نے ان سے یہ پوچھا کہ کیا انہیں حضور انور کی تصاویر بنانے کا موقع نہیں ملا تو انہوں نے بتایا کہ وہ پہلے ہی ضرورت سے زیادہ تصاویر بنا چکے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں حضور انور کا چہرہ ایسا خوبصورت

اور پُرنور لگا ہے کہ ان کی خواہش ہے کہ چند مزید تصاویر بنائیں۔ جب میں نے یہ سنا تو مجھے فوراً خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چند لوگ سچائی کو سچے انسان کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان لیتے ہیں۔ اس جرنلسٹ کے تبصرے نے حضور انور کے وجہِ مبارک کی خوبصورتی اور طلسمی کشش کو خوب عیاں کیا۔

(دورہ آسٹریلیا حضور انور 2013 پہلا حصہ)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اپریل 2022ء)



﴿10﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ؏

سیر و تفریح کا ایک دن

آسٹریلیا کی جماعت نے 12 اکتوبر 2013ء کا دن ایسے دن کے طور پر رکھا تھا کہ حضور انور کو Melbourne کے چند قابل دید مقامات کی سیر کروائی جاسکے۔ مجھے بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں بھی گزشتہ ایک ہفتہ سے ایسے ہی ایک دن کی تلاش میں تھا۔ ایک طرف تو میں Melbourne کے اہم مقامات دیکھنے پر خوش تھا دوسری طرف مجھے اس بات کی زیادہ خوشی تھی کہ حضور انور کو چند اہم مقامی مقامات سے لطف اندوز ہونے کا موقع میسر آئے گا اور یہ سعادت تو تھی ہی کہ خاکسار کو حضور انور کے ساتھ یہ وقت گزارنے کا موقع ملے گا۔

اپنے خدام کے لیے حضور انور کی محبت کی ایک مثال

ہم restaurant میں داخل ہوئے تو حضور انور اور خالہ سبوحی مدظلھا العالی میز کے ایک طرف تشریف فرما ہوئے جبکہ باقی احباب restaurant کی دوسری جانب یا باہر لگے میزوں پر فروکش ہوئے۔ حضور انور اور آپ کے قافلہ کے علاوہ اس restaurant میں کوئی بھی نہ تھا۔ کچھ دیر بعد حضور انور نے مکرم مبارک ظفر صاحب کو بلایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کھانے کی رقم کی ادائیگی حضور انور خود فرمائیں گے اور لوکل جماعت ادا نہیں کرے گی اور دوسری ہدایت حضور انور نے محترم مبارک ظفر صاحب کو یہ فرمائی کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ قافلے کا ہر فرد واحد پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور کوئی بھی بھوکا نہ رہے۔ حضور انور کو خاص طور پر باہر ڈیوٹی پر مامور خدام کی زیادہ فکر تھی۔ اس دورہ کے دوران ہمیں بعض مزید اوقات میں بھی باہر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا اور ہر موقع پر حضور انور نے مکرم مبارک ظفر صاحب کو انہی دو ہدایات سے نوازا۔

Bird Parkکا دورہ

لوکل برڈ پارک کے دورے کا پلان بھی تھا۔ لیکن جب ہم Mount Dandenong سے روانہ ہوئے تو ایک لوکل خادم نے بتایا کہ برڈ پارک اب بند ہو چکا ہو گا اس لئے ہمیں مسجد واپسی کرنی چاہیے۔ اس کے باوجود میں نے احمد بھائی کو سنا جو حضور انور کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ radio پر یہ کہہ رہے تھے کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ ہم برڈ park کے پاس سے گزریں گے اور چیک کریں گے۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہمیں احساس ہوا کہ حضور انور برڈ پارک کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ جلد ہی ہم وہاں پہنچ گئے۔ گاڑیوں سے باہر نکلے ہی تھے کہ فوراً ہی پرندوں کے ایک غول نے ہماری طرف اڑان بھری۔ حضور انور کو کچھ دانے تھمائے گئے اور آپ اپنے ہاتھوں سے ان پرندوں کو کھلانے لگے۔

ایک پرندہ ایک لوکل خادم کے کندھے پر آ بیٹھا اور حضور انور اس مخصوص پرندے کو کھلانے لگے۔ بعد ازاں اس خادم نے بتایا کہ اس کو اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ پرندہ اس کے کندھے پر آ بیٹھا جس نے حضور انور کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ اس خادم نے اظہار کیا کہ وہ لمحہ اس کی زندگی کا سب سے خوشگوار ترین لمحہ تھا۔ جس دوران حضور انور پرندوں کو کھلا رہے تھے آپ مسکرا بھی رہے تھے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس تھی کہ حضور انور اس موقع سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ماشاءاللہ۔ حضور انور اور آپ کے قافلہ کو دیکھ کر Bird Park کے مالک نے کہا کہ وہ خوشی سے اپنے park کو کھلا رکھیں گے۔ اس لیے ہم بند راستے سے اندر داخل ہوئے۔ جونہی ہم آگے بڑھے تو کئی اور پرندے کھانے کی تلاش میں بے چین تھے۔

حضور انور کی پرندوں کو کھلانے کی ویڈیو

جونہی ہم اس راستے سے داخل ہوئے۔ حضور انور نے مجھے اپنا ویڈیو کیمرہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جس دوران آپ پرندوں کو کھلا رہے ہیں آپ کی ویڈیو بناؤں۔ ایک لمحہ کے لیے میں بہت گھبرا گیا۔ کیونکہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ حضور انور کا کیمرہ کیسے استعمال کرنا ہے۔ اسی وجہ سے میں Zoom بھی

صحیح طور پر نہیں کر سکا۔ ایک لمحہ کے لیے تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور میں نے دعا شروع کر دی اور شکر ہے کہ چند لمحوں میں ہی مجھے صحیح بٹن کا پتہ چل گیا اور میں زوم آؤٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ تاکہ حضور انور کے پرندوں کو کھلانے کی اچھی سی ویڈیو ریکارڈ کر سکوں۔ اگلے چار سے پانچ منٹ حضور انور اپنے دست مبارک سے مختلف پرندوں کو کھلاتے رہے۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک پرندے نے حضور انور کے دست مبارک سے خوشی خوشی کھانا شروع کر دیا لیکن جب بعض دیگر خدام نے اس کو کھلانے کی کوشش کی تو اس نے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ بات حضور انور کو بتائی تو آپ نے دوبارہ ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور اس پرندے نے پھر سے خوشی خوشی کھانا شروع کر دیا۔

پرندوں کو کھلانا

کچھ دیر بعد حضور انور نے میرے سے کیمرہ لیا اور مجھے فرمایا کہ پرندوں کو کھلاؤں۔ میں نے کچھ دانے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے اور انہیں کھلانے لگا اور اس دوران حضور انور اپنے کیمرے سے ویڈیو بناتے رہے۔ یقیناً یہ میرے لیے ایک یادگار لمحہ تھا۔ الحمدللہ۔ جس دوران پرندے میرے ہاتھ سے کھا رہے تھے میں حضور انور کو ویڈیو بناتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ واپسی پر گاڑی کی طرف جاتے ہوئے میں نے حضور انور سے عرض کی جزاکم اللہ۔ یہ موقع فراہم کرنے کے لیے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا تم شہروں میں پلے بڑھے ہو اس لیے تم نے ایسے پرندوں کو پہلے کبھی نہیں کھلایا ہو گا۔

حضور انور نے بالکل بجا فرمایا تھا۔ میں نے ایسے پرندوں کو پہلے کبھی نہیں کھلایا تھا۔ میں باہر زیادہ گھومنے پھرنے کی طبیعت والا نہیں ہوں اور پرندوں کو کھلانے کا یہ بالکل نیا تجربہ تھا۔ ایسی خوشی اور مسرت میں نے کم ہی محسوس کی ہو گی۔ میری اصل مسرت پرندوں کو کھلانے میں نہیں تھی بلکہ اس بات میں تھی کہ حضور انور بنفس نفیس وہاں موجود تھے اور آپ کی ہدایت پر میں نے پرندوں کو کھلایا تھا۔

میں اس برڈ پارک میں کئی لاکھ مرتبہ بھی جاؤں مگر ایسی خوشی کے جذبات جو اس شام میں تھے، شاید دوبارہ کبھی نہ ہوں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور انور اس آدھے گھنٹے میں خوب محظوظ ہوئے جو ہم نے برڈ پارک میں گزارا۔ جس کا مطلب تھا کہ سب احباب نہایت پر جوش تھے۔ ماشاء اللہ۔

وقف کے بارے میں حضور انور کی راہنمائی

Melbourne میں وقف نو کلاس کے دوران حضور انور نے بچوں کو وقف کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: وقف نو کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ یہیں آسٹریلیا میں رہیں گے اور کام کریں گے۔ بلکہ جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر لیں تو آپ کو جماعت کو بتانا چاہیے اور جہاں بھی میں آپ کو بھجواؤں آپ کو اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ حقیقی وقف ہے۔

ایک نوجوان واقفہ نو کے جذبات

ایک نو سالہ بچی عزیزہ اُمنہ سعید حضور انور کی وقفِ نو کلاس میں شامل ہوئی اور بعد ازاں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ 'حضور انور کے آسٹریلیا تشریف لانے پر میں بہت خوش ہوں اور حضور انور کو قریب سے دیکھنے نے مجھے سکھایا ہے کہ ایک اچھی احمدی ناصرہ کیسے بننا ہے۔ سب سے اہم چیز وقف نو کی کلاس تھی کیونکہ مجھے حضور انور سے سوال پوچھنے کا موقع ملا اور اگلے روز ہماری فیملی ملاقات تھی اور حضور انور کو میں کلاس کی وجہ سے یاد تھی۔ اس بات سے میں بہت خوش ہوئی۔ اس دورہ سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ حضور انور جو فرما رہے اسے ہمیں دھیان سے سننا چاہیے۔

Melbourne کے احمدیوں کے جذبات

مجھے جماعت کے دیگر ممبران سے بھی بات کرنے کا موقع ملا اور حضور انور کے Melbourne میں ایک ہفتہ بسر کرنے کے اثرات نہایت نمایاں تھے۔

* مکرم عبد القدیر راضی صاحب نے بتایا کہ اس حقیقت کا بیان کرنا مشکل ہے کہ حضور یہاں ہمارے درمیان موجود تھے۔ جس دوران حضور یہاں تھے تو مجھے لگ رہا تھا کہ ہم کسی اور دنیا میں ہیں۔ حضور انور کے دورہ کے دوران ہم نے ایسے احمدیوں کے چہرے بھی دیکھے جو پہلے نہ دیکھے تھے اور وہ

جماعت کے قریب آ گئے ہیں۔ میں سیکرٹری وصایا ہوں اور حضور انور کے دورہ کے بعد سے ہماری لوکل جماعت کے درجنوں احباب نے وصیت کے نظام میں شمولیت اختیار کی۔

* ایک لوکل خادم مکرم حیدر مسعود صاحب جو بطور لوکل قائد اور سیکرٹری تعلیم کی خدمت بجا لا رہے تھے، نے حضور انور کے دورہ کے بارے میں بہت جذباتی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ حضور انور کا آسٹریلیا تشریف لانا میری زندگی کا سب سے یادگار لمحہ تھا۔ ابھی بھی میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں کہ میرے جیسے شخص کو حضور انور سے ملنے کی سعادت ملی اور حضور انور کا قرب نصیب ہوا۔ حضور انور کے دورہ نے مجھے یکسر بدل دیا ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سوچ کے تابع جماعت کے بارے میں آپ کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے یا آپ پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا اتنی مالی قربانی نہیں کرتے جتنی کرنی چاہیے۔ حضور انور کو دیکھتے ہی ایسے جذبات ہوا ہو جاتے ہیں۔ میری زندگی، میرا دل، میرا مال، میرے اہل و عیال اور ہر چیز حضور انور کے قدموں پر نثار ہے۔ میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ حضور انور سے میری ملاقات ہوئی۔ سینکڑوں احمدی جو مجھ سے کئی درجہ بہتر ہیں اور پاکستان اور بنگلہ دیش جیسے ملک میں رہتے ہیں، اس خوش قسمت موقع کے لیے دعا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا۔

* محترم ڈاکٹر سلمان احمد صاحب نے بتایا کہ حضور انور کے دورہ کے دوران میری آپ سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ اس دن جب میں نے پہلی مرتبہ حضور انور کو دیکھا تو فوراً میرے دل میں یہ جذبات پیدا ہوئے کہ میں حضور انور سے پہلے کیوں نہیں ملا۔ مجھے خیال آیا کہ میں نے گزشتہ سال ضائع کر دئے ہیں۔ حضور انور کی موجودگی تمام جماعتوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ لوگوں کو بسا اوقات جماعت کے بارے میں کچھ تحفظات ہوتے ہیں لیکن براہ راست حضور انور کی تقاریر سننے سے وہ سب بودے خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ حضور کی موجودگی نے Melbourne جماعت کی حالت ہی بدل دی ہے۔ حضور انور کی دورہ کی برکت سے ہماری جماعت ایک دوسرے کے قریب آ گئی ہے اور ہماری آپس کی محبت میں روز افزوں اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح

حضور انور کے دورہ کے دوران ہم میں سے اکثریت نے کوشش کی کہ باقاعدگی سے نمازیں ادا کریں اور اب یہ ہماری زندگیوں کا حصہ بن چکی ہیں۔

٭ محترم طاہر احمد صاحب نے بتایا کہ حضور انور کی آسٹریلیا میں موجودگی نے ہر احمدی میں ایسی خوشی کی لہر دوڑادی ہے کہ ہر کوئی اب اس بات کو اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جماعتی خدمت پوری ذمہ داری، اخلاص اور محبت سے کرے۔ حضور انور کے دورہ کے باعث ہم پر دوسروں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی اہمیت واضح ہوئی ہے اور ہمارا تبلیغ کا شعبہ پہلے سے زیادہ فعال ہو گیا ہے۔

٭ محترم ڈاکٹر محمد ملک مجوکہ صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ حضور انور کی قربت میں چند دن بسر کرنے کے بعد مجھے پتہ لگا ہے کہ آپ ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ مجھے حضور انور کی شفقت اور محبت کا پتہ چلا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ بہت وسیع حوصلہ کے مالک ہیں اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں پر نہایت محبت سے اصلاح فرماتے ہیں۔ خلیفہ کے ساتھ تعلق پہلے سے بڑھ کر مضبوط ہوا ہے اور حضور انور کی دوبارہ آسٹریلیا تشریف آوری باعث صد افتخار ہو گی۔

(حضور انور کا دورہ آسٹریلیا 2013 حصہ دوم۔ اردو ترجمہ از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مئی 2022ء)



﴿11﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حضور انور کا مقامی رسم و رواج کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا

دوران ہفتہ حضور انور نے بے شمار جاپانی مہمانوں اور سر کردہ شخصیات سے ملاقات فرمائی اور وہ سب بھی حضور انور کے سامنے اپنے سر جھکاتے تھے۔ جواباً حضور انور بھی اپنا سر ان کی طرف دیکھ کر جھکاتے۔ جس طرح Maori بادشاہ سے نیوزی لینڈ میں حضور انور ان کے رسم و رواج کے مطابق ناک کے ساتھ ناک ملا کر ملے تھے ایسے ہی جاپان کے لوکل لوگوں سے ان کے رسم و رواج کے مطابق ملاقات فرمائی۔ اس حوالہ سے حضور انور کا نمونہ سب کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے جہاں آپ ہمیشہ مقامی رسم و رواج کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی رواج اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو۔

یوں دوران ہفتہ قافلہ کے جملہ ممبران بھی مستقل طور پر مہمانان سے ملاقات کے دوران اپنے سر جھکاتے رہے اور یہ کہنا پڑے گا کہ پورا ہفتہ یوں ملنے کی وجہ سے مجھے ایسے طریق سے ملنا بہت اچھا لگنے لگا۔

ہیروشیما جانے کا پلان

جب حضور انور نے 2006ء میں جاپان کا دورہ فرمایا تو آپ Hiroshima کے شہر بھی تشریف لے گئے اور اس کا تاریخی میوزیم بھی دیکھا۔ اس موقع کی مناسبت سے حضور انور نے مہمانان کے تاثرات والی کتاب میں ایک نہایت جذباتی پیغام لکھا جو آپ کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس تباہی کو دیکھنے کے بعد جو جنگ عظیم دوئم کے اختتام پر امریکہ کے جاپان میں نیوکلیئر بم گرانے سے ہوئی۔

چند ہفتے قبل مکرم مبارک ظفر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ہم میں سے جو حضور انور کے ساتھ گزشتہ دورہ پر نہ تھے ان کے لئے حضور انور سے ہیروشیما کی سیر کی اجازت مرمت فرمانے کی درخواست کرنی چاہیے۔ ایک دن فون پر بات کرتے ہوئے اپنی فیملی کے ایک ممبر کو میں نے بتایا کہ مکرم مبارک ظفر صاحب Hiroshima جانا چاہتے ہیں۔ جس پر انہوں نے نہایت خوشی سے ایک تبصرہ کیا جو میرے لیے بہت حیرانی کا باعث تھا کہ "ہیروشیما" کیا یہ کوئی شاپنگ مال ہے۔

بعد ازاں میں نے یہ تبصرہ حضور انور کو بھی بتایا تو آپ خوب محظوظ ہوئے۔ حضور انور کی شخصیت نہایت مشفقانہ ہے اور آپ کی حس مزاح کمال کی ہے اور حضور انور کو مسکراتا ہوا دیکھنا ہمیشہ باعث خوشی و فرحت ہوتا ہے۔ بہرحال ایک دن مکرم مبارک ظفر صاحب نے حضور انور سے Hiroshima جانے کی اجازت مرمت فرمانے کی درخواست کر ہی دی۔ از راہ شفقت حضور انور نے آپ کی درخواست کو قبول فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ وہ ممبران قافلہ جو 2006ء میں حضور انور کے ساتھ موجود نہ تھے وہ Hiroshima کی زیارت کر لیں۔

ہماری Hiroshima کی زیارت میں حضورانور کی دلچسپی

میرا خیال ہے کہ حضور انور جانتے تھے کہ ہم اس دورہ سے ضرور کچھ سیکھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے اس لئے حضور انور کو ہمارے تجربات اور تاثرات کا انتظار تھا۔

دراصل اگلے روز حضور انور نے Hiroshima کی زیارت کے بارے میں مجھ سے تفصیلی گفتگو فرمائی اور ایک ایک کر کے سب تصاویر ملاحظہ فرمائیں جو میں نے بنائی تھیں۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ میں نے کیا سیکھا ہے اور میں کیسا محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ قبل ازیں مجھے ایٹمی جنگ کے بارے میں حقیقی آگاہی نہ تھی اور اب مجھے احساس ہوا ہے کہ حضور انور نیوکلیئر جنگ کی صورت میں ہونے والی تباہی کے بارے میں اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں۔

وقف کی برکات

جمعہ کی ادائیگی کے کچھ دیر بعد حضور انور نے کسی کام کی غرض سے مجھے اپنے دفتر میں طلب فرمایا۔ جب میں حضور انور کی صحبت میں تھا تو آپ نے گزشتہ چند دنوں اور خاص طور پر Hiroshima کی سیر کے بارے میں استفسار فرمایا۔

حضور انور سے اپنے تجربات کا تذکرہ کرنے پر میں اپنی قسمت پر نازاں تھا۔ جب میں دفتر سے باہر جانے کے لئے اٹھا تو حضور انور نے فرمایا "اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ تم نے دنیا دیکھ لی ہے۔ تم میرے ساتھ افریقہ، نارتھ امریکہ اور اب مشرق بعید کا سفر کیا ہے"۔ جب میں نے یہ الفاظ سنے تو حضور انور کے لئے میرے دل میں شکرانے کے جذبات پیدا ہوئے۔ میں نے اپنی سوچ سے بھی زیادہ دنیا دیکھ لی ہے۔ اس لئے میں نے جواباً عرض کیا کہ مجھے جو بھی مواقع سیر کے میسر آئے ہیں وہ محض حضور انور کی سخاوت اور شفقت کی بدولت ہیں۔ نہایت شفقت اور محبت سے حضور انور نے فرمایا "یہ سب تمہارے وقف کی برکات ہیں۔ اگر تم وکیل ہی رہتے تو تم کم از کم اگلے بیس سال تک ان ممالک کو نہ دیکھ سکتے"۔

میں نے عرض کی کہ محض بیس سال ہی نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اگر میں نے وقف نہ کیا ہوتا تو میں ان میں سے چند ممالک میں کبھی بھی نہ جا سکتا۔ میں نے حضور انور سے عرض کی کہ اس دورہ کے آغاز سے ایک دن پہلے میں نے اپنے بڑے بھائی (مکرم فرید احمد صاحب) کو بتایا کہ میں حضور انور کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم فرید صاحب ایک کامیاب ڈینٹسٹ ہیں اور اپنی فیلڈ میں سپیشلسٹ ہیں۔ تاہم جب میں نے انہیں بتایا کہ میں حضور انور کے ساتھ سفر کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور ان ممالک کا بھی بتایا جہاں کا دورہ تھا تو وہ کہنے لگے "تم بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں ایسی نوکری ملی ہے"

جب میں حضور انور کے دفتر سے نکلا تو باقی دن میں حضور انور کے تبصرے پر غور کرتا رہا اور اب بھی کئی ہفتے گزرنے کے باوجود میں کبھی کبھار اس پر غور کرتا رہتا ہوں۔ یقیناً خلافت اور وقف کی برکات کا کوئی ثانی نہیں اور تمام احمدی احباب اس کے گواہ ہیں۔

اپنے ایک خادم کے لئے حضور انور کی محبت کی ایک مثال

جاپان میں دن گزر رہے تھے حضور انور کے دورہ کے جذباتی اور روحانی اثرات local جماعت پر نہایت عیاں تھے۔ ایک دوست جن سے میری دوستی ہوئی وہ خدام کے لوکل صدر تھے جن کا تعلق انڈونیشیا سے تھا۔ اور ان کا نام مکرم Achmad Fathurehman صاحب تھا۔ ایک شام صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ گزشتہ چند روز جو انہوں نے حضور انور کی قربت میں گزارے ہیں وہ ان کی زندگی کے کسی بھی دوسرے وقت سے مختلف ہیں اور اب جب بھی وہ حضور انور کو دیکھتے ہیں تو انہیں بے حد خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔ ایک خاص موقع کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ جب حضور انور کی پہلے روز آمد ہوئی تھی تو مکرم احمد صاحب (جو حضور انور کے سیکیورٹی کے نگران ہیں) نے مجھے کہا کہ میں لفٹ میں حضور انور کے ساتھ آپ کے کمرے تک جاؤں۔ جب ہم لفٹ میں تھے تو مکرم احمد صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ میں صدر خدام ہوں۔ جس پر حضور انور نے شفقت سے میرے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ بتاتے ہیں کہ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ خلیفہ نے میرے بازو کو چھوا ہے۔ اور وہ چند لمحات میری زندگی کے سب سے قیمتی لمحات ہیں۔ میں انہیں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ حضور انور کے دورہ کے دوران اکثر احمدیوں سے بات ہوئی۔ جنہوں نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کے لمحات نے ان کی زندگی کو یکسر بدل دیا ہے۔

Nagoya اسٹیشن پر انتظار

ہم Nagoya اسٹیشن پر وقت سے کچھ پہلے پہنچ گئے اور ٹرین کے چلنے میں ابھی بیس منٹ باقی تھے۔ نہایت اطمینان اور کسی بھی تکلیف کے بغیر حضور انور اور خالہ سبوحی نے پلیٹ فارم پر دیگر مسافروں کی طرح انتظار کی۔ اس دوران حضور انور نے کئی احمدیوں سے ملاقات فرمائی۔ اور ایک موقع پر

حضور انور نے مجھے بھی طلب فرمایا اور مجھے گزشتہ شاموں کی تقریبات کی بابت تاثرات بیان کرنے کا موقع ملا۔

ایک خوبصورت رنگ کی اچکن

اس دن میں نے دیکھا کہ حضور انور کی اچکن کا رنگ گہرا اور خوبصورت ہے۔ اور وہ گہرے سبز اور brownرنگ کا ملا جلا تاثر دے رہی تھی۔ حضور انور ہمیشہ ہی پُر کشش اور خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اس دن جب حضور انور (حفاظتی) ریل کے ساتھ اپنی سبز اچکن میں ملبوس سہارا لیے کھڑے تھے تو آپ پہلے سے زیادہ پیارے لگ رہے تھے۔ ماشاء اللہ۔

Bulletٹرین کا سفر

ہم نے Tokyo واپس جانے کے لیے بلٹ ٹرین لی اور یہ ایک خاص اہمیت کا حامل اور یادگار سفر بن گیا۔ Local جماعت نے ہمارے لیے دو الگ الگ بوگیوں میں ٹکٹس بک کروائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے حضور انور اور خالہ سبوحی والی بوگی میں مکرم احمد بھائی، مکرم بشیر صاحب اور صدر صاحب جاپان کے ساتھ جگہ ملی۔ باقی قافلہ کے ممبران دوسری بوگی میں تھے۔ دوران سفر حضور انور ہماری بوگی میں کچھ مرتبہ چہل قدمی فرماتے رہے اور بہت مطمئن اور relax محسوس کر رہے تھے۔ حضور انور دوسری بوگی میں بھی تشریف لے گئے تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ وہ سب کیسے ہیں۔ جس پر قافلہ کے ممبران کو بے حد خوشی ہوئی۔

حضور انور کو wifi کی سہولت میسر آنا

حضور انور ہماری بوگی میں واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ میرے پاس ایک موبائل انٹرنیٹ ڈیوائس ہے۔ اگر حضور انور کو آئی فون یا آئی پیڈ انٹرنیٹ سے connect کرنا مقصود ہو۔ حضور انور اپنی سیٹ پر واپس تشریف لے گئے۔ لیکن چند لمحوں کے بعد اپنے آئی پیڈ کے ساتھ میری سیٹ پر تشریف لائے۔ حضور انور نے مجھ سے wifi کوڈ دریافت فرمایا اور میرے بتانے پر حضور انور نے اس کو اپنے آئی پیڈ پر فیڈ کر دیا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ موبائل ڈوائس جو میرے پاس تھی

وہ فائدہ مند ثابت ہوئی اور حضور انور کو انٹر نیٹ میسر آگیا۔ انٹر نیٹ میسر آنے پر حضور انور نے ایم ٹی اے کی سٹریمنگ شروع کر دی جو آپ کے IPad کی app کے ذریعہ تھی۔ پھر ہمیں حضورانور کے ساتھ چند لمحے کھڑے ہو کر حضور انور کے IPad پر خطبہ جمعہ دیکھنے کا موقع ملا۔ جب ہم دیکھ رہے تھے تو میں نے حضور انور سے عرض کی کہ مجھے یقین نہیں آرہا کہ جاپان کہ میں جاپان میں ٹرین پر حضور انور کے ساتھ کھڑا ہو کر حضور انور کا خطبہ دیکھ رہا ہوں۔ اس تبصرہ پر حضور انور نے تبسم فرمایا۔

حضور انور کی باریک بینی

چند منٹوں کے بعد حضور نے اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے اور مجھے اپنے پاس بلایا۔ میں حضور انور کے پاس بیٹھ گیا اور حضور انور نے مجھے اپنے آئی پیڈ کے چند features جو آپ نے store کیے ہوئے تھے دکھائے۔ حضور انور نے مجھے بتایا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ ایک مخصوص لفظ کو میں بالعموم غلط spellings کے ساتھ لکھتا ہوں اور پھر حضور انور نے ایک online dictionary کھولی اور مجھے بتایا کہ یہ درست spelling ہیں۔ مجھے حیرت تھی کہ اس قدر مصروفیت کے باوجود حضور انور کی اس قدر باریک تفصیلات پر بھی نگاہ ہوتی ہے اور آپ ان کی تصحیح کے لیے وقت نکال لیتے ہیں۔

(دورہ حضور انور جاپان 2013 اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان صاحب)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 مئی 2022ء)



﴾12﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دورہ کا آخری دن

تقریباً دو ماہ گھر سے دور رہنے کے بعد مؤرخہ 11 نومبر 2013ء کو ہمارے دورہ کا آخری دن تھا۔ اس خیال سے عجیب محسوس ہو رہا تھا کہ اتنے لمبے عرصے کے بعد اگلے دن ہم اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ مجھے یہ خیال آنے لگا کہ کس طرح ان شاء اللہ جلد ہی میں اپنے چھوٹے سے بیٹے ماہد کو دیکھ سکوں گا اور یہ بھی کہ وہ کتنا بڑا ہو گیا ہے۔ مجھے یہ خیالات بھی آرہے تھے کہ آیا وہ مجھے پہچانے گا بھی یا نہیں۔ مجھے گھر واپس لوٹنے کی خوشی تھی مگر ساتھ ہی ساتھ اداس بھی تھا کہ اس قدر بابرکت اور شاندار دورہ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے۔

حضور انور کی ایک جاپانی مارکیٹ کی سیر

اگرچہ سوموار کا دن ہمارے دورہ کا آخری دن تھا۔ پھر بھی یہ نہایت مصروف دن ثابت ہوا۔ جماعت نے صبح اور شام کا کچھ وقت اس غرض سے خالی رکھا تھا کہ حضور انور کو چند گھنٹوں کے لئے شہر کی سیر کروائی جاسکے۔ حضور انور نے اس تجویز کو قبول فرمایا اور شہر کے ثقافتی حصے کی سیر کرنا پسند فرمایا۔ چنانچہ جماعت نے عین قلب شہر میں حضور انور کو ایک پر ہجوم ایشیائی مارکیٹ کی سیر کروائی جس کا نام Asakusa Nakamise Market ہے۔

حضور انور اور آپ کی فیملی کی بے لوث قربانیاں

مارکیٹ میں پہنچنے پر حضور انور اور خالہ سبوحی نے بعض چھوٹی دکانیں دیکھیں اور میرے خیال سے خالہ سبوحی نے بعض چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی خریدیں۔ وہاں سیر کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ کس طرح اس چھوٹی سی سیر کے دوران یہ بات عیاں تھی کہ حضور انور اور آپ کی فیملی جماعت کے لیے

کس قدر قربانیاں کرتے ہیں۔ جہاں ہم سب جب چاہیں اپنی مرضی سے اپنی family کے تفریحی programبناتے ہیں ایسے مواقع حضور انور اور خالہ سبوحی کو کم ہی میسر آتے ہیں اور بہت کم مواقع پر آپ ایسے مقامات پر جا سکتے ہیں۔ خاص طور پر جب قافلہ ممبران اور لوکل جماعت کے ممبران بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

حضور انور مارکیٹ اور ایک مندر کی تصاویر لیتے ہوئے

جب حضور انور مارکیٹ سے گزر رہے تھے تو آپ قافلہ کے ہمراہ مندر تک تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کو لوگوں کو اپنے طریق پر عبادت کرتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا۔ حضور انور نے اپنے فون میں چند تصاویر بنائیں اور نہایت خوشی سے مذہبی رسومات کی ادائیگی کا مشاہدہ فرمایا۔

ناقابل یقین چند لمحات

جونہی حضور انور نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو بدھ مت کے Monks کا ایک گروپ قریب آیا اور حضور انور سے درخواست کی کہ وہ آپ کے ساتھ تصویر بنانا چاہتے ہیں۔ نہایت شفقت فرماتے ہوئے حضور انور نے ان کی درخواست قبول فرمالی۔ اس کے بعد جو ہوا وہ نہایت دلچسپ تھا۔ جب حضور انور وہاں سے واپس مارکیٹ کی طرف تشریف لے جانے لگے تو لوگوں کا ایک جم غفیر آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہر چند قدموں کے بعد ہر عمر کے احباب حضور انور سے درخواست کرتے کہ وہ آپ کے ساتھ تصاویر بنانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ وہ آپ کے بارے میں نہیں جانتے ہوں گے مگر ضرور انہوں نے آپ کی روحانیت کو محسوس کیا ہوگا اور ملنے کے لیے بے قراری کا اظہار عیاں تھا۔

پھر حضور انور کے ساتھ تصاویر بنانے کے بعد وہ نہایت فخر سے یہ تصاویر دوسروں کو دکھا رہے تھے ان کی آنکھوں اور چہروں پر خوشی نہایت عیاں تھی۔ میں پوری امانت داری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں ایسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا وہ لمحات یقینی طور پر بہت غیر معمولی تھے ایک دفعہ تو مجھے خیال آیا کہ شاید ہمیں سارا دن ہی وہاں گزارنا پڑے جس طرح احباب حضور انور کی طرف کشاں کشاں بڑھ رہے تھے اور ان کی تعداد میں ہر لمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔

ایک دلچسپ اتفاق

اگرچہ حضور انور سے ملنے کے لیے اکٹھے ہونے والے شائقین کی اکثریت کو آپ کا تعارف نہ تھا۔ ایک میاں بیوی آپ کے پاس آئے اور وہ آپ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ جوڑا برطانیہ سے تعلق رکھتا تھا اور جاپان میں رخصت پر آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ خاتون حضور انور کے پاس آ کر یوں مخاطب ہوئی کہ آپ میرے ہمسائے ہیں ہم Melrose Road پر رہتے ہیں جو مسجد فضل کی پچھلی جانب ہے۔ اس لیے ہم نے آپ کو کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ ہم نمبر 67 میں رہتے ہیں۔

جب میں نے اس خاتون کو یہ الفاظ ادا کرتے دیکھا تو ایسے اتفاق سے حیران رہ گیا۔ Melrose Road واقعتاً مسجد فضل سے ملحق ہے اور جب کہ وہ نمبر 67 میں مقیم ہیں تو جماعت کی ملکیت نمبر 65 ہے جو بطور مہمان خانہ مستعمل ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ حضور انور کے لندن میں سب سے قریبی ہمسائے ہوں اور یہاں وہ ایک دور دراز جاپان کی مارکیٹ میں اتفاق سے اسی شام کو موجود تھے جب حضور انور کا ورود مسعود ہوا تھا۔

ایک مزید اتفاق ایسا ہوا جس نے اس ملاقات کو مزید غیر معمولی بنا دیا کہ اس خاتون نے حضور انور کو بتایا کہ ان کی اور حضور انور کی تاریخ پیدائش بھی ایک ہی ہے۔ اس پر حضور انور نے ان سے ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں استفسار فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ 15 ستمبر 1950ء۔ جس پر حضور انور نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ ہاں میری پیدائش بھی اسی دن ہوئی تھی۔

مجھے اقرار کرنا پڑے گا کہ ان اتفاقات نے مجھے بالکل حیران کر دیا تھا۔ یہ امر نہایت عیاں تھا کہ وہ (دونوں میاں بیوی) حضور انور کو جاپان میں دیکھ کر بہت خوش تھے اور مجھے یقین ہے کہ جس طرح لوگ حضور انور کی طرف کھچے چلے آئے تھے یہ دیکھ کر انہیں حضور انور (اپنے ہمسائے) کے مقام اور اہمیت کا خوب اندازہ ہو گیا ہو گا۔

لوکل احمدیوں کے جذبات

ائرپورٹ پر پہنچ کر حضور انور نے لوکل احمدیوں کو آخری بار پھر شرف ملاقات بخشا۔ حضور انور نے روانگی کے حصہ میں داخل ہونے سے پہلے جماعت کی طرف ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔ میں نے احمدیوں کی طرف دیکھا جن میں سے اکثریت کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

بعد ازاں ایک لوکل احمدی نے مجھے بتایا کہ حضور انور کے جانے سے مجھے بہت صدمہ ہوا کیونکہ کوئی بھی احمدی اپنے خلیفہ سے دور ہونے پر شدید غم زدہ ہو جاتا ہے۔ تاہم انہوں نے بتایا کہ یہ بات نہایت خوشکن ہے کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور جاپانی جماعت اور ان کی مساعی سے خوش واپس لوٹ رہے تھے۔

ایک دوسرے لوکل جماعت کے خادم نے کچھ دنوں کے بعد مجھے لکھا کہ جب حضور انور نے آخری بار خدا حافظ کہنے کے لیے ہاتھ ہلایا اور روانگی کے حصہ میں داخل ہوئے تو ایسے لگتا تھا کہ سارا Tokyo بودا اور خالی خالی سا ہو گیا ہے. بہر حال انہوں نے بتایا کہ دورہ کی یادیں ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گی اور ہمیشہ باعث سکون و تسکین ہوں گی۔

Heathrow ائرپورٹ پر آمد

ہم Heathrow ایئرپورٹ یو کے، کے وقت کے مطابق شام میں پہنچے۔ جب ہم حضور انور کے پیچھے چل رہے تھے تو میں کئی طرح کے جذبات سے مغلوب تھا۔ میں خوش تھا کہ گھر واپسی ہو رہی ہے لیکن اداس بھی تھا کیونکہ دورہ ختم ہو چکا تھا۔ حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے امیر صاحب یو کے اور دیگر عہدیداران بڑی تعداد میں موجود تھے۔ حضور انور کی واپسی پر ان کے چہروں سے خوشی اور مسرت خوب عیاں تھی۔

حضور انور کی مسجد فضل لندن واپسی

ہم نے مسجد فضل (لندن) واپسی کی تو سینکڑوں احمدی احباب وہاں حضور انور اور خالہ سبوحی کو خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے تھے۔ حضور انور نے ان سب کی طرف ہاتھ ہلایا اور اپنی رہائش گاہ پر

تشریف لے گئے اور جب آپ نے ایسا کیا تو مجھے خیال گزرا کہ اب حقیقی طور پر آپ کا دورہ اختتام پذیر ہو گیا ہے۔ میں نے فوراً دائیں بائیں دیکھا تو چند لمحات میں میں نے مالہ (اپنی اہلیہ) کو دیکھا اور Pushchair میں ماہد بھی تھا۔ جو قابل دید لباس پہنے ہوئے گہری نیند سو رہا تھا اور واقعی کافی بڑا ہو چکا تھا۔

دورہ کا تتمہ

میرے خیال میں ہم سب اپنے گھروں میں خوش خوش واپس لوٹے تھے اس بات کا ادراک رکھتے ہوئے کہ حضور انور کا دورہ ابتداء سے اختتام تک بے انتہا فضلوں کا حامل تھا۔ ہم میں ایسے احباب جن کو حضور انور نے اپنے ساتھ دورہ پر جانے کی سعادت بخشی تھی وہ اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیونکر ادا کر سکتے تھے۔

ہمیں بطور گواہ اسلام کا پیغام دنیا کے دور دراز کناروں تک لوگوں تک پہنچتا دیکھنے کی توفیق ملی۔ ہمیں بطور ہم مجلس اللہ کے نمائندے کو زمین پر اسلام کا پیغام نہایت خوبصورتی اور بہترین طریق پر پھیلاتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا۔

سنگاپور سے سڈنی تک، Melbourne سے Brisbane تک، Ackland سے Wellington تک، Tokyo Nagoya تک بہت سے لوگوں کو حضرت خلیفہ المسیح کے الفاظ سننے اور ملاقات کا شرف پانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ہم نے چند لمحوں میں حضور انور کی گفتگو سنتے ہی لوگوں کا رویہ بدلتے دیکھا۔ ہم نے غیر احمدی احباب کو حضور انور کا ہاتھ چومتے ہوئے اللہ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے کئی نامور سیاستدانوں کو حضور انور کے ساتھ سٹیج پر بیٹھنے پر اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوتے دیکھا۔ ہم نے عالمگیر میڈیا کو حضور انور کا انٹرویو کرتے دیکھا۔ ہم نے ہزاروں احمدیوں کو اپنے محبوب امام کے ساتھ گزارے چند لمحات میں روحانی تروتازگی اور شادابی سے معطر ہوتے دیکھا۔

یقیناً حضور انور کا دورہ 2013 جو مشرقِ بعید اور Pacific کا تھا، ہماری جماعت کی تاریخ کے عظیم کارناموں میں شمار کیا جاتا رہے گا۔

خاکسار کی ڈائری ملاحظہ فرمانے پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ نمائش ملاحظہ فرمانے کے دوران آپ نے ہدایت فرمائی تھی کہ اس نمائش میں شہدائے احمدیت کی تصاویر بھی شامل ہونی چاہیے تھیں اور ہر جماعتی نمائش میں ہمارے شہداء کی تصاویر شامل ہونی چاہئیں۔

گزشتہ چند ماہ میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں نے ان ڈائریز کو لکھنے میں سستی دکھائی اور جب کبھی بھی ایسا ہوا ہر بار حضور انور نے خاکسار سے استفسار فرمایا کہ اگلی قسط کب تک مکمل ہو جائے گی۔ یوں یقینی طور پر یہ محض حضور انور کی حوصلہ افزائی کے باعث ہی ممکن ہوا کہ میں ان ڈائریز کو ساتھ ساتھ مکمل کر پایا ہوں۔ جملہ ڈائریز بہت لمبی تھی اور میں ہر پڑھنے والے کا مشکور ہوں جنہوں نے نہ صرف ان کو دلچسپی سے پڑھا بلکہ اپنے تاثرات بھی بھجوائے۔

آخر پر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میری ڈائریز حضور انور کے مبارک دورہ کی چند جھلکیاں ہی پیش کر سکتی ہے۔ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو شامل نہ ہو سکی ہیں اور بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن کا مجھے علم بھی نہیں ہوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے فضلوں اور دائمی خوشیوں سے بھرپور عمرِ دراز سے نوازے۔ آمین۔

(دورہ جاپان 2013ء حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ اردو ترجمہ از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جون 2022ء)



﴾13﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

جملہ احباب کی نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف حضور انور کی خاص توجہ

حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران جو چیز بار بار دیکھنے کو ملتی ہے وہ حضور انور کی شدید خواہش کا اظہار ہے کہ جملہ احمدی احباب نماز باجماعت کی ادائیگی میں باقاعدہ ہوں۔ 4 جون کو (فیملیز کی) ملاقات کے اختتام پر حضور انور مسجد (بیت السبوح جرمنی) کی طرف تشریف لے گئے جہاں آپ نے تقریب آمین کی صدارت فرمائی۔ جس میں کئی خوش نصیب بچے شامل ہوئے۔ یہ تقریب ایک بج کر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ مگر دو بجے سے پہلے نماز کا اہتمام نہ کیا گیا۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، اذان دی جا چکی تھی اور حضور انور آسانی سے نماز کی امامت کروا سکتے تھے تاکہ آپ اپنا قیمتی وقت بچا سکیں۔ تاہم آپ پورے دو بجے تک انتظار میں تشریف فرما رہے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو کوئی بھی باجماعت نماز میں شامل ہو سکتا ہے ہو جائے اور نماز باجماعت سے محروم نہ رہے۔

موسم کی تبدیلی

موسم کے اعتبار سے ابتدائی چند دن نسبتاً گرمی تھی مگر اس مخصوص دن میں سارا دن بارش ہوتی رہی۔ تاہم ظہر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد میں نے دیکھا کہ محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور سے ذکر کیا کہ Wiesbaden میں موسم اور بھی خراب ہے۔ محترم امیر صاحب کو بہت فکر ہو رہی تھی۔ مگر نہایت اطمینان اور مسکراہٹ کے ساتھ حضور انور نے فرمایا 'فکر نہ کریں۔ میں نے کئی جگہ سنگ بنیاد اور دیگر تقریبات میں سخت برفباری میں بھی شمولیت کی ہے'۔ دوپہر تک موسم

مزید خراب ہوتا گیا اور خود Wiesbaden سے بھی یہی رپورٹس موصول ہونے لگیں کہ موسلا دھار بارش ہوگی جو اس تقریب کی راہ میں شدید مشکلات حائل کر سکتی تھی۔

جب حضور انور شام کو چھ بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے تو محترم امیر صاحب جرمنی نے پھر حضور انور کی خدمت میں موسم کی صورتحال پیش کی۔ اس کے جواب میں حضور انور نے پھر فرمایا ’کوئی مسئلہ نہیں۔ کوئی مسئلہ نہیں۔‘ حضور انور کے توکل علی اللہ کا ہمیشہ اظہار ہوتا رہتا ہے اور یہ موقع بھی اس کی ایک اور مثال تھی۔ Wiesbaden تک کے سفر میں ایک گھنٹہ سے کچھ کم وقت لگا اور اس سارے سفر کے دوران تیز بارش ہوتی رہی۔

حضور انور کو محترم امیر صاحب کو تسلی دیتے ہوئے دیکھنے اور سننے کے بعد مجھے اس تقریب کی کوئی فکر نہ تھی۔ تاہم مجھے ذاتی طور پر کچھ پریشانی تھی۔ کیونکہ میں صرف ایک suit جیکٹ لایا تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر بارش ہوتی رہی تو اس دورے کے آغاز پر ہی اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات تھی کیونکہ وہ جیکٹ زیادہ قیمتی نہ تھی۔

ہمارے پہنچنے سے پانچ منٹ قبل تک بارش ہوتی رہی پھر اچانک موسم نے ایسی کروٹ بدلی کہ موسم بالکل خشک ہو گیا اور نیلا آسمان نظر آنے لگا۔ جس طرح (تیزی سے) ہمارے پہنچنے پر موسم بدلا اس کا مطلب یہی تھا جس کو میں نے اور دیگر احباب نے یوں محسوس کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نہایت واضح نشان ہے کہ اللہ کی تائید و نصرت اپنے خلیفہ کے ساتھ ہے۔

اللہ کے فضل سے دوران تقریب موسم خشک رہا۔ ایک موقع پر محترم امیر صاحب نے اپنے موبائل پر موسم کی ایپ کھولی اور بتایا کہ اس ایپ کے مطابق جس مقام پر ہم ہیں یہاں تیز اور طوفانی بارش ہے۔ لیکن حقیقت میں موسم بالکل خشک تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ایک احمدی کے گھر کی برجستہ زیارت

اپنی گاڑی کی طرف واپس جاتے ہوئے حضور انور نے local احمدی بچوں میں چاکلیٹس تقسیم فرمائیں۔ روانگی سے کچھ دیر پہلے محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کو بتایا کہ ایک احمدی نے

مسجد کے بالکل قریب ہی ایک گھر خریدا ہے اور اس کی سمت میں اشارہ کیا۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ اس گھر کا مالک کہاں ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ وہ اپنے گھر میں انتظار کر رہے ہیں۔ بلا تامل حضور انور نے اس سمت میں چلنا شروع کر دیا اور اس فیملی سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے باہر سے دیکھا کہ اس فیملی کے جملہ افراد بے حد خوش تھے کہ ان کے محبوب آقا نے انہیں یہ شرف بخشا ہے کہ ان کے گھر میں قدم رنجا فرمائے ہیں۔ ایک احمدی خاتون جو اس فیملی سے تعلق رکھتی تھیں ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں تھے۔ حضور انور نے ان کے گھر میں چند منٹ قیام فرمایا جب حضور اندر باہر تشریف لائے اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو میں اس گھر کے مالک مکرم ضیاء الحق صاحب سے ملا جو ایک نوجوان احمدی دوست ہیں۔ وہ بھی بہت جذباتی ہو رہے تھے اور حضور انور کی بے انتہا شفقت اور محبت کے اظہار کی وجہ سے سکتہ میں تھے۔ بہتے ہوئے آنسوؤں سے مکرم ضیاء صاحب نے کہا کہ ”اس دنیا کے سب سے عظیم آدمی نے ابھی میرے گھر کو شرف بخشا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ یہ چند لمحات میری زندگی کی عظیم الشان لمحات تھے۔“

میں نے ضیاء صاحب کو مبارکباد دی اور ایک مرتبہ پھر یہ بات باور ہوئی کہ کس طرح حضور انور کے چند لمحات لوگوں کی زندگیوں کو ہمیشہ کے لیے بدل سکتے ہیں۔ بے شک ضیاء صاحب اور ان کی فیملی اس دن کو ہمیشہ یاد رکھیں گے اور اس شفقت کے سائبان کو بھی جو حضور انور کے ذریعہ ان پر سایہ فگن ہوا۔

جامعہ احمدیہ کے دو نوجوان طلباء سے ملاقات

ایک دن میں جامعہ احمدیہ جرمنی کے دو طلباء کے ساتھ بیٹھا جن میں سے ایک عزیزم سجیل احمد اور دوسرے عزیزم عطاء الکریم ہیں۔ جن کی عمر بیس سال ہے اور جامعہ احمدیہ کے پہلے سال میں زیر تعلیم ہیں۔

حضور انور کے بارے میں عزیز سہیل نے کہا کہ ”جب حضور انور یہاں (جرمنی) تشریف لاتے ہیں تو میں خود کو بہت بہتر پاتا ہوں۔ اور جب ہم آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سجدہ کی حالت میں میری دعائیں زیادہ مخلصانہ اور دل کی گہرائی سے نکل رہی ہوتی ہیں۔ ایسی چیزوں کے بارے میں دعا کرتا ہوں جو اس سے قبل کبھی میرے ذہن میں داخل نہ ہوئی تھیں۔“

عزیزم عطاء الکریم نے بتایا کہ ”جب حضور انور یہاں تشریف لاتے ہیں تو ہمیں اس بات کا زیادہ خیال رہتا ہے کہ آپ کی ہمارے سے کیا توقعات ہیں اور ہماری سستی دور ہو جاتی ہے۔“

تین نو مبائعین حضور انور کے انتظار میں

بعد ازاں جمعہ کے دن شام کو میں نے تین نوجوانوں کو دیکھا جو بیت السبوح کی راہداری میں کھڑے تھے۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون احباب ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تین مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے دوست ہیں جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے۔

ان میں سے ایک سابق امریکن فوجی تھے جن کی عمر تیس سال تھی اور تعلق Texax سے تھا۔ انہوں نے عراق میں خدمت کی تھی اور اب ریٹائرڈ ہو چکے تھے اور جرمنی میں رہائش پذیر تھے۔ انہوں نے بطور مسلمان اپنا نام عیسیٰ اپنایا تھا۔

دوسرے دوست کا نام Paul تھا جن کے والدین میں سے ایک کا تعلق جرمنی سے جبکہ دوسرے کا تعلق امریکہ سے تھا اور ان کی عمر بائیس سال تھی۔

ایک تیسرے نو مبائع بھی تھے جنہوں نے اپنا نام اسلام قبول کرنے کے بعد تبدیل کر کے ابو حمزہ رکھ لیا تھا۔ حضور انور کے دفتر تشریف لانے کا وقت ہو چکا تھا اس لیے یہ تینوں نو مبائع احباب صف بندی کر کے کھڑے تھے تا کہ حضور انور کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا دیکھ سکیں۔ جب وہ انتظار میں تھے تو میں نے ان سے گفتگو کی اور ان تینوں احباب نے اپنے قبول احمدیت کے بارے میں نہایت اخلاص سے بتایا۔

نومبائعین کے حضور انور کے بارے میں تاثرات

عیسی صاحب جو سابق امریکن فوجی تھے، بہت سادگی سے کہنے لگے کہ انہیں پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ آپ کی پیروی میں مسیح آئے گا اور یہ کہ وہ مسیح تشریف لا چکے ہیں۔ اس لیے یہ ان کا فرض تھا کہ انہیں قبول کرتے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضور انور کو گزرتے ہوئے دیکھنے کے بعد وہ کہنے لگے ''اگرچہ میں نے ابھی ابھی ایک لمحہ کے لیے خلیفہ کو دیکھا ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میں نے اس وجود کو دیکھا ہے۔ اگرچہ یہ بات عجیب لگے لیکن جیسا کہ میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں صرف ایک شخص ہے جس کے پاس radio ہے اور وہ خلیفہ ہیں۔ اس radio کے ذریعہ سے آپ خدا تعالیٰ سے گفتگو فرماتے ہیں اور یوں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خلیفہ کی بات کو (غور سے) سنیں اور آپ کے پاس اکٹھے ہوں تا کہ ہم آپ کے ذریعے سے خدا کا پیغام سن سکیں۔''

میں ان کی اس تشبیہ کے بیان سے خوب محظوظ ہوا اور اس نے مجھے یاد دلایا کہ کس طرح ہم سب کا اس الٰہی نظامِ خلافت کو سمجھنے کا اپنا اپنا طریق ہے۔

ایک بہت دلچسپ خواب

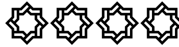
ان تینوں نومبائعین میں سے سب سے چھوٹے پال صاحب تھے جن کی عمر بائیس سال تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب کے ذریعہ احمدیت کی طرف ہدایت دی ہے۔ اپنے تجربات کا بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا' میں نے بطور catholic پرورش پائی مگر کبھی بھی دل کا سکون محسوس نہیں کیا۔ اتفاق سے ایک دن مجھے احمدیہ لٹریچر ملا اور جب میں نے اس کو پڑھا تو مجھے ایسے لگا کہ وہ علم و حکمت سے پُر ہے۔ یوں میں نے خود جماعت احمدیہ Frankfurt سے رابطہ کیا۔ میں احمدیہ کتب پڑھتا رہا اور قرآن کریم بھی پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک دن میں سورۃ البقرۃ پڑھ رہا تھا اور اس کو پڑھتے پڑھتے مجھے نیند آ گئی اور یوں میں نے ایک نہایت واضح اور پُر ہیبت خواب دیکھی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک کمرے میں ہوں اور اگرچہ میں مسقف حصہ میں ہوں ہر طرف گرج اور چمک ہے۔

یہاں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو سیڑھیوں کی طرف سے ہے اور سیڑھیوں کے اوپر سے مجھے نہایت خوبصورت عربی الفاظ پر شوکت اور واضح تلاوت کی آواز سنائی دی اور مجھے علم تھا کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔ یوں یہ خواب ختم ہوئی اور میں بیدار ہوا تو میں جانتا تھا کہ یہ ایک نشان ہے کہ مجھے اسلام قبول کرنا چاہیے۔ جس دن سے میں نے احمدیت قبول کی ہے میری زندگی پوری طرح بدل گئی ہے اور اب میں اس سکون کو محسوس کر سکتا ہوں جس کی ساری زندگی میں نے تلاش اور جستجو کی ہے۔

(دورہ حضور انور جرمنی جون 2014ء حصہ اول)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جولائی 2022ء)



﴿14﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

مکرم عابد خان تحریر فرماتے ہیں کہ
حضور انور کے دورہ کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ ہم میں سے جن کو آپ کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملتا ہے انہیں نئے دوست اور تعلقات بنانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ایک دوست جن کو میں پہلی مرتبہ ملا تھا اور ان سے اچھی دوستی ہو گئی وہ ایک نوجوان خادم تھے جن کا نام سمیر احمد تھا۔ ان کی عمر 23 سال تھی اور جرمنی میں پیدا ہوئے اور فرینکفرٹ میں رہتے ہیں۔ میری ان سے پہلی ملاقات جس دن ہوئی اس کے بعد اگلے دو ہفتے ان کو اچھی طرح جاننے کا موقع ملتا رہا۔
انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے میری ڈائریز پڑھی ہیں۔ جو میں نے حضور انور کے دورہ جات آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور مشرقِ بعید کے حوالہ سے گزشتہ سال لکھی تھیں۔ اس بات سے مجھے خوب حیرت ہوئی کیونکہ میرا خیال تھا کہ جرمنی کے لوگ انگلش پڑھنا نہیں جانتے ہوں گے۔
تاہم دوران دورہ (جرمنی) میں ایسے کئی لوگوں سے ملا جنہوں نے یہ ڈائریز پڑھی تھیں اور حضور انور اور آپ کے دورہ جات کی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہی ملنے پر حوصلہ افزائی کی۔ مکرم سمیر صاحب نے مجھے بتایا کہ ہر گزرتے سال کے ساتھ خلافت کی اہمیت ان پر زیادہ سے زیادہ عیاں ہوتی جارہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 'جب حضور انور تشریف لاتے ہیں تو آپ نے خود بھی خلافت سے جڑی برکات کا مشاہدہ کیا ہو گا اور آپ انہیں حقیقت میں تجربہ کر کے دیکھتے ہیں اور یوں آپ کو آگاہی ملتی ہے کہ یہ محض قصے کہانیاں نہیں ہیں جو ہمارے والدین نے ہمیں بتائی ہیں۔

حضور انور کی رازداری ایک خادم کا اظہار خیال

ایک دلچسپ بات جو سمیر نے حالیہ ایک واقعہ کے بارے میں کہی کچھ یوں ہے کہ اللہ کے فضل سے حضور انور کے دورہ سے چند روز قبل، حضور انور کے صاحبزادے مرزا وقاص احمد صاحب کے ہاں دوسرے بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی۔ سمیر صاحب نے بتایا کہ ایک دن کے اندر اندر واٹس ایپ اور ٹویٹر پر ایک بچے کی تصویر گردش کرنے لگی۔ انہوں نے بتایا کہ جرمنی میں بہت سے لوگ جنہیں وہ جانتے تھے انہوں نے وہ تصویر دیکھی تھی اور اس کو دوسروں کے ساتھ شیئر کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی یہ تصویر دیکھی تھی لیکن انہیں شرح صدر نہ تھا بلکہ وہ اپنے تئیں قصوروار سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور اپنی زندگی اور وقت کا اتنا حصہ جماعت کو عطا فرماتے ہیں لیکن احمدیوں کو بعض مواقع پر حضور انور کی رازداری کا خیال رکھنا چاہیے خاص طور پر جب یہ آپ کی فیملی کا ذاتی معاملہ ہو۔

میں اس بات پر پوری طرح سمیر صاحب کے ساتھ متفق تھا۔ بعد میں، میں نے اس کا ذکر حضور انور کی خدمت میں کیا اور ایسا لگتا تھا کہ حضور انور نے ان کے جذبات کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

خلافت کے لیے محبت

میں نے حضور انور کے دورہ کے دوران مختلف احباب جماعت سے گفتگو کی اور میں ہمیشہ ان کے جذبات اور خلافت سے محبت جان کر سحر زدہ رہ جاتا۔ اس سے مجھے احساس ہوا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ خلافت کی شاید اس طرح قدر نہیں کرتے جس طرح قدر کرنے کا حق ہے۔

میں باقاعدگی سے ایسے لوگوں کو ملتا رہتا ہوں جو حضور انور کے دفتر میں ایک منٹ یا اس سے کچھ کم وقت گزارتے اور بتاتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے جیسے ان کی زندگی ہمیشہ کے لیے بدل گئی ہو۔

ایک نوجوان عزیزم اسجد محمود (بعمر 22 سال) حال ہی میں گجرات (پاکستان) سے جرمنی آیا تھا اور اسائلم کیا تھا۔ میں نے ان کی زندگی کی حضور انور سے پہلی ملاقات سے چند لمحات قبل گفتگو کی اور وہ

بالطبع بہت nervous تھے۔ اس نے بتایا کہ اگرچہ وہ حضور انور سے پہلے کبھی نہیں ملا لیکن اس کے دل میں حضور انور کی محبت ہمیشہ کسی بھی دوسرے شخص کی محبت سے زیادہ رہی ہے۔

ایک دوسرے احمدی مکرم عمر فضل الحق جن کی عمر 33 سال تھی، نے مجھے بتایا کہ حضور انور کے دورہ نے ان کے غیر احمدی دوستوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ انہوں نے بتایا 'میرے ساتھی دیکھتے ہیں کہ میں کام سے چھٹیاں لیتا ہوں تا کہ حضور انور کی قربت میں وقت گزار سکوں اور اپنی ڈیوٹی دے سکوں۔ اس کا ان پر گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ اس بات کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں کہ ہمارا ایک leader ہے جو ہمیں قوت کشش کے باعث اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے لیے ہم سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔'

مکرم عمر صاحب نے مزید بتایا کہ میں یقیناً ایمان رکھتا ہوں کہ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی کامیابی چاہتا ہوں اور اپنے بچوں کی کامیابیاں چاہتا ہوں تو ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم خلافت سے جڑے رہیں۔ خلافت سے تعلق جوڑنا ہی وہ واحد راستہ ہے جو میری آئندہ نسلوں کو بچائے گا۔

ایک ممبر لجنہ اماء اللہ کے تاثرات

مجھے اکثر کسی بھی فیملی کے جملہ ممبران سے بات کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور یوں مجھے لجنہ کی ممبرات کے تاثرات جاننے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک خاتون مکرمہ شکیلہ صاحبہ جب حضور انور کے دفتر سے باہر آئیں تو بہت جذباتی کیفیت میں تھیں۔ یہ ان کی حضور انور سے پہلی ملاقات تھی تو انہوں نے اپنے جذبات یوں بیان کئے کہ 'میں حضور انور کے دفتر میں واقعتاً کانپ رہی تھی کیونکہ میں اپنے اعصاب پر قابو نہ رکھ پا رہی تھی اور مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب لوگوں میں سے میں حضور انور کی معیت کا شرف پا رہی تھی۔ آج کے دن میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ انہوں نے حضور انور کی شفقت کا ایک اور واقعہ بھی بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ دوران ملاقات انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ حال ہی میں ان کی انگوٹھی گم گئی تھی تو فوراً حضور انور نے اپنے دراز سے ایک انگوٹھی نکالی اور ان کو بطور تحفہ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس کی وجہ سے وہ بے حد خوش ہوئیں۔

انہوں نے مزید بتایا کہ وہ خود کو خوش قسمت تصور کرتی ہیں کہ ایسے دور میں زندگی بسر کر رہی ہیں جہاں احمدیوں کو خلیفہ وقت سے ملنے کا موقع مل جاتا ہے کیونکہ جس طرح سے جماعت ترقی کر رہی ہے ان کا خیال ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب پوری دنیا میں اتنے احمدی ہوں گے کہ ہر احمدی کے لیے حضور انور کو ملنا ممکن نہ رہے گا۔

حضور انور سے ملاقات کا اثر

میں ایک دوست سے ملا جن کا نام مکرم محمد نور باجوہ تھا ان کے ساتھ ان کی اہلیہ اور بچے بھی اس ملاقات کے لیے حاضر تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور انور کے خلیفۃ المسیح بننے سے قبل کراچی میں انہیں حضور انور کی گاڑی کی ڈرائیونگ کرنے کا موقع تین سے چار مرتبہ ملا۔ اس کے بعد سے ان کی حضور انور سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ آج وہ جس وجود سے ملے ہیں وہ اس وجود سے بہت مختلف ہے جس کو وہ کئی سال پہلے ملے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ حضور انور کا چہرہ نور سے پُر ہے اور ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور وہ خود پر قابو نہیں رکھ پا رہے تھے۔

ایک اور نوجوان family جن کی حضور انور سے ملاقات ہوئی وہ مکرم اخلاق ملک صاحب اور ان کی اہلیہ تھیں۔ مکرم اخلاق صاحب نے بتایا کہ 'جب ہم ملاقات کے لیے حضور انور کے دفتر کے باہر کھڑے تھے تو میں نے حضور انور کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے گفتگو فرماتے سنا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے حضور انور کی آواز کو اس قدر قریب سے سنا تھا اور اس آواز کی طاقت، پاکیزگی اور خوبصورتی ایسی تھی کہ میں اس کو بھول نہیں سکوں گا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور کے دفتر میں داخل ہونے سے پہلے ہی میں ایسی گھبراہٹ اور حضور انور کی محبت میں گھرا ہوا تھا کہ میں آپ کے سامنے کچھ بھی بول نہ سکا۔'

ایک جذباتی گفتگو

ایک ملاقات جس نے مجھے بہت جذباتی کر دیا وہ مکرم خان افضل صاحب اور ان کی اہلیہ کے ہمراہ تھی۔ مکرم خان صاحب کی عمر 49 سال تھی مگر آپ کو کبھی بھی خلیفہ وقت سے ملاقات کا شرف نہ ملا

تھا۔ جب میں نے یہ سنا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مجھے حضور انور کی قربت میں رہنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور ساری زندگی خلیفہ وقت کو دیکھتا رہا ہوں۔ مکرم خان افضل صاحب نے بتایا کہ آج کا دن میرے لیے اور میری family کے لیے بہت خوشی اور مسرت بھرا دن ہے۔ میں 49 سال کا ہوں اور آج مجھے پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ سے ملاقات کا شرف ملا ہے۔ میں حضور انور کو ہمیشہ ایم ٹی اے پر دیکھتا تھا یا بہت دور سے اور یہ سوچتا تھا کہ کیا کبھی مجھے بھی ذاتی طور پر آپ سے ملاقات کا شرف نصیب ہو گا۔ آج اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں قبول کر لی ہیں اور میں نے کبھی اتنا اطمینان محسوس نہیں کیا جتنا حضور انور کے دفتر میں تھا۔ اور اب جبکہ میں حضور انور کے دفتر سے باہر آ چکا ہوں پھر بھی وہ اطمینان کی کیفیت جاری ہے۔'

پھر میں نے ان کی اہلیہ سے بات کی اور انہیں بتایا کہ میں حضور انور کے دورہ جات کی ڈائری لکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور بھی وقت نکال کر ان کو خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں۔ جب مرد حضرات میرے سامنے روتے یا آنسو بہاتے ہیں تو میں جسمانی طور پر اپنا ہاتھ ان کے کندھے یا بازو پر رکھ کر انہیں تسلی دیتا ہوں لیکن یقینی طور پر ایک خاتون سے ایسا رویہ برتنا نامناسب تھا اس لیے میں خاموشی سے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے خود کو سنبھالا اور کہنے لگیں کہ 'میں پاکستان کے ایک دور دراز علاقے کی ایک سادہ سی خاتون ہوں۔ میں نہ تو زیادہ پڑھی لکھی ہوں اور نہ تعلیم یافتہ۔ لیکن میں اپنے بچوں کو نماز میں باقاعدہ رہنے اور تلاوت قرآن کریم کی تلقین کرتی رہتی ہوں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس بات کو اپنی ڈائری میں ضرور لکھیں تاکہ جب حضور انور اس کو پڑھیں تو دعا کریں تاکہ میری یہ خواہش پوری ہو سکے۔' ان الفاظ کو ادا کرتے ہی وہ دوبارہ رونے لگیں تو میں نے انہیں بتایا کہ میں ان شاء اللہ ان کے الفاظ اپنی ڈائری میں ضرور شامل کر لوں گا۔

خلافت سے محبت کی ایک اور مثال

ایک اور دوست جنھوں نے حضور انور سے پہلی مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا وہ مکرم ملک فیاض صاحب تھے جن کی عمر 29 سال تھی۔ وہ بھی جذبات سے لبریز تھے اور اپنے تجربہ کو یوں بیان کیا کہ 'وہ یقینی طور پر میری زندگی کے چند بہترین لمحات تھے۔ حضور انور کے چہرے کا نور بہت زیادہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی معیت میں جو دل کا سکون میں نے محسوس کیا وہ ناقابل بیان ہے اور ان چند لمحات میں یقینی طور پر میری زندگی کو ہمیشہ کے لیے بدل دیا۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اب میں اپنے آپ کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ میرے خلیفہ مجھ سے خوش ہوں۔ در حقیقت مجھے علم نہ تھا کہ ایسی خوشی اور مسرت محسوس کی جاسکتی ہے۔'

ایک سیکیورٹی گارڈ کے تاثرات

جو احباب حضور انور کے ساتھ دورہ میں شریک ہوتے ہیں انہیں خلیفہ وقت کی برکات کو بلا واسطہ دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس دورہ کے دوران حضور انور کے ایک سیکیورٹی گارڈ مکرم محسن اعوان صاحب تھے۔ مجھے ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کا موقع ملا اور یوں ہمیں ایک دوسرے سے بات کرنے کا موقع بھی ملتا رہتا۔ ایک دن انہوں نے بتایا کہ ہر دفعہ جب انہیں حضور انور کے قریب کھڑے ہونے کا موقع ملتا ہے تو انہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہمیشہ بہت محتاط رہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب نمائندہ کے قریب کھڑے ہیں اور وہ ڈیوٹی کے دوران اپنا وقت خاموشی سے درود شریف پڑھتے ہوئے گزارتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا ایمان ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر صرف مستقل دعائیں کرتے ہوئے ہی کر سکتے ہیں۔

(دورہ حضور انور جرمنی 2014ء۔ حصہ اول)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جولائی 2022ء)



﴿15﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

مؤرخہ 21 ستمبر 2014ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ آٹھ روزہ دورہ پر آئر لینڈ کے لئے روانہ ہوا، جہاں حضور انور نے اس ملک کی پہلی جماعت احمدیہ کی مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد فضل لندن سے روانگی

آج سے ایک سال پہلے آج کے دن ہی 21 ستمبر 2013ء کو حضور انور ایک طویل دورہ پر مشرق بعید اور آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ یہ دورہ ہر لحاظ سے نہایت بابرکت ثابت ہوا اور آج کی تاریخ میں ٹھیک ایک سال بعد حضور انور آئر لینڈ کے دورہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

حضور انور نے مسجد فضل لندن میں نماز ظہر و عصر ادا فرمائیں اور چند لمحات کے بعد حضور انور اور خالہ سبوحی اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لے آئے۔ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن کے باہر حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔

ایک دوست (مکرم ارسلان صاحب ابن مکرم قمر سلیمان صاحب) جو جلسہ پر پاکستان سے تشریف لائے تھے اور میرے کزن ہیں۔ حضور انور کے آئر لینڈ تشریف لے جانے پر ارسلان کہنے لگے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ میر النذن کا دورہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ یہ سارا سفر بنیادی طور پر حضور انور کو دیکھنے کی خاطر تھا اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی غرض سے تھا۔ میں حضور انور کی محبت اور شفقت کو کبھی بھول نہ سکوں گا اور اس احساس کو بھی جو آپ کی قربت میں نصیب ہوا۔

جب حضور انور اپنی کار پر تشریف فرما ہونے کے لئے بڑھے تو آپ کی نظر محترم میر محمود احمد ناصر صاحب پر پڑی جو حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے لائن میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے انہیں

اپنے پاس بلایا جس پر محترم میر محمود احمد ناصر صاحب نہایت محبت سے حضور انور سے ملنے کے لئے آگے بڑھے اور اپنا سر حضور انور کے سینے پر اس طرح رکھا جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنا سر اپنی والدہ یا والد کے سینے پر رکھ دیتا ہے۔ یہ ایک نہایت جذباتی اور دل کو لبھانے والا منظر تھا، جہاں جماعت کے ایک بزرگ، جو حضور انور کے خالو بھی ہیں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں ایک چھوٹے بچے کی طرح بن جاتے ہیں تا کہ وہ حضور انور سے زیادہ سے زیادہ برکات سمیٹ سکیں۔ دعا کے بعد حضور انور اور آپ کا قافلہ 2 بجکر 45 منٹ پر مسجد سے روانہ ہوا۔ حضور انور براہ راست آئر لینڈ کا سفر اختیار نہیں فرما رہے تھے بلکہ ہماری پہلی رات کا قیام North Wales میں تھا جو Holyhead کے ساحلی شہر میں واقع ہے۔

لوکل احمدیوں کے تاثرات

23 ستمبر بروز منگل کو حضور انور نے دن کے اکثر حصے میں احمدی فیملیز کو ملاقات کے شرف سے نوازا۔ جس دوران یہ ملاقاتیں ہو رہی تھیں خاکسار کو چند لوکل احمدیوں سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے کا موقع ملا۔

پہلے دوست جن کو میں ملا وہ ایک آئرش دوست تھے جن کا نام Aidan McManamy تھا اور عمر 28 برس تھی، جنہوں نے امسال فروری میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی پرورش ایک کیتھولک خاندان میں ہوئی تھی لیکن انہوں نے کبھی بھی اپنے عقائد کو عملی طور پر نہیں اپنایا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہر روز جماعت کے بارے میں نئی نئی باتیں سیکھ رہے ہیں لیکن اب انہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے انہیں سیدھا راستہ مل گیا ہو۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ آئر لینڈ کی جماعت کے پاس ایک آئرش مقامی مبلغ ہیں، جس کی وجہ سے انہیں بہت مدد ملی ہے۔ ابراھیم نونن صاحب کو دیکھنے سے ان کی اس (احمدیت میں) منتقلی کو آسان بنا دیا ہے۔ حضور انور سے اپنی زندگی کی پہلی ملاقات سے چند لمحات قبل انہوں نے بتایا کہ

میں نے حضور انور کے بارے میں جانا ہے اور آپ کی بعض تقاریر کو سنا ہے اور میں دیکھ سکتا ہوں کہ آپ جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک انسان کو سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ حضور انور کو باغبانی کا شوق ہے اور اس نے میری دلچسپی کو اور بھی بڑھا دیا ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف یہ کہ ایک روحانی لیڈر ہیں بلکہ ایک عام انسان بھی ہیں۔

میری ملاقات مکرم میجر کلیم طاہر صاحب کے ساتھ بھی ہوئی جن کی عمر 42 سال اور تعلق Dublin سے تھا۔ ان کے ساتھ ان کا نو سال کا بیٹا عزیزم قاسم بھی تھا۔ مکرم کلیم صاحب پاکستان آرمی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد تین سال قبل پاکستان سے آئر لینڈ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے بچپن میں انہیں خلیفہ وقت سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی اور یوں انہیں نہایت مسرت اور فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ان کا بیٹا حضور انور سے ملاقات کا شرف پا رہا ہے۔

ان کے بیٹے عزیزم قاسم نے بتایا کہ مجھے حضور انور سے ملنے کی بہت خوشی اور مسرت ہو رہی ہے لیکن میں کچھ nervous بھی ہوں۔ حضور انور کو ملنے سے میرا اسلام کے بارے میں علم بڑھے گا اور یوں ملاقات کے بعد میں ایسے لوگوں کو جو حضور انور سے نہیں ملے آپ کے بارے میں اور اسلام کے بارے میں بتاؤں گا۔

مکرم خضر حیات صاحب (بعمر 36 سال) حال ہی میں اٹلی سے آئر لینڈ شفٹ ہوئے تھے۔ وہ زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف پانے لگے تھے اور یقینی طور پر جذبات سے مغلوب تھے۔ انہوں نے بتایا۔

آج زندگی میں پہلی بار مجھے حضرت خلیفۃ المسیح سے ملنے کا موقع ملے گا اس طرح یہ میری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے۔ میں اس وقت عجیب کیفیت میں ہوں جو میں نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کی۔ زندگی بھر جس چیز کی میں نے خواہش کی ہے اور خواب دیکھا ہے وہ آج پورا ہونے جا رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جب میں حضور انور کے کمرے میں داخل ہوں گا تو مجھے حضور انور کو کچھ کہنے

کی ضرورت نہیں ہو گی۔ مجھے صرف آپ کا مبارک چہرہ دیکھنے کی ضرورت ہے اور آپ کی بابرکت آواز براہ راست سننے کی خواہش ہے۔

اسی شام مجھے مشرق بعید کی ایک نہایت مخلص خاتون سے ملنے کا موقع ملا جو گزشتہ کچھ عرصہ سے آئرلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ:

حضور انور کے یہاں تشریف لانے سے میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ میں نے آپ کو کل تین میٹر کی دوری سے دیکھا اور مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں کس قدر خوش قسمت ہوں۔ حضور انور کو دیکھنے کے باعث میں زندگی کے ہر پہلو میں بہتر ہونا چاہتی ہوں اور نماز زیادہ اخلاص سے پڑھنے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ میری ملاقات صبح کے وقت تھی اس لئے میں جلدی آگئی تھی لیکن مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ یہ ملاقات شام کو ہو گی۔ دراصل یہ بھی ایک نعمت ہے کہ یہ ملاقات تاخیر سے ہو رہی ہے کیونکہ اس ملاقات میں ممکنہ طور پر میرے شوہر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ وہ جماعتی کاموں میں اب زیادہ فعال نہ ہیں اور یہ بات میرے لئے سخت تکلیف کا باعث ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ آئیں گے کیونکہ حضور انور کو دیکھنے کی وجہ سے وہ بہتری کی طرف مائل ہوں گے۔

وہ شام میں دوبارہ تشریف لائیں اور ان کے شوہر پر حضور انور کی ملاقات کا جو اثر ہوا اس کے متعلق بتانے لگیں کہ میرے شوہر فرط حیرت میں گم تھے کہ حضور انور اپنے مرتبہ اور مقام کے باوجود اپنی روزمرہ زندگی میں سے وقت نکال کر جماعت کے جملہ احباب کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں اور سب سے ملاقات فرماتے ہیں اور جملہ سوالات، تحفظات اور مسائل کا تشفی بخش جواب عطا فرماتے ہیں۔ اس تجربہ نے میرے شوہر کو عمومی رنگ میں حیرت زدہ کرنے کے ساتھ ساتھ نہایت متاثر کیا جو حقیقت میں دل کو گرما دینے والا تجربہ تھا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، حضور انور سے ملاقات نے میرے ایمان کو مزید تقویت دی ہے اور مجھے عبادتِ الٰہی میں بہتری کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ یہ میرے لئے بہت خاص موقع تھا اور حقیقی طور پر یہ برکت نصیب ہوئی کہ اب میرے شوہر جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کے لئے بیتاب ہیں۔

میں ایک نوجوان جوڑے کو ملا، مکرم سلیم الرحمٰن (بعمر 28 سال) اور مکرمہ ھبۃ الباسط صاحبہ جو حضور انور سے ملاقات کے انتظار میں تھے۔ یہ دونوں حضور انور کو پہلی بار ملے تھے اور خوشی اور مسرت ان کے چہروں پر خوب عیاں تھی۔ حضرتِ خلیفۃ المسیح کو دیکھنے پر ان کی خوشی کی انتہا اس قدر تھی کہ لگتا تھا جیسے ان کو سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی ہو۔

مکرم سلیم الرحمٰن صاحب نے بتایا میں اس وقت اپنے جذبات کے بیان سے قاصر ہوں۔ میں جو خوشی محسوس کر رہا ہوں اس کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔ تاہم اللہ کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں کیونکہ جتنا ادا کریں ناکافی ہے۔

ان کی اہلیہ مکرمہ ھبۃ الباسط صاحبہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اپنی ملاقات کے بارے میں انہوں نے بتایا جب میں حضور انور کے سامنے بیٹھی تھی تو مجھے ایسا لگا جیسے کوئی نہ دیکھی جانے والی چیز ہے جس نے ہمیں حضور کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی نہ دیکھا جاسکنے والا تعلق یا مقناطیس ہے۔ میں نے ایسا کبھی پہلے محسوس نہیں کیا۔ حضور انور کا انداز گفتگو اس قدر محبت بھرا ہے کہ آپ کی موجودگی میں، میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔ حضور انور کو دیکھنے کے بعد میری خواہش ہے کہ ہر حوالہ سے اپنے اندر بہتری پیدا کروں۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنی کمزوریوں پر قابو پاؤں۔ یقینی طور پر میرے جذبات ناقابل بیان ہیں۔

ایک آئرش پولیس مین کے تاثرات

حضور انور کے دورہ کے دوران آئرش پولیس جس کا نام "Garda" تھا، نے حضور انور کی عزت و تکریم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ مستقل طور پر ہوٹل میں موجود رہے تاکہ سیکیورٹی کے جملہ انتظامات پر نظر رکھ سکیں۔

ایک شام کو میری ملاقات ایک افسر Sergeant Vincent Connolly سے ہوئی اور انہوں نے حضور انور کے دورہ کے بارے میں اپنی سوچ اور تاثرات کا اظہار کیا۔

Sergeant Vincent Connolly نے بتایا ہم "Garda" یہاں آئر لینڈ میں اپنے آپ کو "امن کے رکھوالے" سمجھتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ حضور انور ہمیشہ امن کے پیغام کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہم حضور انور کو سہولت مہیا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کا دورہ ہمارے ملک آئر لینڈ کے لئے بہت اہم ہے۔

دیگر احمدیوں کے جذبات

بعد ازاں اس دن دوبارہ ملاقات کا آغاز ہوا اور میں دیگر احمدی احباب سے ملتا رہا۔ میری ملاقات نعیم چوہدری صاحب سے ہوئی جو اپنی فیملی کے ساتھ Peace Village کینیڈا سے حضور انور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔

نعیم صاحب نے بتایا کہ ہم کینیڈا سے ہزاروں میل کا سفر کر کے صرف ایک مقصد کے لئے آئے ہیں...... اور وہ ہے حضور انور کو دیکھنا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا بہت بڑی جماعت ہے اور اسی وجہ سے جب حضور انور تشریف لاتے ہیں تو آپ سے ملاقات کرنا ممکن نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنی فیملی کو یہاں آئر لینڈ حضور انور سے ملوانے آیا ہوں۔

حضور انور جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں وہ پوری جماعت پر ایک دیرپا اثر چھوڑتا ہے اور ایک ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسے احمدی جو پہلے فعال نہیں ہوتے وہ بھی اپنے خلیفہ کی ایک جھلک دیکھنے پر روحانی طور پر ترو تازہ ہو جاتے ہیں۔ میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جن کی زندگی حضور انور کو دیکھتے ہی یکسر بدل گئی۔ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ ہم کبھی بھی خلافت کی برکات سے محروم نہ ہوں اور اس حفاظت سے بھی جو اس (ڈھال) سے جڑی ہے۔

مکرم نعیم صاحب کے بیٹے عزیزم حزیم (بعمر 16 سال) نے بھی میرے ساتھ گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا۔

حضور انور کو دیکھنا ایسا ہے کہ جیسے آپ کو ڈھال مل گئی ہو۔ ایسی ڈھال جو آپ کو برائیوں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ جب میں حضور انور کو دیکھتا اور سنتا ہوں تو یہ میرے ایمان باللہ کو مزید تقویت دیتا ہے۔ در حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق محسوس کرتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں کیا۔

(دورہ حضور انور آئرلینڈ 2014ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 جولائی 2022ء)



﴾16﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ع

سیکیورٹی پر متعین کیپٹن کے تاثرات

Main Chamber میں شمولیت کے بعد، حضور انور نے سینیٹ کی کاروائی کو دیکھنا بھی پسند فرمایا اور official گیسٹ بک پر دستخط فرمائے۔

بعد ازاں (مخصوص) کیپٹن صاحب حضور انور کو ایک کمرے میں لے گئے جہاں آپ کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اگلے چند منٹ حضور انور نے چائے نوش فرمائی اور کیپٹن صاحب سے کچھ گفتگو فرما کر اپنی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے۔ اس ملاقات کے اختتام پر کیپٹن صاحب نے بتایا کہ کس طرح حضور انور کی میزبانی کرنا ان کے لئے باعث فخر اور صد افتخار تھا۔

پھر لوکل سیکرٹری امور خارجہ نے بتایا کہ جب وہ پہلی مرتبہ ان کیپٹن صاحب کو ملے تھے تو ان کا رویہ غیر دوستانہ تھا اور لوکل احمدیوں کو ملنے کے حوالہ سے وہ کچھ متذبذب معلوم ہوتے تھے تاہم حضورانور سے ملتے ہی ان کا رویہ یکسر بدل گیا۔

مکرم انصر جمیل صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے بتایا کہ حضور انور سے ملنے کے بعد وہی کیپٹن صاحب یکسر بدلے ہوئے انسان تھے۔ انہوں نے فوراً اس بات کا اظہار کیا کہ وہ حضورانور سے کس قدر متاثر ہوئے ہیں اور حضور انور کی موجودگی سے بے حد خوش ہیں۔ یوں وہ جملہ معاملات میں نہایت دوستانہ برتاؤ کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کا آئرش نیشنل پارلیمنٹ کا دورہ ہر لحاظ سے نہایت بابرکت ثابت ہوا اور جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی تاریخ میں یقیناً یہ ایک تاریخ ساز دن تھا۔

ایک غیر احمدی کے جذبات

اس دن صبح کے وقت مجھے ایک آئرش دوست مکرم Fintan Higgins (بعمر40سال) سے ملنے کا موقع ملا جو گزشتہ ایک ہفتہ سے مسجد میں بطور audio-visual contractor کے کام کر رہے تھے۔ وہ اپنے گزشتہ ایک ہفتے کے مسجد کے مشاہدہ اور خاص طور پر حضور انور کو مسجد میں دیکھنے کی وجہ سے بہت متاثر تھے۔ اپنے گزشتہ ہفتے کے مشاہدہ کے بارے میں مکرم Fintan صاحب نے بتایا کہ گزشتہ چند دنوں میں احمدیوں کے ساتھ وقت گزارنا ایک زبردست تجربہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ کس طرح احمدی ایک دوسرے کے ساتھ فیملی ممبرز کے طور پر پیش آتے ہیں۔ خاص طور پر میں حضور (حضرت مرزا مسرور احمد صاحب) سے متاثر ہوا ہوں۔ بطور کیتھولک میں حضور کو صرف اللہ اور حضرت محمد (ﷺ) کا ہی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کا نمائندہ بھی خیال کرتا ہوں۔

میں چالیس سال کا ہوں اور گزشتہ 35 سال سے میں (صحیح) راستہ کی تلاش میں ہوں اور اب مجھے لگتا ہے کہ 35 سال کے بعد بالآخر مجھے وہ راستہ مل گیا ہے۔ ہم عیسائی اس سے محروم ہیں اور یوں آپ احمدی کس قدر خوش قسمت ہیں کہ آپ کے پاس ایک خلیفہ ہے وہ آپ کی راہنمائی فرماتا ہے۔ میں نے خود بھی نمازوں کے اوقات میں خلیفہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کی ہیں۔ میرے اندر کچھ تھا جس نے مجھے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے پر مجبور کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے از راہ شفقت مکرم Fintan صاحب سے ذاتی ملاقات فرمائی اور انہیں World Religions کانفرنس کے بارے میں ایک کتاب بطور تحفہ عطا فرمائی۔ مکرم Fintan صاحب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی خواہش کا اظہار کیا جو حضور انور نے قبول فرمالی۔ مکرم Fintan صاحب سے ملاقات میرے لئے ایک شاندار تجربہ تھا اس حوالہ سے کہ خلافت کس طرح لوگوں کو متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ ہم میں سے چند احمدی اس نعمتِ عظمیٰ کی کما حقہ قدر نہیں کرتے جب آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ دوسرے حضور سے اور آپ کے پیغام سے کس

عزت واحترام سے پیش آتے ہیں اور یوں آپ کو ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خلافت نصیب ہے۔

جیسا کہ مکرم Fintan صاحب نے بتایا کہ وہ گزشتہ 35 سال سے ایک صحیح راستہ کی تلاش میں تھے اور صرف حضور کو دیکھنے پر انہیں لگا جیسے انہیں وہ راستہ مل گیا ہے۔

جماعت کے لئے حضور انور کی محبت کی مثال

ایم ٹی اے کی تصویر کے بعد دیگر گروپس جیسے لوکل عاملہ اور نیشنل مبلغین نے حضور انور سے تصویر بنانے کی درخواست کی۔ جیسا کہ ان مواقع پر بالعموم ہوتا ہے کہ جب لوگ ایسا موقع دیکھتے ہیں تو مزید گروپس آتے چلے جاتے ہیں اور حضور انور سے تصویر بنانے کی درخواست کرتے ہیں تاہم حضور انور نے ہر گروپ کو تصویر بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بعد ازاں ایک دوست نے کہا کہ وہ دنیا کے کسی دوسرے لیڈر کے متعلق یہ خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے لوگوں کو اس قدر وقت دے جتنا حضور انور عطا فرماتے ہیں اور یقیناً میں بھی ان سے پوری طرح متفق تھا۔

ایک غم زدہ خاندان سے حضور انور کی محبت

حضور انور Galway سے شام 3:45 پر Dublin ہوٹل کے لئے روانہ ہوئے جہاں ہم نے آئرلینڈ میں ابتدائی دو راتیں گزاری تھیں۔ ہوٹل میں آمد پر میں نے دیکھا کہ ایک احمدی فیملی استقبالیہ میں حضور انور کا چشمِ پر نم سے انتظار کر رہی تھی۔ جب حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو آپ نے از راہ شفقت ہر فیملی ممبر سے ملاقات فرمائی جن میں دو بچے بھی شامل تھے۔ حضور انور نے نہایت محبت اور شفقت سے ان سب کو شرف ملاقات بخشا۔

یہ منظر دیکھنے پر میں نے اندازہ لگایا کہ یہ فیملی شاید کسی غم اور تکلیف سے گزری ہے اور پھر پتہ چلا کہ آئرلینڈ جماعت کی ایک (معمر) ممبر لجنہ ایک دن قبل کینسر کی لمبی تکلیف سے گزرنے کے بعد وفات

پاگئی تھیں۔ بعد ازاں مجھے پتہ چلا کہ وہ کس قدر بیمار تھیں تاہم چند روز قبل اتنی بیماری کے باوجود وہ ویل چیئر پر حضور انور کو ملنے آئی تھیں۔

یہ واقعہ احمدیوں اور خلافت کے دوہرے محبت کے رشتے کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ ایک نہایت بیمار خاتون جن کی زندگی کے دو یا تین دن باقی تھے وہ محض اپنے خلیفہ کو ملنے کے لئے تشریف لائی تھیں تاکہ اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کر سکیں۔ پھر جب ان کی وفات کی خبر حضور انور تک پہنچی تو آپ نے اس قدر محبت اور شفقت سے ان غمزدہ احباب سے ملاقات فرمائی۔ بالآخر لندن واپسی پر حضور انور نے جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ بیت الفتوح میں پڑھائی اور نہایت شفقت سے ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔

ایک منفرد تقریب آمین

ظہر اور عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے چند احمدی بچوں کی تقریب آمین میں شمولیت اختیار فرمائی۔ یہ ایک منفرد آمین کی تقریب تھی کیونکہ جو آخری دوست اس آمین میں شامل ہوئے وہ بچپن کی عمر میں نہ تھے بلکہ 30 سال سے زائد عمر کے ایک دوست تھے۔ ان کا نام مکرم Yusuf Pender صاحب تھا جنہوں نے 2005ء میں احمدیت قبول کی تھی اور چند سال قبل ہی قرآن کریم کا دور ختم کیا تھا۔

حضور انور کی خوشی خوب عیاں تھی کہ مکرم Yusuf صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت مکمل کر لی ہے اور یوں نہایت شفقت سے ان کو دیکھ کر ماشاء اللہ فرمایا۔

(دورہ حضور انور آئرلینڈ ستمبر 2014ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 جولائی 2022ء)



﴿17﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے بنفس نفیس جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

احمدیوں کے جذبات

ایک دن میری ملاقات ایک احمدی میاں بیوی سے ہوئی جن کی ابھی ابھی (حضور انور سے) ملاقات ہوئی تھی۔ ان کے برتاؤ سے خوب عیاں تھا کہ وہ کس قدر جذباتی کیفیت میں تھے۔

ان میں سے شوہر کا نام مکرم راجہ بشارت احمد (بعمر 34 سال) تھا اور ان کی اہلیہ مکرمہ منصورہ بشارت تھیں جن کو زندگی میں پہلی بار حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا تھا۔ نہایت جذباتی رنگ میں مکرم بشارت احمد صاحب نے خلافت کے بارے میں گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے بتایا

”ہم، احمدی کس قدر خوش قسمت ہیں کہ ہم خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر اکٹھے ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسا شخص ہے جس پر ہم مکمل طور پر اعتماد کرتے ہیں اور جو ہمیں ہمارے ایمان کے بارے میں راہنمائی فرماتا ہے۔ میں پوری ایمانداری سے یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت میں خلافت نہ ہوتی تو ہم کب کے تباہ ہو چکے ہوتے لیکن خلافت کی (نعمت کے) بدولت ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کو تباہ کرنے کی کسی کو جرات نہیں ہے۔ حضور انور ہماری ڈھال ہیں جو ہمیں ہماری کمزوریوں سے بچاتے ہیں۔“

ان کی اہلیہ مکرمہ منصورہ بشارت صاحبہ نے بتایا کہ

''میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی روایات پڑھی ہیں، انہوں نے فرمایا ہے کہ جب وہ آپ سے ملے یا آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو انہیں ایسا لگا جیسے ان کے گناہ دھل گئے ہوں اور آج میری بھی یہی کیفیت تھی جب میں حضور انور کو ملی۔''

نہایت خوشی سے انہوں نے بتایا کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ ان کا ایک ماہ کا بیٹا اپنے والد کی بجائے، اپنی والدہ سے زیادہ مشابہ ہے اور اس بات نے ملاقات کے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا۔

ایک چھوٹے بچے کے جذبات

حضور انور کے دورہ کے جو اثرات جماعت کے چھوٹے بچوں پر تھے وہ بھی خوب عیاں تھے۔ دوران دورہ میں نے مشاہدہ کیا کہ بے شمار چھوٹے بچے نہایت دمکتے چہروں کے ساتھ ہنستے مسکراتے اور حضور انور کی عطا فرمودہ چاکلیٹس ہاتھوں میں پکڑے، حضور انور کے دفتر سے باہر نکل رہے تھے۔

ایک چھوٹا بچہ عزیزم عدیل ودود (بعمر 6 سال) مجھے ملا، اس نے نہایت فخر سے اپنی چاکلیٹ دکھائی اور کہنے لگا:

''میں ساری رات اس خوشی میں سو نہیں سکا کہ میری آج حضور انور سے ملاقات ہے۔ میں حضور انور سے ملاقات سے خوب محظوظ ہوا کیونکہ آپ نہایت شفیق ہیں اور ایک خاص چاکلیٹ مجھے اور میرے بھائی کو عطا فرمائی۔ ہم نہایت خوش قسمت ہیں۔''

حضور انور کے ساتھ چند (یادگار) لمحات

منگل کے دن شام کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے حضور انور نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور مجھے فرمایا کہ دنیا کی تازہ ترین خبریں کیا ہیں؟ میں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ آئر لینڈ میں ریفرنڈم ہو رہا ہے جس میں پبلک کا ووٹ ہم جنس پرستی کی شادی کے حق میں ہے۔

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کئی مغربی ممالک نے اس حوالہ سے قدم اٹھایا ہے اور آخر کار یہ ان کے لئے ایک بڑے نقصان کا باعث ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم جنس پرستوں کی شادی چرچ کو کمزور کرنے کا باعث بنے گی۔

اس پر میں نے عرض کی کہ کس طرح آئر لینڈ کے ایک بشپ کے حوالہ سے میڈیا میں بیان جاری کیا جارہا ہے کہ چرچ کو اس امر کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہم ایک معاشی انقلاب سے گزر رہے ہیں اور اس لئے اب عیسائیت کی تعلیمات کو دور جدید کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا "کیا یہ کسی مذہب کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے بنیادی عقائد کو تبدیل کر دے اور وہ بھی دور جدید کے رواجوں کے مطابق یا اس کو اپنی اصل اور حقیقی تعلیمات کو برقرار رکھنا چاہئے؟ ایک حقیقی مذہب ہمیشہ اپنی اصل تعلیمات پر قائم رہتا ہے۔"

بعد ازاں میں نے عرض کی کہ اس دن کے پہلے حصہ میں ایک احمدی خاتون نے مجھے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کی خوشی کے باعث وہ اور ان کے دونوں بیٹے ساری رات سو نہیں سکے۔ یہ سننے پر ان کے بڑے بیٹے نے جن کی عمر چھ یا سات سال تھی، میری طرف دیکھا اور کہا کہ یہ سچ ہے کہ نہ تو ان کی والدہ اور نہ ہی وہ خود سو سکے، جبکہ ان کا چھوٹا بھائی گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ اس تبصرہ پر حضور انور نے تبسم فرمایا اور مسکراتے ہوئے فرمایا

"یہ بچوں کی ایمانداری اور معصومیت کی ایک مثال ہے۔"

ایک نوجوان خادم سے ملاقات

اس شام، کھانے کے بعد ایک نوجوان جن کا نام اوصاف احمد (بعمر 16 سال) تھا مجھے مسجد میں آکر ملے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مجھے ملنا چاہتے تھے کیونکہ انہوں نے حضور انور کے حالیہ دورہ جات کی ڈائریز پڑھی ہیں۔

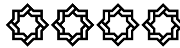
وہ ایک نہایت ایماندار دوست تھے اور کہنے لگے کہ جب تک انہوں نے یہ ڈائریز نہیں پڑھی تھیں وہ حضور انور سے ایسی محبت نہیں کرتے تھے جو ایک احمدی جو ہونی چاہئے۔ لیکن ان ڈائریز کو پڑھنے کے

بعد انہیں احساس ہوا ہے کہ حضور انور کس قدر جماعت سے محبت کرتے ہیں اور یہ بھی کہ ہمیں خلافت کی کس قدر ضرورت ہے۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اس ڈائری کے مثبت اثرات مترتب ہورہے ہیں۔ الحمد للہ

جب وہ جانے لگے تو عزیزم اوصاف نے مجھے بتایا کہ انہیں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی بے حد خواہش ہے لیکن وہ جامعہ یوکے میں داخلہ لینا چاہتے ہیں تا کہ وہ حضور انور کے پاس رہ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اب جبکہ جامعہ احمدیہ جرمنی کھل چکا ہے، جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ لینا مشکل ہو گیا ہے تاہم وہ ایک معجزہ کے رونما ہونے کی امید میں ہیں۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اگست 2022ء)



﴿18﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

ایک جذباتی ملاقات

میں ایک نوجوان احمدی فیملی سے ملاقات کو بھلا نہیں سکتا جن کی ابھی ابھی حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان کے شوہر کا نام مکرم مبشر احمد صاحب تھا اور وہ میرے ہم عمر تھے۔ انہوں نے اور ان کی اہلیہ مکرمہ عدیلہ قمر صاحبہ نے زندگی میں پہلی بار حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔
مکرمہ عدیلہ قمر صاحبہ نے حضور انور سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا کہ:
”میں نے ساری زندگی اس لمحے کے لئے انتظار کیا ہے اور جب میں بالآخر حضور انور کے پاس موجود تھی، تو مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں جنت میں داخل ہو گئی ہوں جہاں نہایت شیریں اور شفاف بارش برس رہی ہو۔“
اس موقع پر مکرمہ عدیلہ قمر صاحبہ رونے لگیں اور اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پا رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے تو میں نے ان کے سنبھلنے تک انتظار کیا، چند لمحات کے بعد وہ کہنے لگیں۔
”اپنی زندگی میں، میں نے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا ہے لیکن ہر مرتبہ جب میں نے حضور انور کو دعا کے لئے لکھا ہے تو ہمیشہ میرا مسئلہ کسی نہ کسی طرح غائب ہو گیا اور رفع ہو گیا۔ ہر دفعہ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی معجزہ رونما ہوا ہے۔ میں خلافت (احمدیہ) کے سچے ہونے کی گواہ ہوں کیونکہ میں نے حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت کو دیکھا ہے۔“

بعد ازاں ان کے شوہر مکرم مبشر احمد صاحب نے اپنے تجربات بتائے۔ وہ بھی بہت جذباتی انداز میں گفتگو کرنے لگے اور کہا کہ ”آج کے دن اللہ تعالیٰ نے جو پھل مجھے عطا فرمایا ہے وہ کسی بھی انسان کو عطا ہونے والا نہایت شیریں اور خوش ذائقہ پھل ہے۔ حضور انور کی صحبت میں جو وقت گزرا وہ چند لمحات ایسے تھے جیسے میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔ میرے بچے ہمیشہ خلافت کے سائے میں محفوظ رہیں گے ان چند لمحات کی برکت سے جو ہم نے پیارے آقا کی شفقتوں میں بسر کئے۔“

مکرم مبشر صاحب نے مزید کہا کہ ”حضور انور سے ملنے کے بعد مجھے کسی مادی یا دنیاوی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہر دوسری چیز کس قدر بے وقعت نظر آتی ہے۔ میری یہی دعا ہے کہ میرے محبوب آقا پاکستان تشریف لائیں تاکہ جو غریب اور ناخواندہ لوگ ہیں وہ بھی اپنے روحانی سربراہ سے ملاقات کا شرف پاکر ان کی دعائیں سمیٹ سکیں۔“

بعد ازاں مکرم مبشر احمد صاحب نے مجھے اپنا تعارف کروایا۔ انہوں نے بتایا کہ بارہ سال سے وہ ایک رضاکار کی حیثیت سے ربوہ کے ایک جماعتی دفتر میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بعض فیملی ممبرز نے (بطور رضاکار خدمت کرنے پر) ان سے ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ انہیں گھر میں کچھ کما کر لانا چاہیئے۔ انہوں نے میرے والد صاحب کو بھی مشورہ دیا کہ اس کا خرچہ اٹھانا بند کر دیں تاکہ اس کو سبق حاصل ہو۔ اس مشکل دور کا تذکرہ کرتے ہوئے مکرم مبشر صاحب نے مزید بتایا کہ ”اس طرح متعدد دباؤ برداشت کرنے کے باوجود میں نے بطور رضاکار دفتر جانا نہیں چھوڑا اور آج میں نے اپنے خلیفہ کے ساتھ جو چند لمحات گزارے ہیں وہ میری اس تنگی کے وقت کے صبر کا بہترین اجر ثابت ہوئے ہیں۔ جب میں حضور انور کے سامنے بیٹھا تھا تو ان مشکل دنوں کی یاد میرے ذہن میں گھوم رہی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مجھے اجر دیا اور نوازا ہے۔“

کچھ مزید گفتگو کے بعد مکرم مبشر صاحب اور ان کی فیملی چلے گئے۔

احمدیت قبول کرنے کی برکات

ایک اور نہایت جذباتی ملاقات کا موقع مجھے ایک ایسی فیملی کے ساتھ ملا جو حال ہی میں پاکستان سے جرمنی شفٹ ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام مکرم سید وقار حسین صاحب (بعمر 47 سال) اور والدہ کا نام مکرمہ فوزیہ ناہید تھا۔ ان کی جڑواں بیٹیاں ہیں جن کی عمر 18 سال ہے اور ایک اور بیٹی بھی ہے جس کی عمر تیرہ سال سے زائد ہے۔ وہ پیدائشی احمدی نہ تھے لیکن نو سال قبل انہوں نے احمدیت قبول کی تھی۔

سب سے پہلے فوزیہ ناہید صاحبہ (والدہ) نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ ''ہم نے اپنا سارا دنیاوی مال و متاع پاکستان میں چھوڑ دیا ہے اور ہم یہاں جرمنی شفٹ ہو گئے ہیں صرف اس لئے کہ ہم حضور انور کی قربت میں رہ سکیں۔ آپ ہمارا سب کچھ ہیں۔''

انہوں نے مجھے بتایا کہ کہ بیعت کرنے کے بعد انہیں اور ان کی فیملی کو اپنے فیملی ممبرز کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے اور کئی طریقوں سے ان کی مدد فرمائی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی فیملی میں سے ان کی والدہ نے آخری وقت میں احمدیت قبول کر لی تھی۔ تاہم جب ان کی والدہ بیمار ہوئیں تو وہ سخت پریشان تھیں کہ وہ اپنے جنازے کے اخراجات اور نماز جنازہ کا انتظام کیسے کریں گی کیونکہ ان کے غیر احمدی فیملی ممبرز نے صاف بتادیا تھا کہ کسی طرح سے بھی ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے اپنی ایک خواب سنائی جو انہوں نے اس وقت دیکھی تھی۔ مکرمہ فوزیہ صاحبہ نے بتایا کہ:

''اس غم اور پریشانی کے عالم میں میں نے ایک خواب دیکھی جس میں حضور انور کا دیدار نصیب ہوا اور نہایت شفقت سے حضور انور نے فرمایا: ''بالکل پریشان نہ ہوں، ہم سب انتظام کر دیں گے''۔

انہوں نے مزید بتایا کہ ''اس خواب کے تین دن بعد میری والدہ کی وفات ہو گئی اور فوری طور پر جماعت نے خود ہم سے رابطہ کیا اور جو پہلی بات جماعت کے نمائندہ نے کہی وہ یہ تھی کہ ''بالکل پریشان نہ ہو، ہم سب انتظام کر دیں گے''۔ پھر جماعت نے اپنے نمائندہ کو ہمارے گاؤں بھجوایا اور

میری والدہ کی میت کو اپنی تحویل میں لے کر تدفین کے جملہ انتظامات خود کروائے۔ میں کبھی بھلا نہیں سکتی کہ میری خواب کس طرح حرف بہ حرف پوری ہوئی۔"

ان جڑواں بیٹیوں نے مجھے بتایا کہ وہ کچھ بیان کرنا چاہتی ہیں اور یہ بھی کہ اگر میں ان کا پیغام حضور انور کی خدمت میں پہنچا سکوں۔ میں نے عرض کی کہ میں کوشش کروں گا۔ان شاء اللہ

پھر یوں ہوا کہ جیسا کہ جڑواں بہنوں کے لئے عین ممکن ہے کہ انہوں نے اکٹھے بولنا شروع کیا اور بے ساختہ ایک دوسرے کے فقرے مکمل کرتی چلی گئیں۔ حضور انور کے لئے ان کا پیغام یہ تھا کہ۔

"پیارے آقا، ہمارے جملہ عزیز و اقارب نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اس لئے ہم فکر مند ہیں کہ آیا ہمیں مناسب رشتے ملیں گے یا نہیں۔ اس لئے آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے شوہروں سے نوازے۔ حضور انور سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاندان کے افراد کو احمدیت کی سچائی کی طرف ہدایت دے کیونکہ ہم بہت افسردہ ہیں کہ ہمارے اپنے ہدایت کے راستے پر نہیں ہیں اور یہ کہ وہ حق کو مستقل جھٹلا رہے ہیں۔"

عام طور پر میں اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہوں مگر اس موقع پر اس خاندان کی مشکلات اور مصائب کے باوجود احمدیت کے لئے ان کی ایمان کی استقامت کی داستان سن کر میرا اپنے جذبات پر قابو رکھنا ناممکن ہو گیا۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو میں نے اس خیال سے تیزی سے پونچھے، کہ وہ دیکھ نہ لیں۔

جامعہ احمدیہ کے ایک استاد اور ان کی فیملی سے ملاقات

ایک دن میری ملاقات ایک نوجوان مبلغ مکرم فاتح احمد ناصر صاحب (بعمر 33 سال) سے ہوئی جو 2011ء میں پاکستان سے جرمنی آئے تھے اور جامعہ احمدیہ جرمنی میں بطور استاد خدمت بجالا رہے تھے۔

مکرم فاتح صاحب نے مجھے بتایا کہ کس طرح حضور انور کو دیکھ کر انہیں بطور مبلغ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ترغیب ہوئی۔ انہوں نے بتایا "جب میں حضور انور کو دیکھتا ہوں اور

دورہ پر آپ کے کاموں کی بہتات کو بھی تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ کس طرح آپ کا ایک ایک لمحہ جماعت کی خدمت میں صرف ہوتا ہے۔ یہ میرے لئے ایک نمونہ ہے اور مجھے مزید محنت کرنے پر ابھارتا ہے۔ ہم کس قدر خوش قسمت ہیں کہ ہمیں راہنمائی کے حصول کے لئے خلافت کی نعمت مہیا ہے۔"

گزشتہ چند سالوں میں جامعہ احمدیہ جرمنی کے چند طلباء موقع میسر آنے پر سفر کر کے لندن گئے تاکہ حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کریں۔ ان دورہ جات کی بابت مکرم فاتح صاحب نے بتایا کہ "میں نے خود دیکھا ہے کہ جامعہ کے ایسے طلباء جو لندن (ملاقات کی غرض سے) جاتے ہیں، حضور انور سے ملاقات کی برکت سے بالکل بدلے ہوئے واپس آتے ہیں۔ وہ پڑھائی میں پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہوتے ہیں اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان کی نماز میں توجہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ سب حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ اور برکت سے ہے۔"

ان کی اہلیہ محترمہ مبشرہ نصرت نے حضور انور سے اپنی پہلی ملاقات کے بارے میں میرے ساتھ گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ:

"اس (ملاقات کے حال) کو بیان کرنا مشکل ہے لیکن جب آپ حضور انور کو دیکھتے ہیں تو آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ ایسے عالم طمانیت میں ہیں کہ جہاں آپ کو اپنی کمزوریاں پرکھنے اور انہیں درست کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ ہمیں صرف حضور انور کی دعاؤں کی ضرورت ہے خاص طور پر مجھے آپ سے دعا کی درخواست کرنی ہے کہ میرے بچے تقویٰ اور اخلاص میں ہمیشہ بڑھتے رہیں۔"

بوقتِ رخصت مکرم فاتح احمد صاحب نے مجھے پوچھا کہ اگر میں ان کی ایک خواہش پوری کر سکوں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے جب بھی موقع ملے میں حضور انور سے ان کے لئے دعا کی درخواست کروں کہ انہیں اپنے وقف کو زندگی بھر نبھانے کی توفیق ملے اور ہمیشہ خلافت کے مطیع اور فرمانبردار رہیں۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اگست 2022ء)



﴾19﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

البانیئن وفد سے ملاقات

حضور انور نے ایک البانیئن وفد سے بھی ملاقات فرمائی جس میں ایک نو مبائع احمدی نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ وہ حضور انور کے البانیہ دورہ کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح ہمارے ملک کا دورہ فرمائیں گے وہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے باعث برکت ہو گا۔

ایک دوسرے نو مبائع نے بتایا کہ ان کی فیملی جلسہ پر حاضر نہ ہو سکی ہے اس لئے انہوں نے حضور انور کو ایک ملین سلام بھجوائے ہیں۔ حضور انور نے از راہ شفقت تبسم فرماتے ہوئے فرمایا" جزاکم اللہ، اور ان کو بھی میری طرف سے ایک ملین سے زیادہ سلام پہنچا دیں۔"

حضور انور کی نو مبائعین سے ملاقات

اس شام فرنکفرٹ واپسی سے قبل حضور انور نے نو مبائعین سے ملاقات فرمائی۔ پہلی ملاقات خواتین سے تھی بعد ازاں مرد حضرات سے ملاقات فرمائی۔ حضور انور کے ہال میں تشریف لانے سے قبل میں چند نو مبائعین سے ملا۔ ان سے گفتگو کر کے مجھے احساس ہوا کہ وہ احمدیت قبول کر کے کس

قدر خوش تھے۔ اس بات سے مجھے احساس ہوا کہ ایک احمدی گھرانے میں پیدائش کس قدر خوش قسمتی ہے۔

ان نو مبائعین میں سے ایک مکرم محمد عمران خان صاحب تھے، جو پاکستان سے جرمنی آئے تھے۔ ان کی عمر 26 سال تھی اور انجینئرنگ میں ماسٹر کر رہے تھے۔

مکرم محمد عمران خان صاحب نے بتایا۔

”جب میں پڑھائی کے لئے جرمنی آیا تھا تو مجھے احساس ہوا کہ احمدیوں کے بارے میں جو کچھ مجھے بچپن سے بتایا گیا تھا، وہ جھوٹ پر مبنی تھا۔ میں نے حضور انور کے خطبات جمعہ سننا شروع کر دئے اور مجھے احساس ہوا کہ میرے جو بھی سوالات تھے خلیفۂ وقت ان کے از خود جوابات عطا فرما رہے تھے۔ جماعت (احمدیہ) کے عقائد اس قدر مدلل اور برحق تھے کہ میں اس سے دور نہ رہ سکا اور جلد ہی مجھے باور ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے۔“

* ایک دوسرے دوست مکرم Zulfi Jonavoski جن کا تعلق میسیڈونیا سے تھا اور انہوں نے اکتوبر 2013ء میں بیعت کی تھی مجھے بتایا کہ

”جب کبھی بھی میں حضور انور کو کہیں دیکھتا ہوں مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا ہے اور آج مجھے احساس ہوا ہے کہ میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب میں اس اطمینان اور سکون کو دیکھتا ہوں جو احمدیت نے مجھے دیا ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ ایسی ہی طمانیت آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو حاصل ہوئی ہوگی۔“

* میری ملاقات Jannick Helmen (بعمر 20 سال) سے ہوئی جنہوں نے اسی دن کچھ دیر پہلے بیعت کی تھی۔ میں دیکھ سکتا تھا کہ وہ حضور انور سے پہلی ملاقات کے بعد کچھ nervous تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ nervous ہونے کی وجہ سے ان کا خیال تھا کہ وہ حضور انور سے کوئی سوال نہ پوچھ سکیں گے اس لئے وہ خاموشی سے حضور انور کی مجلس میں بیٹھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھے

بتایا کہ بیعت کی تقریب کے دوران انہیں اپنا ہاتھ براہ راست حضور انور کے دست مبارک پر رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ

”آج خلیفہ کے ہاتھ کو چھونا بہت جذباتی کر دینے والا تھا اور نا قابل بیان ہے اور یوں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آج میں نے ایک نئی زندگی شروع کی ہے۔“

لجنہ اماء اللہ کی ملاقات کے بعد حضور انور نو مبائعین کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور ان سے نہایت شفقت سے پیش آئے اور ان سے احمدیت کی قبولیت کے حوالہ سے ان کے احوال اور تجربات کے بارے میں استفسار فرمایا۔ دوران ملاقات حضور انور نے سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے اور نو مبائعین کو ہدایات سے نوازا۔

* ایک فرانسیسی نو مبائع Sebastien نے بتایا کہ ان کی پرورش کرسچن گھرانے میں ہوئی لیکن وہ کبھی بھی عیسائیت کی تعلیمات سے مطمئن نہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جس چرچ میں وہ جاتے تھے انہیں (حضرت) عیسیٰ کے ایک مجسمہ کے سامنے دعا کا کہا جاتا تھا جس سے انہیں غصہ آتا تھا کیونکہ وہ خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں ان کا تعارف احمدیت سے ہوا اور وہ فوری طور پر اس کی طرف کھچے چلے آئے۔ Sebastien نے حضور انور سے درخواست کی کہ آپ انہیں اسلامی نام عطا فرمائیں۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ان کے سابقہ نام Sebastien کا کیا مطلب ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ انہیں اس کے مطلب کا علم نہیں ہے۔ چند لمحات کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو عطاء الحیٔ نام اخذ کرنا چاہیئے۔

* ایک دوسرے نو مبائع نے حضور انور سے استفسار فرمایا کہ کیا انہیں کوئی خاص مذہبی لباس پہننا چاہیئے یا لبادہ اوڑھنا چاہیئے۔ اس پر حضور انور نے نہایت خوبصورتی سے جواب عطا فرمایا کہ

”مذہب کا کوئی (خاص) لبادہ نہیں ہے۔ حقیقی مذہب کا لباس تقویٰ ہے اور یوں ایک اچھا انسان بننا ایک مومن کا حقیقی لباس ہے۔ جہاں تک ظاہری لباس کا تعلق ہے تو اس کا اصول یہی ہے کہ ہر انسان کا لباس مناسب اور باوقار ہونا چاہیئے۔“

* ایک سپینش نو مبائع نے بتایا کہ ان کے غیر احمدی فیملی ممبرز پاکستان میں ہیں جنہیں وہ ملنے جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ ان سے کس طرح ملیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔
''آپ کو نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور فیملی کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آنا چاہیئے۔ تاہم ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھٹلایا ہے۔''
* ایک نو مبائع جن کی عمر 18 سال تھی اور تعلق سینیگال سے تھا لیکن ان کی پرورش ہالینڈ میں ہوئی تھی۔ وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹے لگتے تھے لیکن بہت پر اعتمادی سے بات کر رہے تھے کہ کس طرح وہ اپنے خاندان کے اکیلے احمدی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔
حضور انور نے فرمایا کہ کیا ان کے پاس ڈچ شہریت ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ انہیں ایک سال بعد مل جائے گی۔ اس پر حضور انور نے نہایت شفقت سے فرمایا
''ٹھیک ہے، میرا خیال ہے کہ ایک دفعہ آپ کو شہریت مل گئی تو پھر آپ آئیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیں تا کہ آپ میرے قریب رہ سکیں۔''
حضور انور کے الفاظ سن کر اس نو مبائع کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور خوشی دیدنی تھی۔

رومانیہ کے وفد سے ملاقات

بعد ازاں رومانیہ کے وفد کے تین احباب نے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں سے دو عیسائی تھے اور ایک مسلمان تھے جن کا تعلق سیریا سے تھا۔
دوران میٹنگ یہ بات عیاں ہوئی کہ سیرئین مسلمان مکرم حافظ الحسین حضور انور سے مل کر بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ انہوں نے عرب مسلمانوں کی بدحالی کا ذکر کیا اور اس بات کا بھی کہ ان کے نزدیک سیریا میں تنازعہ کی وجہ خلافت کا نہ ہونا ہے۔ انہوں نے حضور انور کی طرف دیکھا اور کہا ''آپ کی طرح کوئی (وجود) سیریا کی راہنمائی کرنے والا نہیں ہے''۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت ہر ایک کے لئے ہے اگر وہ اس بات

کو سمجھے۔ حضور انور نے اس مہمان کو جلسہ یوکے پر بطور مہمان آنے کی دعوت دی جس پر وہ بے حد خوش ہوئے۔

اس دن میں اس سیریئن دوست کو ملا اور وہ (کچھ وقت گزرنے کے باوجود) جذباتی تھے۔ انہوں نے کہا

"ہمارے عرب لیڈر تکبر سے بھرے ہوئے ہیں لیکن آپ کے خلیفہ بہت عاجز ہیں اور یکسر مختلف ہیں۔ وہ پوری دنیا کے لئے ایک بڑے بھائی کی طرح ہیں اور میں بہت خوش قسمت ہوں کہ آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ کو بار بار ملنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے آپ کو عمر دراز عطا فرمائے جیسا کہ آپ ہمارے راہنما ہیں۔"

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 اگست 2022ء)



﴿20﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت فرما کر اعزاز بخشا۔

آخری وفود

شام کے وقت، ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بلغاریہ، بوسنیا، سربیا، مونٹینگرو اور کوسووو کے وفود نے حضور انور سے ملاقات فرمائی۔

ایک عینی شاہد کے طور پر جب میں نے ان لوگوں کے چہرے دیکھے جو مشرقی یورپ اور Baltic ممالک سے تشریف لائے تھے تو ایسا محسوس ہوا کہ ان میں سے اکثریت نے بہت مشکل حالات کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ اس بات کی تصدیق اس وقت ہوئی جب چند مہمانان نے بتایا کہ کس طرح وہ 1990ء کی دہائی میں سابقہ یوگوسلاویہ کی جنگوں سے گزرے ہیں۔ غالباً ایسے مشکل حالات کا سامنا کرنے کے باعث وہ حضور انور کی محبت اور شفقت کی خوب قدر کر رہے تھے۔

* بوسنیا سے ایک نوجوان خاتون تشریف فرما تھیں جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور بتایا کہ ان کے ذہن میں بہت سے سوالات تھے لیکن جب انہوں نے حضور انور کا خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون بمقام فرنکفرٹ سنا جو خلافت کی اطاعت کے متعلق تھا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ ان کے جملہ سوالات کے جوابات آ گئے ہیں۔

اگلے روز حضور انور نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا خطبہ پرانے احمدیوں اور عہدیداران کے حوالہ سے تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نو مبائعہ نے اس کو کس قدر سنجیدگی اور توجہ سے سنا۔

میں ایک بزرگ بوسنیئن دوست کے رویے سے حیران رہ گیا جب ان کو حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کی سعادت نصیب ہوئی تو انہوں نے اپنا سر حضور انور کے کندھے پر رکھ دیا بالکل ویسے ہی جیسے ایک بچہ اپنا سر آرام کی خاطر اپنے والد یا والدہ کے کندھے پر رکھ دیتا ہے۔ اس بزرگ دوست کا حضرت خلیفۃ المسیح سے محبت کا یہ انداز عرصہ دراز تک میرے ذہن میں رہے گا۔

کوسووو کے وفد سے ایک نو مبائع احمدی نے حضور انور سے عرض کیا کہ ”دو دن پہلے تک میں احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا لیکن کل میرے اندر کچھ ایسا ہوا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ مجھے لازماً بیعت کرنی چاہیئے۔ اب میں نے احمدیت قبول کر لی ہے“

حضور انور نے فرمایا”ہاں، جب کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو اس پر بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ہر احمدی کو اسے سمجھنا چاہیئے“

اس آخری ملاقات کے بعد میں نے سوچا کہ میں نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ حضور انور کے یہ جرمنی کے دورہ جات کس قدر اہم ہیں۔ کئی طرح سے جرمنی، مشرقی یورپ میں تبلیغ کے حوالہ سے نہایت مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ بہت سے ممالک جہاں حضور انور کے لئے سر دست دورہ کرنا ممکن نہیں ہے، وہاں کے لوگ جرمنی آکر براہ راست خلافت کی برکت سے مستفیض ہوتے ہیں۔ میں نے (اس دورہ کے دوران) بہت کچھ سیکھا اور در حقیقت ایک موقع پر حضور انور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”عابد! یہ تمہارے لئے بھی ایک نیا تجربہ ہو گا۔“ ہمیشہ کی طرح حضور انور نے بالکل درست فرمایا تھا۔

امیر صاحب جرمنی کے خلافت خامسہ کے بارے میں تاثرات

اگرچہ اس دورہ کے دوران مجھے گاہے بگاہے امیر صاحب جرمنی کے ساتھ گفتگو کا موقع ملتا رہا، میں چاہتا تھا کہ ان کے ساتھ ایک مجلس ہو جس میں ان سے بطور امیر جماعت احمدیہ جرمنی گزشتہ تین دہائیوں کے تجربات پر تبادلہ خیال ہو سکے۔

اور یوں نماز کے بعد، اس آخری شام میں نے محترم امیر صاحب سے درخواست کی کہ اگر وہ چند منٹس نکال سکیں جسے انہوں نے از راہ شفقت قبول فرما لیا۔ میں نے امیر صاحب سے پوچھا کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں جو برکات انہوں نے ملاحظہ کی ہیں ان کے بارے میں بتائیں۔

انہوں نے بتایا کہ حقیقت میں خلافت کی برکات بے شمار ہیں لیکن خاص طور پر تین جہات ایسی ہیں جس میں انہوں نے حضور انور کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت جماعتی غیر معمولی ترقی دیکھی ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے وصیت کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضور انور کی رہنمائی میں جرمن جماعت کو موصیان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کی توفیق ملی ہے۔

دوسرے انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ کس طرح حضور انور نے جماعتوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ وہ مساجد بنائیں اور حضور انور کی توجہ کی برکت سے اب ہر سال کئی مساجد کا افتتاح عمل میں آرہا ہے یا سنگ بنیاد رکھا جارہا ہے۔

تیسری بات جو امیر صاحب نے بیان فرمائی وہ یہ تھی کہ جماعت کے پبلک ریلیشن میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور خلافت خامسہ میں غیر احمدی احباب سے روابط غیر معمولی طور پر بڑھے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ خلافت احمدیہ کا تعارف اب جرمنی کے ہر کونے میں ہے۔

امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ جملہ ترقی محض حضور انور کی راہنمائی اور توجہ کی برکت سے ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ

”کبھی کبھار ہم سوچتے ہیں کہ کوئی چیز ناممکن ہے لیکن حضور انور ہمیں فرماتے ہیں کہ اسے کریں اور آپ ہمیں اس قدر اعتماد سے بھر دیتے ہیں کہ ہم آپ کی خواہش کو پورا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔“

جب ہماری میٹنگ آخری مراحل میں تھی تو امیر صاحب نے مجھے اپنی آفس کی کرسی دکھائی اور فرمایا۔

”یہ کرسی بہت پرانی ہے لیکن یہ بہت بابرکت کرسی ہے کیونکہ یہ تین خلفاء کے زیر استعمال رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کو اپنی آفس کی کرسی کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔“

Starbucks میں تشریف آوری

احمد بھائی نے حضور انور کے پاس جا کر بتایا کہ ابھی کچھ وقت باقی ہے اس لئے اگر حضور انور اور خالہ سبوحی پسند فرمائیں تو Starbucks کی کافی شاپ پر کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔

دوبارہ یہ نہایت خوش کن وقت تھا کہ حضور انور اور خالہ سبوحی کو کچھ دیر بیٹھنے اور آرام کرنا کا موقع مل رہا تھا اور گرم Cappuccino اور Cheesecake نوش فرمانے کا موقع دیگر احباب کی طرح میسر آرہا تھا۔ حضور انور اور خالہ سبوحی نے اپنا سارا وقت جماعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے اس لئے آپ کو ایسے فرصت کے لمحات کم ہی میسر آتے ہیں۔

میں قریب ہی کھڑا تھا اور حضور انور نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ جملہ قافلہ ممبران کو حضور انور کی طرف سے کافی پیش کی جائے۔ میں بہت خوش تھا کیونکہ مجھے Starbucks کی کافی بہت پسند ہے اور اکثر میں لندن میں پی لیتا ہوں یوں چند ہفتے کے بعد مجھے میری من پسند کافی حضور انور کی طرف سے بطور تحفہ مل رہی تھی جس کی اپنی خاص اہمیت تھی۔ میں نے حضور انور کا پیغام جملہ قافلہ ممبران کو پہنچایا اور وہ بھی کافی کے (حضور انور کی طرف سے بطور تحفہ) ملنے پر خوش تھے۔

مکرم عبد الماجد صاحب شاذ و نادر ہی کافی پیتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ کافی سے ان کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے لیکن جب انہوں نے سنا کہ حضور انور نے جملہ قافلہ ممبران کو کافی پینے کی ہدایت فرمائی ہے تو انہوں نے بھی نہایت خوشی سے ایک کپ کا آڈر دے دیا، اس خیال سے کہ حضور انور کا دیا ہوا ہر تحفہ محض برکات کا ہی متحمل ہو سکتا ہے۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 ستمبر 2022ء)



﴾21﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ؏

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

حضور انور کی سادگی کی مثال

ایک چھوٹی سی بات جس کا میں خود گواہ ہوں اور جو میں ایم ٹی اے پر بتانا چاہتا تھا مگر وقت کی قلت کے باعث میں بیان نہ کر سکا وہ حضور انور کی سادگی اور عاجزی کے بارے میں ہے۔ یوکے کے نہایت سخت اور ٹھنڈے سردی کے موسم میں کئی مواقع پر جب میں حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کہ دفتر میں ہیٹنگ نہیں چل رہی تھی اور حضور انور اپنے میز پر کام میں مشغول تھے۔ ایک موٹا اور گرم اوور کوٹ زیب تن کیے ہوئے تھے اور میں نے ہمیشہ حضور انور کو ایک سکارف پہنے ہوئے دیکھا۔

ہر دفعہ جب میں نے یہ جذباتی کر دینے والا منظر دیکھا کہ ہمارے پیارے خلیفہ ٹھنڈ میں تشریف فرما ہیں اور اوور کوٹ زیب تن ہے تاکہ گرم رہ سکیں جبکہ ہم سب اپنے دفاتر میں ہیٹنگ چلا کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مثالی نمونہ ہے جہاں آپ اپنے آرام کو خاطر میں نہیں لاتے اور بے نفس ہو کر جماعت کے کام میں مشغول رہتے ہیں خواہ کیسے بھی حالات ہوں۔

تصاویر آویزاں کرنے کے حوالے سے حضور انور کی رہنمائی

کروشین وفد سے تعلق رکھنے والی کی ایک خاتون نے حضور انور سے پوچھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر احمدیوں کے گھروں اور جماعتی عمارات میں کیوں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جواباً حضور انور نے فرمایا کہ اگر کسی کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا کسی خلیفہ کی

تصویر لگانے سے وہ روحانیت میں ترقی کرے گا یا انہیں اللہ کے قریب لے آئے گا تو وہ غلطی پر ہے۔ تاہم اگر کوئی احمدی حضرت اقدس مسیح موعود یا خلفائے احمدیت کی تصاویر ان سے تعلق کی وجہ سے لگاتے ہیں جیسا کہ لوگ (محبت سے) اپنے خاندان کے افراد کی تصاویر لگاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر کسی بھی جگہ ان تصاویر کو غیر معمولی اہمیت دی جا رہی ہو تو پھر انہیں نہیں لگانا نہیں چاہیے۔ حضور انور نے مزید وضاحت فرمائی کہ اسی غرض سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یا ان کے خلفاء کی تصاویر مسجد میں آویزاں نہیں کی جاتی کیونکہ وہاں لوگ صرف اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ جب میں آسٹریلیا میں 2006ء میں تشریف لے گئے تو لوکل جماعت نے ایک official مہر کا انتظام کیا جس پر حضور انور کی تصویر تھی۔ اس بات کا علم ہونے پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ایسی تمام مہریں ضائع کر دی جائیں۔

پھر فرمایا کہ بعض لوگوں پر احمدیت کی سچائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفائے احمدیت کی تصاویر دیکھ کر عیاں ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مختلف ممالک میں لوگوں نے بتایا ہے کہ محض ایک تصویر کو دیکھنے کے بعد انہیں باور ہوا کہ جس وجود کو وہ پہلے سے اپنے خوابوں میں دیکھ رہے تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں یا آپ کے خلفاء میں سے کوئی ایک ہیں۔ یوں اس دور میں تصاویر لوگوں کو حق کی طرف رہنمائی کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔

افسردگی کی ایک وجہ

جلسے کے دنوں میں اور جرمنی کے سارے دورہ کے دوران حضور انور کی طبیعت ناساز رہی اور آپ کو تیز بخار رہا۔ جب کبھی بھی آپ حضور انور کو کسی تکلیف میں دیکھتے ہیں تو یہ بات آپ کو افسردہ کر دیتی ہے یوں حضور انور کو تیز بخار سے دوچار دیکھنا بہت افسردہ کر دینے والا تھا۔ ایسے مواقع پر جب میں نے حضور انور کی طبیعت ناساز دیکھی ہے یا آپ کو کسی تکلیف میں دیکھا تو میری خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں نے کچھ طب کا علم اپنے والد صاحب سے وراثت میں حاصل کیا ہوتا جو ایک ڈاکٹر تھے اور

یوں آپ کی کچھ مدد کر سکتا۔ ایک مرتبہ لندن میں جب حضور انور کی طبیعت کچھ ناساز تھی تو میں نے حضور انور سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں کچھ خدمات پیش کر سکتا۔ اس پر حضور انور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا مجھے صرف دعا چاہیے وہی کافی ہے۔ بہرحال اس ساری تکلیف کے باوجود حضور انور نے اپنے دورہ کے شیڈیول کو کسی طرح بھی اثر انداز ہونے نہیں دیا۔ در حقیقت دورہ کے (وہ بیماری کے) آخری ایام اس سارے دورہ میں سب سے زیادہ مصروف ترین دن تھے۔

ایک افریقن احمدی کے تاثرات

اگلے روز میں ابوہریرہ نامی ایک افریقہ احمدی سے ملا جن کی عمر بتیس سال تھی اور وہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے والد نے احمدیت قبول کی تھی جب وہ بچے تھے۔ جلسہ میں شمولیت اور حضور انور کی قربت کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ ”جب آپ دوسرے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ کس قدر تقسیم در تقسیم ہیں تو پھر آپ کو باور ہوتا ہے کہ آپ کس قدر خوش قسمت ہیں کہ خلافت کے ہاتھ پر اکٹھے ہیں۔ یہی چیز ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ جو شخص ہر ہفتے حضور انور کا خطبہ جمعہ سنتا ہے تو وہ ایک اچھا مسلمان بن جائے گا۔ یہی زندگی کی کنجی ہے۔ جب آپ حضور انور کو دیکھتے ہیں تو آپ کو فوراً اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ حضور انور ایک سچے انسان اور مردِ خدا ہیں۔

خلافت کے لیے ایک بچے کی محبت

میری ملاقات مکرم لقمان باجوہ صاحب بعمر ستائیس سال سے ہوئی جو جرمنی کی سیکیورٹی ٹیم کے ممبر تھے۔ وہ پاکستان سے تین سال قبل ہی جرمنی میں آئے تھے۔ انہوں نے مجھے ایک واقعہ کے بارے میں بتایا جس کے وہ خود گواہ تھے جو اس دور جو اس دورہ کی ابتداء کا ہے کہ جب حضور انور نے Aachen میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔ مکرم لقمان صاحب نے بتایا کہ میں Aachen میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر ڈیوٹی پر تھا جب حضور انور کا گزر میرے پاس سے ہوا تو میں نے ایک تین سال

کے بچے کو روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''پلیز حضور ہمیں چھوڑ کر مت جائیں۔'' اس چھوٹے بچے کی آواز میں جو درد تھا اس نے میرے پر بہت گہرا اثر کیا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح ایک چھوٹا سا بچہ خلافت کے لیے ایسے محبت کا اظہار کر سکتا ہے۔ یقیناً ہر احمدی اور خلیفہ وقت کا باہمی تعلق خود اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔

حضور انور کی ٹرکش وفد سے ملاقات

ہفتے کی شام کو حضور انور نے تین وفود سے ملاقات فرمائی جن میں سے ایک کا تعلق ترکی سے، ایک کا تعلق سلووینیا سے تھا اور چار سو سے زائد عرب مرد و زن کا ایک گروپ تھا۔ ٹرکش گروپ سے ملاقات کے دوران ایک نوجوان ترکی جو نو مبائع تھے کھڑے ہوئے اور مائیکرو فون لے کر نہایت محبت سے کہا "I Love you Huzoor!" نہایت شفقت اور محبت سے حضور انور نے فرمایا "And I Love you too!"

ایک دوسرے نو مبائع نے مائیکرو فون لیا اور نہایت جذباتی انداز میں کہا۔ ''میں نے چھ ماہ قبل احمدیت قبول کی تھی اور آج میں بہت جذباتی ہو رہا ہوں اور خوش نصیب ہوں کہ اپنے خلیفہ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ دنیا میں کئی ملین لوگ اس لمحہ کے لیے خواب دیکھتے ہیں یوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آج یہ موقع ملا ہے۔''

ایک جذباتی مہمان

اس گروپ میں ایک غیر مسلم مہمان بھی تھے جو آسٹریلیا سے آئے تھے۔ ان کی لمبی اور گھنی سفید داڑھی تھی اور ملاقات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور انور سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ وہ حضور انور کی طرف بڑھے اور میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور پھر انہوں نے حضور انور کے سامنے اپنا سر جھکایا اور حضور انور کا ہاتھ چوما۔ یہ نہایت مسحور کن منظر تھا جہاں ایک ایسا شخص جو مسلمان بھی نہیں تھا حضرت خلیفۃ المسیح کو دیکھنے پر اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکا اور حضور انور سے محض آپ کی برکات کے حصول کا متمنی تھا۔

عرب وفد سے حضور انور کی ملاقات

عرب وفد جو تین سو سے زائد نفوس پر مشتمل تھا اور جرمنی میں رہائش پذیر تھے اور سو کے قریب عرب ایسے تھے جو دیگر ممالک سے تشریف لائے تھے تا کہ جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ چند احمدی تھے جبکہ ان کی اکثریت غیر احمدیوں کی تھی۔ یہ مہمانان عربی میں گفتگو کر رہے تھے اور ان کے تاثرات یا سوالات مکرم طاہر ندیم صاحب اردو میں ترجمہ کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضور انور کا جواب عربی میں ترجمہ کرتے رہے۔

جس دوران سوالات پوچھے جا رہے تھے میں حضور انور کی طرف دیکھتا رہا اور ایک بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ حضور انور کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے آپ کو سوال کی سمجھ آ رہی تھی، قبل اس کے کہ اس کا ترجمہ کیا جاتا۔ اس سے مجھے 2014ء کا یوم مسیح موعود یاد آ گیا جب حضور انور نے عربی میں خطاب فرمایا تھا۔

حضور انور کی آنحضرتؐ کی بے مثال اطاعت

ایک بزرگ عرب نے حضور انور سے کافر کی تعریف کے بارے میں آپ کے خیالات کی بابت پوچھا۔ انہوں نے اپنا سوال دو مرتبہ دہرایا اور ان کی tone سے ایسا لگتا تھا کہ وہ حضور انور سے کسی خاص فرقہ کو کافر کہلوانا چاہتے تھے۔ حضور انور کا جواب نہایت خوبصورت تھا جب آپ نے فرمایا کہ آپ کا فتویٰ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ جو کوئی بھی کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اور اگر کوئی کسی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو وہ خود کافر بن جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ”میں اس مسئلہ پر کوئی (حتمی) رائے کیسے قائم کر سکتا ہوں جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر پہلے ہی حکم صادر فرما دیا ہے؟ مجھے کسی کو کافر کہنے کا حق کیسے حاصل ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے؟

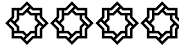
جب حضور انور کا جواب عربی میں ترجمہ ہو رہا تھا تو اس مہمان نے سنا کہ کس طرح حضور انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار ہیں تو چند عرب مہمانان نے حضور انور کا پیغام سننے پر نعرے بلند کیے جبکہ کئی عرب مستورات تالیاں بجانے لگیں۔

حضور انور کے الفاظ کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ تین سے چار عربوں نے بیعت کی اور احمدیت قبول کر لی جس کی بنیادی وجہ حضور انور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال اطاعت تھی۔

بعد ازاں میری ملاقات ایک عرب مہمان سے ہوئی جو حضور انور کے فرمودہ جواب سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے کہا ”کس کو علم تھا کہ احمدیوں کے خلیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر محبت ہے؟ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب کچھ ہیں۔“

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان حصہ سوم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 ستمبر 2022ء)



﴿22﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23/ مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

امریکہ کے خدام کی حضور انور سے ملاقات

اس روز مجھے اپنے دو قریبی دوستوں مکرم امجد خان صاحب اور مکرم قدوس ملک صاحب کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ وہ دونوں امریکہ سے سفر کر کے جرمنی تشریف لائے تھے۔ وہ دونوں کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ حضور انور سے اپنی واپسی سے پہلے ملاقات کر سکیں۔ لہٰذا میں نے انہیں مشورہ دیا کہ جب حضور انور مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائیں تو وہ راستے میں کھڑے ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ انہیں سلام پیش کرنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضور انور نماز کے لیے نیچے تشریف لائے تو آپ نے انہیں دیکھا اور نہایت شفقت اور محبت سے ان سے ملاقات فرمائی۔ انہیں حضور انور کی رہائش گاہ سے جلسہ گاہ تک حضور انور کے ساتھ چلنے کی سعادت نصیب ہوئی، جہاں نماز پڑھی جانی تھی جو چند سو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ دونوں (دوستوں) امجد اور قدوس نے مجھے بعد میں بتایا کہ وہ چند لمحات ان کی زندگی کے خوشگوار ترین اور یادگار ترین لمحات میں سے تھے۔ اس ملاقات کے بارے میں مکرم قدوس صاحب نے بتایا کہ:

”آج حضور انور کے پیچھے چلتے ہوئے میں کانپ رہا تھا اس لمحہ کے بارے میں میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور یہ میری زندگی کا خوشگوار ترین اور مبارک لمحہ تھا۔“

قدوس صاحب نے مجھے بتایا کہ جب وہ نماز کی جگہ کی طرف جا رہے تھے تو حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے اسے سامعین میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور دوران خطاب ایک موقع پر حضور انور نے دیکھا

کہ قدوس مسکرایا تھا۔ قدوس صاحب نے بتایا کہ انہیں حیرت تھی کہ حضور انور ایک وقت میں ہمہ جہت کام کیسے کر لیتے ہیں۔ جہاں آپ جلسے کے خطاب کے دوران ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضور انور کی قربت میں گزرے ان چند لمحات کے بارے میں امجد صاحب نے کہا کہ جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران حضور انور کی قربت کے چند لمحات کا میسر آنا اور وہ بھی اپنے گھر سے کئی ہزار میل دور یقیناً اللہ تعالیٰ کا ایک ناقابل بیان فضل تھا۔

امجد نے بتایا کہ Los Angeles واپسی کی گیارہ گھنٹے کی فلائٹ کے دوران وہ حضور انور کی قربت میں گزرے ہوئے ان لمحات کے بارے میں سوچتے رہے۔

حضور انور کا امیر صاحب سانگھڑ کو طلب فرمانا

جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کے لیے حضور انور جلسہ گاہ تشریف لا رہے تھے جس (خطاب) سے قبل بیعت کی تقریب تھی۔ جس دوران حضور انور بیعت لینے کے مقام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے میں نے دیکھا کہ حضور انور نے ایک احمدی دوست کی طرف اشارہ فرمایا اور ہدایت دی کہ وہ آگے آئیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ بیعت کی تقریب میں پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔ یہ احمدی دوست امیر صاحب سانگھڑ جماعت احمدیہ پاکستان تھے۔ یہ بات حیران کن تھی کہ حضور انور نے ہزاروں کے مجمع میں انہیں پہچان لیا۔ پاکستان بھر میں احمدیوں کو مشکلات اور ظلم و تعدی کا سامنا ہے اور سانگھڑ جو سندھ کا ضلع ہے، خاص طور پر ایسی جگہ ہے جہاں احمدی خطرے میں ہیں۔ یقیناً امیر صاحب سانگھڑ کو کئی مشکلات کا سامنا ہوا ہو گا اور ایسا لگ رہا تھا کہ اس دن خلیفہ وقت نے ان کی خدمات کے اعزاز میں انہیں خاص عزت و اکرام اور سعادت سے نوازا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

شہداء کی فیملی کے لیے حضور انور کی محبت

جلسہ سالانہ کے اختتام پر حضور انور چند لمحات کے لیے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے تاہم جس دوران احمدیوں کی اکثریت نے اپنے گھروں میں واپسی شروع کی حضور انور کے فرائض چند منٹوں

کے بعد ہی دوبارہ شروع ہو گئے۔ آپ نے نومبائعین سے ملاقات فرمائی۔ جس کے بعد ایک جرمن جرنلسٹ اور کروشین ڈاکومنٹری بنانے والے نے آپ کا انٹرویو کیا۔ جب حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لے جارہے تھے تو آپ کا تعارف ایک احمدی فیملی سے کروایا گیا جو 28 مئی 2010ء کے سانحہ کے بلاواسطہ متاثرین میں سے تھی۔ وہ ایک احمدی خاتون تھیں جو اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ کھڑی تھیں۔

نہایت مشفقانہ انداز میں حضور انور نے ہر فرد خاندان سے ملاقات فرمائی جس کے بعد آپ اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔ جب شہید کی بیٹی عزیزہ ھبۃ الوحید (بعمر سات سال) نے حضور انور کو دفتر کے لیے بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگی ''حضور میں نے آپ سے کچھ باتیں کرنی تھیں''۔ اس پر حضورانور نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ آپ کو چند دیگر احباب سے ملنا ہے اس لیے آپ بعد میں عزیزہ ھبۃ الوحید سے گفتگو فرمائیں گے۔ یہ بچی بہت پیاری تھی اور حضور انور نے نہایت محبت اور شفقت سے اس کو جواب عطا فرمایا۔ یقینا حضور انور اپنے وعدے کی پاسداری کرنے والے ہیں۔ یوں جب آپ کی ملاقاتیں ختم ہوئیں تو حضور انور نے اس بچی کے بارے میں استفسار فرمایااور اس کو پوچھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس پر ایک سات سال کی عمر کی بچی نے بتایا کہ وہ حضور انور کی خدمت میں اپنی فیملی کے لیے دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہے۔ پھر کہنے لگی اور دوسری بات، آپ کا کب چکر لگ رہاہے ہماری طرف۔

جب اس بچی نے یہ الفاظ ادا کیے تو ہم سب ہنس پڑے اور حضور انور نے بھی تبسم فرمایااور اس بچی کے الفاظ سے خوب محظوظ ہوئے۔ خلیفہ وقت سے ایسی بے تکلفی شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتی ہے اور شاید بچوں کی معصومیت کے باعث ظہور پذیر ہوتی ہے۔ یہ ایک نہایت دلکش اور حسین منظر تھا جہاں خلیفہ وقت کی محبت ایک شہید کی بچی کے لیے اور ایک غمزدہ بچی کی اپنے خلیفہ وقت سے محبت سب پر عیاں ہو رہی تھی۔ اس دلکش ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے اس چھوٹی بچی اور اس کے بھائی کو کچھ چاکلیٹس بطور تحفہ عنایت فرمائیں۔

حضور انور کی نو مبائعات سے ملاقات

اس شام حضور انور نے نو مبائعات سے ملاقات فرمائی، بعد ازاں نو مبائعین کے گروپ میں بھی اپنے دفتر واقع Karlsruhe میں ملاقات فرمائی جس دوران نو مبائعین کو قبولِ احمدیت کے بارے میں اپنے ایمان افروز واقعات سنانے کا موقع ملا۔

فلاسفی کے ایک طالب علم نے بتایا کہ انہوں نے نہایت اخلاص سے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کی اور جلد ہی انہوں نے خواب میں یہ الفاظ سنے کہ ''احمدیت ایک نور ہے''۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی خواب نے ان پر احمدیت کی سچائی ثابت کر دی تھی اس لیے انہوں نے بیعت کر لی ہے۔

ایک جرمن نو مبائع نے اپنے جلسہ سالانہ کے تجربہ کے بارے میں ہمیں بتایا کہ ''ان دنوں میں، میں نے حضور انور کی روشنی اور نور کو دیکھا ہے اور احمدیت کی سچائی میرے دل پر نقش ہو گئی ہے۔ ان شاء اللہ، میں اس سچائی کو جہاں تک ممکن ہو سکا پھیلاؤں گا۔''

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔''

ایک عرب نو مبائع جو بیلجیئم میں مقیم ہیں، نے جلسہ کے موقع پر پہلی مرتبہ حضور انور کو دیکھنے پر کہا کہ ''جونہی میں نے حضور انور کو دیکھا ایک منفرد روحانی کیفیت میرے دل میں پیدا ہوئی۔ میرے ذہن میں بس یہی خیال تھا کہ خلیفہ ایک سچا شخص ہے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے آنسو بہہ نکلے اور میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں کوئی نیا وجود بن چکا ہوں۔''

بوسنیا کے وفد سے ملاقات

حضور انور کی اگلی ملاقات احمدی اور غیر احمدی مہمانوں کے وفد سے ہوئی جو بوسنیا سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ حضور انور کی مختلف وفود سے ملاقاتیں نہایت مؤثر تھیں تاہم بوسنیا کے وفد سے ملاقات نے مجھے بہت زیادہ جذباتی کر دیا۔ احمدی اور غیر احمدی احباب سے

حضور انور اور جماعت کے بارے میں اس قدر محبت بھرے الفاظ کا سننا بہت زبردست اور جذباتی کر دینے والا تھا۔

ایک نوجوان بوسنیئن دوست جن کا نام Maid Ormanovic ہے، نے بتایا کہ انہوں نے گزشتہ روز تقریبِ بیعت کے دوران بیعت کی ہے اور یہ بھی بتایا کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے وہ ایک غیر احمدی مولوی تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا:

''جب میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور کو پہلی مرتبہ دیکھا تو اس لمحے میرے جملہ سوالات و خدشات کا جواب مل گیا تھا کیونکہ حضور انور کو دیکھنے کے بعد میں پوری طرح اطمینان اور سکون حاصل کر چکا تھا۔ حضور انور کے چہرے کی زیارت نے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ جماعت احمدیہ کی خلافت ہی سچی خلافت ہے۔''

حضور انور نے ان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔ حضور انور سے ملاقات کے بعد مکرم Maid Ormanovic صاحب نے بتایا کہ

''خلیفہ کو ملنے کے بعد میں اپنی کیفیت کو بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مجھے لگتا ہے کہ اس جلسے پر آنے اور حضور انور کو مل کر میں نے اپنے ایمان کی تکمیل کی ہے۔ جب میں نے حضور انور کے ہاتھ کو چوما تو مجھے ایسا لگا کہ اسی وقت اور اسی لمحے میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایک مردِ خدا ہیں۔''

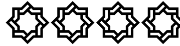
بوسنیا کے ایک بزرگ کے جلسہ سالانہ اور حضور انور سے ملاقات کے متعلق جذبات کا اظہار

بوسنیا سے تشریف لائے ہوئے ایک بزرگ حضور انور کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ''میری عمر ستر سال سے زیادہ ہے لیکن جب میں نے آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو مجھے ایسا لگا کہ یہ میری زندگی کا سب سے عظیم الشان لمحہ تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ میری زندگی کے جملہ مقاصد پورے ہو گئے ہیں اور اگر میں آج کے دن مر جاؤں تو میں ایک خوش قسمت انسان کے طور پر مروں گا کیونکہ میں نے آپ سے مل لیا ہے۔''

بعد ازاں ہمارے بوسنیا کے مربی صاحب مکرم حفیظ الرحمان صاحب نے مجھے بتایا کہ واپسی کے سفر کے دوران اس بزرگ نے کئی دفعہ ان الفاظ کو دہرایا کہ اب وہ مرنے کے لیے تیار ہیں کیونکہ انہوں نے حضور انور کو مل لیا ہے۔ ایسے الفاظ ایک غیر احمدی سے سننا یقیناً بہت حیران کن ہے اور یہ اس بات کو خوب عیاں کر دیتا ہے کہ حضور انور کی شخصیت کا غیروں پر بھی کیسا اثر ہوتا ہے۔ اس بزرگ کے الفاظ سن کر حضور انور نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائے۔ میری نظر میں آپ ابھی جوان ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ نے اچھے کام کو جاری رکھیں اور اپنے لوکل معاشرے میں اپنے کام کو جاری رکھیں۔''

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 حصہ سوم اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 ستمبر 2022ء)



﴾23﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوا جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

Montenegrin وفد سے ملاقات

اگلا گروپ دو مہمانان پر مشتمل تھا جو Montenegro سے سفر کر کے جلسہ میں شمولیت کے لیے آئے تھے۔ ایک مہمان نے بتایا کہ جلسہ کے دوران انہیں احساس ہوا کہ احمدیوں کے بارے میں انہوں نے دیگر مسلمانوں سے جو سنا تھا وہ سب جھوٹ پر مبنی تھا۔ اس مہمان نے بتایا کہ انہیں قبل ازیں بتایا گیا تھا کہ احمدی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے لیکن جلسہ سالانہ پر حضور انور کا اختتامی خطاب سن کر انہیں لگا کہ احمدی دوسرے مسلمانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

دوسرے مہمان کا نام Ali Koachi تھا جو بڑی عمر کے pensioner تھے۔ حضور انور سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

میں خجالت میں بھیگا ہوا ہوں اس خیال سے کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کرتے کرتے اس بڑھاپے تک انتظار کرتا رہا۔ احمدیہ مسلم جماعت میں جو اتحاد میں نے دیکھا ہے وہ ایسی چیز ہے جو ساری دنیا میں کہیں اور نہیں دیکھی۔ محض یہ پہلو کہ کس طرح آپ ہزاروں لوگوں کو کھلا رہے ہیں یہ اپنی ذات میں نہایت متاثر کن ہے۔

علی صاحب نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ مونٹینگرو میں احمدیہ لٹریچر کی مزید ضرورت ہے۔

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ:

”جی ہاں آپ درست فرماتے ہیں۔ یہ ہمارا مشن ہے کہ اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ اسلام کی تعلیمات کا پرچار کریں۔ انسانیت کے لیے رہنمائی کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہو چکی تھی اس لیے یہ ہمارا فرض ہے کہ سچائی کو دنیا کے ہر کونے میں پھیلائیں۔“

حضور انور کا ایک مہمان کے موبائل کو Silent کرنے میں مدد کرنا

دوران ملاقات ایک مہمان کا فون بجنے لگا۔ اس دوران انہوں نے اسے جیب سے نکالا اور نہایت تیزی سے اسے بند کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حضور انور نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو میز کی دوسری طرف سے ہی موبائل کا سرسری جائزہ لیا اور فرمایا موبائل کی side پر جو بٹن ہے اسے flick کریں اس سے موبائل silent mode پر ہو جائے گا۔ لیکن اس ملاقات کے بعد اس کو دوبارہ flick کرنا نہ بھولیں تاکہ آپ کوئی اہم فون کال اٹھانا بھول نہ جائیں۔

یہ ایک خوش کن لمحہ تھا اور وہ مہمان بھی حیران تھے کہ حضور انور ان کے موبائل کے بارے میں ان سے بہتر آگاہی رکھتے ہیں۔

بلغارین وفد سے ملاقات

ادائیگی نماز اور کھانے کے وقفے کے بعد حضور انور کی متفرق وفود سے ملاقاتوں کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا۔ پہلی ملاقات کثیر التعداد وفد کے ساتھ تھی جو بلغاریہ سے تشریف لائے تھے۔ ایک نومبائعہ احمدی خاتون نے حضور انور سے درخواست کی کہ بلغاریہ میں احمدی مبلغین بھجوائیں تاکہ اس ملک کے احمدی بچوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہو سکے۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ

”جماعت کچھ لوکل بلغاریئنز کو جامعہ کے مشنریز کے طور پر ٹریننگ دے رہی اور جونہی وہ تیار ہو جائیں گے انہیں بلغاریا واپس بھجوا دیا جائے گا۔“

بلغاریہ میں جماعتی پابندیوں کی وجہ سے کسی غیر بلغاریئن کو بطور مبلغ بھجوانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ ”ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ بلغاریہ سے نام نہاد مولویوں کا زور کم ہو اور حقیقی مذہبی آزادی اس ملک میں جڑ پکڑ سکے۔“

لڑکے کا نام تجویز کرنا

اس ملاقات کے اختتام پر مہمانان نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کے لیے لائن اپ کیا اور ایک چھوٹے بچے کو حضور انور کے پاس لایا گیا۔ جب اس بچے کی والدہ سات ماہ کی حاملہ تھیں تو وہ حضور انور سے جرمنی میں ملی تھیں۔ اس وقت وہ غیر احمدی تھیں لیکن پھر بھی انہوں نے حضور انور سے درخواست کی کہ آپ بچے کا نام تجویز فرمائیں اور حضور انور نے لڑکے کا نام عطا فرمایا۔

اس خاتون کو ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ ان کے ہاں لڑکی کی پیدائش ہو گی لیکن چند ماہ بعد ہی ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ یہ دیکھ کر کہ حضور انور نے لڑکے کا نام تجویز فرمایا ہے اور ان کے ہاں لڑکا ہی پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور بیعت بھی کر لی۔

رشین وفد سے ملاقات

اگلے وفد کا تعلق رشیا سے تھا۔ ایک مہمان جو احمدی تھے انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ماسکو میں جماعت اپنی مسجد بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک منظم مجوزہ رپورٹ تیار کر کے بھجیں اور اس بات کا جائزہ بھی لیں کہ آیا جماعت اس کے لیے تیار ہے اور ایسے پروجیکٹ کی متحمل ہو سکتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ”جماعت کے پاس جو بھی پیسے ہیں وہ احمدیوں کی (مالی) قربانیوں کی وجہ سے ہیں۔ اس لیے یہ نہایت اہم ہے کہ جماعت یہ رقم نہایت احتیاط سے خرچ کرے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود اور لوکل جماعت جس قدر قربانی ہو سکے کریں پھر ہم دیکھیں گے کہ مرکز کس حد تک معاونت کر سکتا ہے۔“

خلافت کی برکات کا ایک روح پرور منظر

بعد ازاں ایک نومبائع نے مائیکروفون لیا اور بتایا کہ کس طرح احمدیت نے اس کی زندگی بدل دی ہے اور یہ بھی کہ اس وقت سے وہ اپنی بیوی کو احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

یہ سننے پر کہ موصوف اور ان کی اہلیہ دونوں وکیل ہیں حضور انور نے فرمایا

”جیسا کہ آپ دونوں وکیل ہیں یہ اہم ہے کہ آپ دلیل اور حکمت سے ان کو قائل کریں۔ بالآخر یہ ان شاء اللہ احمدیت قبول کرلیں گی کیونکہ آپ کے دلائل نہایت مضبوط اور مدلل ہوں گے۔“

حضور انور کا جواب سننے پر ان کی اہلیہ نے مائیکروفون لیا اور حضور انور کو مخاطب ہو کر کہنے لگیں کہ ”پیارے حضور! میں نے جلسہ پر جو ماحول دیکھا ہے اس سے بے حد متاثر ہوئی ہوں اور آپ سے ملنے کے بعد بھی ہر چیز جو میں نے دیکھی ہے مجھے اچھی لگی ہے۔“

پھر وہ محترمہ رونے لگیں اور مزید کچھ کہنے سے پہلے کچھ توقف کیا پھر کہنے لگیں کہ ”آج سے میں اپنے آپ کو احمدی مسلمان سمجھتی ہوں اور اپنے دل میں احمدیت قبول کر چکی ہوں۔ اب میں ایک احمدی ہوں۔“

بالعموم ایسے موقع پر میری توجہ حضور انور کی طرف ہوتی ہے لیکن اس موقع پر میری نگاہیں اس خاتون کے شوہر پر پڑیں تو میں نے انہیں دیکھا کہ ان کا چہرہ خوشی سے تلملا اٹھا اور وہ فرط جذبات سے خوشی اور حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔

یہ ایک یادگار لمحہ تھا جہاں ایک شوہر نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی کہ ان کی اہلیہ احمدیت قبول کرے اور چند منٹوں میں ہی نہایت جذباتی انداز میں انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

یقیناً حضور انور بھی اس خاتون کے قبول احمدیت کی وجہ سے خوش تھے اس لیے آپ نے تبسم فرمایا اور اس کے خاوند سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”اس اچھی خبر کی وجہ سے میرا خیال ہے کہ اگلے کیس سے ملنے والی رقم میں سے دسواں حصہ آپ کو اپنی اہلیہ کو بطور تحفہ دینا چاہیے۔“

ایک مہمان کی تجویز کو نگاہ قدر سے دیکھنا

شام کو دوران ملاقات ایک البانیئن اکانومسٹ خاتون نے مائیکروفون لیا اور بتایا کہ جلسہ کے موقع پر جو خلوص اور مہمان نوازی انہوں نے دیکھی ہے وہ اس سے بے حد متاثر ہوئی ہیں۔ تاہم ایک economist کی حیثیت سے انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کھانے کے کمروں میں دیکھا ہے کہ بسا اوقات کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے نہایت شکر گزاری سے ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس معاملہ کو پیش کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ''ہر سال ہم کوشش کرتے ہیں کہ اپنی کمزوریوں کو دور کریں اور یوں میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس معاملہ کو پیش کیا ہے۔ جہاں کہیں بھی ممکن ہو ہم کھانے کو دوبارہ استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ ضائع نہ ہو۔ لیکن یقینی طور پر ہمیشہ بہتری کی گنجائش رہتی ہے۔ میں انتظامیہ کو اس بارے میں بتاؤں گا جو معاملہ آپ نے پیش کیا ہے تاکہ آئندہ کم سے کم کھانا ضائع ہو۔''

جہاں بالعموم دوسرے لوگ تنقید یا تجاویز کو پسند نہیں کرتے حضور انور نے اس (خاتون) مہمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے پوائنٹ کو نہایت سنجیدگی سے سنا اور اگلے خطبہ جمعہ میں اس بات کو معین طور پر پیش بھی فرمایا اور فرمایا کہ جلسہ کی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ آئندہ خیال رکھیں اور اس حوالہ سے خاص توجہ دیں۔

ایک نہایت بابرکت دن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ دن نہایت مبارک ثابت ہوا۔ صبح سے شام تک میں نے سینکڑوں لوگوں کو حضور انور سے ملاقات کرتے دیکھا جنہوں نے اپنے اوپر نازل ہونے والے بالخصوص جلسہ کے سفر کے دوران ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کیا۔ ان ملاقاتوں کا ملاحظہ کرنا نہایت متاثر کن تھا۔

ایک ناقابل فراموش تبصرہ

اسی شام حضور انور نے خاکسار سے استفسار فرمایا کہ میرا دن کیسا رہا۔ جواب میں خاکسار نے عرض کیا کہ میں نے حضور انور کے جوابات جو آپ نے مہمانان کو عطا فرمائے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ نیز عرض کیا کہ میرے دل و دماغ پر اس بات کا اثر ہمیشہ رہے گا کہ کس طرح حضور انور کے ساتھ چند منٹ گزارنے کے بعد کئی لوگوں کی زندگیاں یکسر بدل گئیں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ حضور انور بھی اس دن سے خوب محظوظ ہوئے ہوں گے۔ عام طور پر حضور انور خاکسار سے اردو میں بات کرتے ہیں مگر اس موقع پر حضور انور نے انگریزی میں گفتگو فرمائی اور ایسے الفاظ بیان فرمائے جو میں کبھی بھلا نہیں سکوں گا چنانچہ فرمایا۔

"It was the best of my days in Germany"

یعنی یہ میرے جرمنی (میں قیام) کے دنوں میں سے سب سے بہترین دن تھا۔ حضور انور سے ایسے الفاظ سننا یقیناً میرے لیے نہایت خوش کن اور باعث تسکین تھا۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 حصہ سوم اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 ستمبر 2022ء)



﴾24﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

حضور انور کے خطاب کا اثر

حضور انور کے مسجد کی سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب دیکھنے کے بعد مجھے چند مہمانان کو ملنے کا موقع ملا جس دوران تقریب جاری تھی۔ ایک لوکل خاتون پولیس نے کہا کہ

اگر حقیقی اسلامی تعلیمات یہی ہیں جو آپ کے خلیفہ نے بتائی ہیں تو میں امید کرتی ہوں کہ یہ جلدی سے پورے جرمنی میں پھیل جائے۔

بعد ازاں میری ملاقات اس قطعہ زمین کی مالکہ سے بھی ہوئی جن سے مسجد کے لیے زمین خریدی گئی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور انور کے خطاب کو سننے کے بعد انہیں یقین دہانی ہوئی ہے کہ یہ قطعہ زمین اب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ انہوں نے اظہار کیا کہ خطاب کو سننے کے بعد انہیں اندرونی سکون اور امن کا احساس ہوا ہے۔

ایک پولیس officer نے بیان کیا کہ

میں نے زندگی بھر ایسی یکجہتی نہیں دیکھی جیسی آج دیکھی ہے۔ یہ بات نہایت واضح ہے کہ احمدی مسلمان اپنے خلیفہ کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ مجھے خلیفہ (صاحب) کا خطاب بہت پسند آیا۔ خاص طور پر وہ حصہ جب آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے حقوق پر دوسروں کو ترجیح دینی چاہیے۔ یہ اسلام کی ایک بے نفسی کی تعلیم ہے جو آج میں نے سیکھی ہے۔

میری ملاقات ایک لوکل ڈاکٹر سے ہوئی جو ایک لوکل ہسپتال کی نمائندگی کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ قبل ازیں وہ مسلمانوں کے بارے میں منفی رائے رکھتے تھے لیکن حضور انور کے خطاب کو سننے کے بعد وہ سب خیالات یکسر ہوا ہو گئے ہیں۔

حضور انور کا مدد فرمانا اور رہنمائی کرنا

تقریب کے اختتام پر میں نے موقع پا کر حضور انور کا مستقل رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ جرمنی کے دورہ کی جملہ ڈائریز شائع ہونے سے پہلے حضور انور خود ملاحظہ فرماتے رہے۔ آپ نے ہر فقرہ پڑھا اور درستیاں فرمائی اور ایسی جگہوں کی نشاندہی بھی فرمائی جہاں میری یادداشت نے خطا کھائی تھی۔ حتی کہ آپ نے میری spellings کی غلطیاں اور typos بھی درست فرمائیں۔ نیز میرا ارادہ تھا کہ حضور انور کا سارا دورہ دو حصوں میں مکمل کروں۔ لیکن حضور انور نے تجویز فرمایا کہ مجھے اس کو تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے تا کہ قارئین کے پڑھنے میں سہولت رہے۔
مزید براں حضور انور نے اس ڈائری کے کچھ حصے ڈرافٹ کرنے میں خاکسار کی مدد بھی فرمائی اور انہیں مزید دلچسپ کرنے کے طریق بھی بتلائے۔ جب میں نے حضور انور کی مدد سے تیار ہونے والے حصوں کے ڈرافٹ پڑھے تو مجھے فوراً حضور انور کی رہنمائی کی اہمیت اجاگر ہوئی۔
اللہ تعالیٰ حضور انور کو فعال عمر دراز سے نوازے اور ہر احمدی کو خلافت کا حقیقی مطیع اور فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دورہ جرمنی کی برکات

اس دورہ کے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک حضور انور کا دورہ بے شمار فضلوں اور برکات اور یادگار لمحات سے بھرا ہوا تھا۔ ہم میں سے وہ احباب جو اس بابرکت موقع پر حاضر تھے انہوں نے براہ راست زندگیوں کو بدلتے دیکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں نئی زندگیوں میں ڈھلتے دیکھا۔ ہم نے دیکھا کہ غیر مسلموں کو پہلی مرتبہ اسلام کی تعلیمات کا فہم اور ادراک حاصل ہوا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ خلیفہ وقت احمدیوں کی خوشی میں شامل ہو کر انہیں دوبالا کر دیتے ہیں اور ہم نے یہ

بھی دیکھا کہ کس طرح آپ ان کے غم کے لمحات میں ان کی ڈھارس بندھاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ کس طرح آپ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر احمدیوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر ہم نے مشاہدہ کیا کہ احمدیوں اور ان کے خلیفہ کے درمیان ایک منفرد روحانی تعلق کیسا ہوتا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔

ایک دوسرے مہمان Mr. Strang نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا کہ

جب آپ خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو خود بخود ان کی عزت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ایک روحانی نور نے آپ کو گھیرا ہو۔ میں ایک کیتھولک ہوں لیکن خلیفہ کے لیے میرے دل میں احترام ایسا ہی ہے جیسے پوپ کے لیے ہے۔ میں دوسرے لوگوں کو بھی ضرور بتاؤں گا کہ کس طرح خلیفہ محض امن اور رواداری کی بات ہی کرتے ہیں۔

الحمدللہ یہ تقریب بہت بابرکت ثابت ہوئی۔ جس طرح حضور انور کا دورہ Aachen سے نہایت بابرکت طریق پر شروع ہوا تھا ایسا ہی Vechta میں نہایت بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا متحمل ہوتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔

Vechta میں مہمانوں سے ملاقات

حضور انور نے اس تقریب کے اختتام پر دعا کروائی جس کے بعد مہمانان کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ چند گھنٹے قبل کھانا کھانے کی وجہ سے مجھے بھوک نہیں لگی تھی اس لیے اپنے کھانے کے میز سے اجازت چاہی اور چند مہمانوں کو ملنے میں مصروف ہو گیا۔

ہر مہمان نے حضور انور کے خطاب پر خوشی کا اظہار کیا اور اکثریت نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ کس طرح ان چند منٹوں نے اسلام کے بارے میں ان کے خیالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔

پہلی مہمان خاتون جن سے میری ملاقات ہوئی ان کا نام Cindy Leppla تھا جو ایک لوکل یونیورسٹی کی لائبریری میں کام کرتی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں حضور انور کے خطاب نے بہت جذباتی کر دیا اور براہ راست خلیفہ کو سننا ان کے لیے نہایت سعادت کی بات ہے۔

ایک دوسری مہمان خاتون نے اظہار کیا کہ

سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج میں نے ایک ایسا مسلمان لیڈر دیکھا ہے جو انسانیت سے محبت کرتا ہے۔ جب آپ خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی انسانیت سے محبت مزید بڑھتی ہے۔ آپ کو دیکھ کر اور سن کر میرے دل کو بہت تسکین حاصل ہوئی۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ آپ وہ مسلمان لیڈر ہیں جو پوری تعظیم کے ساتھ مردوں اور عورتوں کو ایک جیسی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

میری ملاقات ایک جرمن دوست Bernard Schmidt سے ہوئی جنھوں نے بتایا

اگر مجھے خلیفہ کے (امن اور رواداری کے) پیغام کا پہلے سے علم ہوتا تو میں آپ کو اپنے چرچ میں مدعو کرتا۔ آپ اس قدر عاجز ہیں اور آپ کے الفاظ اس قدر سادہ ہیں اور یہ آپ کی سچائی کی ایک دلیل ہے کہ کوئی اختلاف یا ابہام آپ کی گفتگو میں نہیں پایا جاتا۔ آپ کا خطاب دنیا میں امن اور مذہبی آزادی کی بنیادیں ڈالنے والا تھا۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء حصہ سوم اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 اکتوبر 2022ء)



﴿25﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

لطف و مزاح کے چند لمحات

ہم Folkestone میں روانگی سے تیس منٹ پہلے پہنچ گئے تو اس دوران حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور چند منٹوں کے لیے سروس ایریا میں تشریف فرما ہوئے۔ حضور انور نے گرے اچکن اور کریم رنگ کی افغانی ٹوپی زیب تن کر رکھی تھی اور اپنا پڑھنے والا چشمہ بھی پہن رکھا تھا۔ حضور انور سے چند میٹر کے فاصلے پر کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ حضور انور اپنے آئی فون پر کچھ پڑھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔

ایک منٹ کے بعد حضور انور نے اوپر دیکھا اور مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ آپ نے اپنے فون پر ایک لطیفہ پڑھا ہے جو آپ نے مجھے بھی سنایا۔ یہ لطیفہ پاکستان کے ایک ڈرائیور کے بارے میں تھا جس کو ڈرائیونگ کرتے ہوئے سیٹ بیلٹ پہننے پر ایک ہزار روپے انعام دیے گئے۔ انعام وصول کرنے پر ڈرائیور نے کہا کہ وہ یہ پیسے ڈرائیونگ لائسنس کے حصول پر خرچ کرے گا۔ جس کے بعد اس کی والدہ نے جو اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں کہا کہ میرے بیٹے کی کسی بات پر یقین نہ کرنا کیونکہ وہ شراب کے نشے میں ہے۔ پھر اس کے والد نے کہا جو پیچھے سو رہے تھے کہ میں جانتا تھا کہ ہم اس چوری کی گاڑی میں ضرور پکڑے جائیں گے۔ پھر اچانک ڈرائیور کا بھائی جو پیچھے چھپا ہوا تھا باآواز بلند کہنے لگا کہ بھائی کیا ہم نے قانونی طور پر بارڈر کراس کر لیا ہے یا نہیں۔

اس لطیفے کو سناتے ہوئے حضور انور ہنس رہے تھے اور اس لطیفے سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔ حضور انور نے فرمایا اس آدمی نے جس نے سیٹ بیلٹ باندھنے پر انعام وصول کیا ہے اور اس (قانونی) کام کے سوا، ڈرائیونگ کا ہر دوسرا قانون توڑنا ہے۔

حضور انور کا خیال رکھنا اور مدد فرمانا

Nunspeet (ہالینڈ) میں دفتری کاموں کے لیے عمومی طور پر جگہ نہ تھی۔ اس لیے میں سوچ رہا تھا کہ میں کہاں بیٹھ کر کام کروں گا۔ اپنے تئیں میں نے سوچا کہ میں اپنے بیڈ پر بیٹھ کر وہیں سے ہی کام کروں گا۔ میں نے اس بارے میں حضور انور کی خدمت میں کچھ عرض نہ کیا تھا لیکن اس دن حضور انور نے ازخود خاکسار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اپنے بیڈ روم سے ملحقہ کمرے کا کھانے کا میز دفتری کاموں کے لیے استعمال کر لوں۔ میں حضور انور کا بے حد ممنون تھا کہ باوجود اس قدر مصروفیات کے حضور انور اپنے ساتھ رہنے والوں کی معمولی سے معمولی اور اہم ترین معاملات پر نگاہ رکھتے ہیں۔

لوکل احمدیوں سے ملاقات

اس شام حضور انور نے جرمنی جماعت کی فیملیز سے ملاقات فرمائی اس دوران مجھے موقع ملا کہ ان احباب سے ملوں جن کو ابھی ابھی حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا تھا۔

* میری ملاقات ایک خادم عزیزم تنویر (بعمر 18 سال) سے ہوئی اور ان کی ہمشیرہ مختار صاحبہ (بعمر 23 سال) سے بھی ہوئی۔ جب میں ان سے ملا تو میں نے ایک بڑی غلطی کھائی اور انہیں میاں اور بیوی خیال کیا۔ انہوں نے بھی میری غلطی پر تبسم اور حیرت کا ایک جیسا اظہار کیا۔

ان دونوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ کس طرح ایک جرمن معاشرے میں پروان چڑھنے کی وجہ سے ان کو کئی چیلنجز کا سامنا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آزادی کے نام پر بہت زور ہے اور معاشرے کی اقدار مذہب کے اس شدت سے خلاف ہیں کہ لوکل معاشرے کے اثر سے بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

تاہم اس شام حضور انور سے ملاقات کرنے اور آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے سے انہیں اپنے ایمان کے ساتھ ایک منفرد اور فوری کشش محسوس ہوئی۔ مختار صاحبہ نے بتایا کہ ”یہ نہایت اہم اور مفید ہے کہ جب کبھی بھی حضور انور ہمارے پاس دورے کے لیے تشریف لاتے ہیں کیونکہ جب ہم

حضور انور کو دیکھتے اور سنتے ہیں تو اپنے ایمان اور مساجد کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ہالینڈ میں بہت سے منفی اثرات ایسے ہیں جو ہمیں ہمارے ایمان سے دور لے جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ حضور کو دیکھتے ہیں تو آپ کو احساس ہوتا ہے کہ مذہب کی کیا اہمیت ہے اور کیوں یہ ہمارے لیے بہتر ہے۔"

جب ہماری گفتگو ختم ہوئی اور میں نے رخصت لی تو تنویر صاحب نے مجھے واپس بلایا اور میرا شکریہ ادا کیا کہ ہم نے وہ چند منٹ اکٹھے گزارے۔ انہوں نے کہا کہ "صرف حضور انور کے بارے میں گزشتہ پانچ منٹ بات کرنا مجھے بہت اچھا لگا کیونکہ اس نے مجھے میرے ایمان کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا اور اس نے مجھے خلافت کی اہمیت باور کروائی۔ میں پہلے ہی اپنے تئیں حضور انور اور اپنے مذہب کے قریب پاتا ہوں۔"

دیگر دوستوں سے ملاقات

بعد ازاں میری ملاقات ایک احمدی دوست مکرم عبدالمومن (بعمر اکتیس سال) سے ہوئی جو گزشتہ تین سال سے ہالینڈ میں رہ رہے تھے۔ جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت جذباتی ہو رہے تھے کیونکہ ان کی حضرت خلیفۃ المسیح سے زندگی میں پہلی بار ملاقات ہوئی تھی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جب انہوں نے بتایا کہ

"حضور انور کی ذات کا بالمشافہ مشاہدہ کرنا بجائے ٹی وی پر دیکھنے کے ایسا تھا جیسے کوئی معجزہ رونما ہوا ہو۔ حضور انور کے وجہ مبارک کے نور، وجاہت اور خوبصورتی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ میں اپنے تئیں سب سے خوش قسمت ترین انسان خیال کرتا ہوں کیونکہ آج میں نے اسی ہوا میں سانس لیا ہے جس میں میرے پیارے آقا نے لیا ہے۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی کس قدر متاثر کرنے والی ہے اور یہ کہ آپ کے وجود سے سچائی چھلکتی ہے۔"

* بعد ازاں ایک نوجوان مکرم محمد طارق (بعمر انیس سال) سے میری ملاقات ہوئی جو حضور انور سے آٹھ سال کے بعد مل رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ "آج میں بطور ایک بالغ (مرد) کے حضور انور

سے پہلی بار ملا ہوں اور جب میں خلافت کی برکات کے بارے میں سوچتا ہوں تو وہ غیر معمولی ہیں۔ حضور انور کی وجہ سے دنیا بھر میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ جس کا باعث آپ کا مثالی نمونہ ہے۔ میں پوری ایمانداری اور وثوق سے کہتا ہوں کہ ہماری تبلیغی مساعی کی کوئی وقعت نہیں اور ہماری جماعت کو جو بھی کامیابی نصیب ہوتی ہے وہ خلافت کی برکات کی وجہ سے ہے۔"

* پھر میری ملاقات ایک خادم مکرم عباس (بعمر تئیس سال) سے ہوئی جو حال ہی میں ربوہ سے ہالینڈ منتقل ہوئے تھے۔ ان کی حضور انور سے زندگی کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ

"چند لمحات قبل میں دنیا کی عظیم ترین شخصیت کے سامنے بیٹھا تھا۔ میرے لیے بولنا ناممکن ہو رہا تھا لیکن کسی طرح میں نے ہمت کر کے حضور انور سے دعاؤں کی درخواست کی۔ یہی بہت کافی تھا کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضور انور کی دعائیں عمر بھر میری حفاظت کریں گی۔ ان چند لمحات نے میری زندگی بدل ڈالی۔"

مکرم عباس صاحب نے مزید بتایا کہ "آج میں نے حضور انور کی اقتدا میں نماز ادا کی اور خلیفہ کے پیچھے نماز پڑھنا ایک مختلف اور منفرد تجربہ تھا۔ نماز میں ایسے جذبات اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں کئے۔"

* میری ملاقات ایک احمدی مکرم ملک حسن احمد (بعمر پچیس سال) سے ہوئی۔ جو 2014ء میں پاکستان سے ہالینڈ تشریف لائے تھے۔ حضور انور سے زندگی کی پہلی ملاقات کے بعد انہوں نے بتایا کہ

"جب میں حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو بالکل بے خود ہو کر رہ گیا کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ کسی وجود کا چہرہ ایسا نورانی اور وجیہہ ہو سکتا ہے۔ مجھے علم نہ تھا کہ کسی وجود کی آواز میں ایسی محبت، شفقت اور رعب یکساں ہو سکتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے میں ہمیشہ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اور حضرت خلیفۃ المسیح جو بھی ارشاد فرمائیں گے اس کی پیروی کروں گا۔"

* ایک اور دوست جنہیں زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا ان کا نام مکرم محمد لقمان احمد (بعمر بتیس سال) تھا۔ انہوں نے بتایا کہ

”میری ملاقات ابھی پوری دنیا کے امام سے ہوئی ہے۔ مجھے آپ کے سامنے بیٹھنے کا موقع ملا آپ کو دیکھنے کا اور سننے کا موقع ملا۔ میں کس قدر خوش قسمت ہوں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری عزت اور شرف حضور انور کی ہر ہدایت کی فرمانبرداری میں ہے۔ اگر میں امن سے رہنا چاہتا ہوں تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ میں حضور انور کی ہر بات کو سنوں اور اس پر عمل کروں۔“

(ہالینڈ میں) لندن سے آئے کچھ مہمانوں سے ملاقات

حضور انور کے دورے کے ابتدائی ایام میں Jonathon Butterworth صاحب اور ان کی اسپینش اہلیہ محترمہ ماریہ صاحبہ بھی Nunspeet مشن ہاؤس میں رہائش پذیر تھے۔ وہ اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ مختصر رخصت پر آئے تھے۔ مکرم Jonathon صاحب اور ان کی اہلیہ نومبائعین میں سے ہیں۔ تاہم جب آپ ان سے بات کرتے ہیں یا ملتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ پیدائشی احمدی ہوں۔ یقینی طور پر جب میری Jonathon صاحب سے بات ہوئی تو میں اپنے احمدیت کے معیار پر نادم تھا اور اس دورہ ہالینڈ کے دوران میری ملاقات ان کی اہلیہ سے بھی ہوئی اور جماعت کے لیے ان کا اخلاص بھی خوب عیاں تھا۔

اس شام حضور انور کا پروگرام ڈَچ پارلیمنٹ جانے کا تھا۔ اس لیے یہ دونوں میاں بیوی حضور انور کی رہائش کے باہر سڑک پر کھڑے تھے تاکہ گاڑی کی طرف جاتے ہوئے حضور انور کو ہاتھ ہلا کر محبت کا اظہار کر سکیں۔ مجھے ان سے ملنے کا موقع ملا اور میں نے ماریہ صاحبہ سے پوچھا کہ Nunspeet میں ان کا قیام کیسا گزر رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ انہیں لگ رہا ہے جیسے وہ کسی اور دنیا میں ہوں اور اپنی خوشی کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ وہ ہالینڈ میں حضور انور کی اس قدر قربت میں رہ رہی ہیں۔

Jonathon صاحب بھی حضور انور کو دیکھنے کی وجہ سے بہت خوش تھے اور اگرچہ یہ دونوں مسجد فضل لندن کے قریب رہتے ہیں تاہم حضور انور کی قربت میں کسی دوسرے ملک میں رہنا ان کے لیے ایک خاص اور بہت special تجربہ تھا۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 اکتوبر 2022ء)



﴿26﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دورہ جرمنی وہالینڈ 2015ء کی چند ایمان افروز جھلکیاں

دوران نماز ایک خلل

8/اکتوبر 2015ء جمعرات کی شام جس دوران حضور انور ظہر کی نماز کی امامت فرمارہے تھے ایک دوست کا موبائل جو پہلی صف میں بیٹھے تھے دو مرتبہ بجا اور دونوں مرتبہ ان کو اسے silent کرنے میں کافی وقت لگا۔ ظہر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضور انور نے پیچھے دیکھے بغیر فرمایا یہ جس کا بھی موبائل بج رہا تھا اس کو بند کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جس کا بھی فون تھا وہ بے حد شرمسار ہوئے ہوں گے کیونکہ ان کی وجہ سے حضور انور کی نماز میں خلل واقع ہوا۔ لیکن وہ مزید شرم ساری سے اس لیے بچ گئے کہ حضور انور نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کہ یہ کس کا فون تھا۔ اب تک تو میں نمازوں کے دوران اپنا موبائل silent کر دیتا تھا مگر باقی دورہ کے دوران میں زیادہ متنبہ تھا اس لیے میں نے یقین دہانی کی کہ میں نے اپنا فون ہر نماز سے پہلے مکمل طور پر بند کر دیا تاکہ میں نماز میں کسی طرح بھی خلل انداز نہ ہوں۔

جرمن خدام کا نماز کے لیے آنا

8/اکتوبر کو جمعرات کی شام کو میری ملاقات دو خدام سے ہوئی، مکرم انتصار ملک (بعمر چھبیس سال) اور شہریار اسلم (بعمر 26سال) جو جرمنی سے کار چلا کر حضور انور کی اقتدا میں نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کے لیے آئے تھے۔ اپنے جرمنی سے سفر کر کے آنے کے متعلق مکرم انتصار صاحب نے بتایا کہ ”ہمارا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ اپنے خلیفہ کی اقتدا میں نماز ادا کریں اور آپ کا مبارک چہرہ دیکھ

سکیں۔ اگرچہ ہم حضور انور کی ایک جھلک بھی دیکھ لیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہماری ساری زندگیاں بدل گئی ہوں اور خاص فضلوں کا نزول ہوا ہو۔“

مکرم شہریار صاحب نے مزید بتایا کہ ”دنیا میں کئی ملین احمدی ہیں جو حضور انور کے دیدار کے لئے اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنی زندگی گزار کر ایسے ہی اپنے خلیفہ کو دیکھے اور ان سے ملے بغیر فوت ہو جاتے ہیں اور یہ بہت شرم ساری کی بات ہو گی اگر ہم اس خوش نصیب موقع سے فائدہ نہ اٹھائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے ہمیں نوازا ہے۔“

لوکل احمدیوں کے تاثرات

اس شام میری ملاقات کئی لوکل احمدیوں سے ہوئی جن کی کچھ دیر قبل حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان احمدیوں میں سے ایک جن سے میری ملاقات ہوئی مکرم عمران چوہدری (بعمر 53 سال) تھے جو گزشتہ 47 سال سے ہالینڈ میں تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ہالینڈ کی نیشنل عاملہ میں شامل تھے اور اس وقت مجلس عاملہ کے جملہ ممبران حضور انور سے اکٹھے ملنے کا موقع ملتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضور انور کی نہایت غیر معمولی حساب دانی کا خوب مشاہدہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ بسا اوقات مختلف رقوم زیر بحث ہوتیں اور ایک کرنسی کو دوسرے ملک کی کرنسی میں تبدیل کرنے کے لیے عاملہ کے ممبران اپنے اپنے calculator پر اندراج کر رہے ہوتے لیکن ان کے اندراج کے مکمل ہونے سے قبل حضور انور اس رقم کا حساب اپنے ذہن میں مکمل کر چکے ہوتے۔“

میری ملاقات بعض عرب احمدیوں سے بھی ہوئی جن میں مکرم خالد بن القربشی صاحب (بعمر 40سال) اور ان کی اہلیہ مکرمہ شاہدہ صاحبہ بھی تھیں جو مراکش سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی پانچ سال قبل احمدی ہوئے تھے۔ حضور انور سے ملاقات کے بعد مکرم خالد صاحب نے بتایا:

”حضور کا وجود ایک چمکتی ہوئی روشنی کی طرح ہے۔ آپ ایک ستارے کی طرح ہیں جو ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری میرے اوپر فرض ہے کیونکہ آپ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ ہیں جو اسلام کے مقدس نبی ہیں۔ آپ کی فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے اور ہر حقیقی مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور فرمانبرداری کرنی چاہیے۔"

ان کی اہلیہ مکرمہ شاہدہ صاحبہ نے بتایا کہ:

"حضور انور سے ملاقات کے بعد میں اپنے جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے سے قاصر ہوں۔ آپ کو دیکھنا کیا ہی اعلیٰ سعادت اور خوش قسمتی ہے کیونکہ آپ ہر ذی روح سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں، آپ کی دعائیں خاص دولت اور خزانہ ہے جو میری حفاظت کرتا ہے اور میری نسلوں کی بھی آئندہ حفاظت کرے گا۔"

میری ملاقات ایک احمدی مکرم مصطفیٰ شفافی صاحب سے بھی ہوئی۔ مجھے حیرت ہوئی جب انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی عمر 46 سال ہے کیونکہ بہت جوان معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے پچیس سال کی عمر میں احمدیت قبول کی تھی۔ جب وہ بات کر رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جبکہ ساتھ ساتھ آپ کے چہرے پر کھلتی ہوئی مسکراہٹ بھی عیاں تھی۔ مکرم مصطفی صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا کہ:

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین کے لیے میری محبت ہر روز بڑھ رہی ہے۔ بسا اوقات ہمیں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مجھے کام ڈھونڈنے میں مشکل کا سامنا تھا تو میں نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی اور اب میری اچھی نوکری لگ گئی ہے۔ الحمد للہ۔

حضور انور ہمارے جملہ مسائل کو سنتے ہیں اور ایک شفیق باپ کی طرح ہمارا خیال رکھتے ہیں۔"

میری ملاقات مکرم یوسف اخلف صاحب سے بھی ہوئی جن کی عمر 34 سال تھی۔ میری ان سے پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن جونہی میں نے ان کی آواز سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ابراہیم اخلف صاحب کے بھائی ہیں جو لندن کے ایک معروف احمدی ہیں اور بطور ایک واقف زندگی جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے۔ ابراہیم صاحب میرے قریبی دوست ہیں تو ان کے بھائی سے مل کر مجھے

اچھا لگا اور ان کی آواز کی مشابہت سے بھی خوب لطف اندوز ہوا۔ مکرم یوسف صاحب نے 16 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس شام حضور انور سے ملاقات کے متعلق انہوں نے بتایا کہ:

"میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کیونکہ میری ملاقات ابھی کرہ ارض کے سب سے عظیم اور بابرکت وجود سے ہوئی ہے۔ دنیا میں اس قدر بے چینی اور گھبراہٹ ہے، مسلمان ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں جبکہ ہماری جماعت خلیفہ وقت کے ہاتھ پر پوری طرح متحد ہے۔ یہی چیز ہمیں دوسروں سے نمایاں کرتی ہے اور ہماری تمام تر سعادت خلافت کی اطاعت میں ہے۔"

میرے موبائل فون کی home screen کو update کرنا

اس شام حضور انور نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور میرے فون سے ڈکشنری استعمال کرنی چاہیے۔ یوں اگلے چند منٹ حضور انور نے میرا فون استعمال فرمایا جبکہ میں آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ حضور انور iPhone کو استعمال کرنا بہت اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے آپ نے فوراً safari کو کھولا اور آکسفورڈ dictionary کی ویب سائٹ پر جا کر جو لفظ چیک کرنا تھا وہ ملاحظہ فرمالیا۔ حضور انور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اگر میں نے وہ App انسٹال کی ہوتی تو مزید آسانی ہو جاتی۔ بہر حال حضور انور نے میرا فون واپس کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے آکسفورڈ dictionary کی ویب سائٹ کا پیج میری home screen پر save کر دیا تھا (تا کہ آئندہ آسانی رہے۔) یوں اب جب بھی میں اپنا فون دیکھتا ہوں تو ان مبارک لمحات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضور انور کی پے در پے مصروفیات

حضور انور نے چند دن قبل parliament میں اپنے خطاب کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور یہ بھی کہ انگریزی آپ کی مادری زبان نہ ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کی کہ حضور انور کی انگریزی ماشاءاللہ بہت اعلیٰ ہے اور کئی اہل زبان سے بہت بہتر ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایک کینیڈین سیاستدان نے آپ کو بتایا کہ وہ بہت سے پاکستانی سیاست دانوں کی انگلش سمجھ نہیں سکا لیکن حضور انور کی انگلش بہت اچھی طرح سمجھ آگئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ کبھی کبھار آپ سوچتے ہیں کہ ایک مہینہ انگلش کتابیں، ناولز اور میگزین پڑھنے میں صرف کر سکیں مگر اس plan کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وقت نہیں ملتا۔

اپنے دل میں، میں نے دعا کی کہ کسی طرح حضور انور کو آئندہ ایسا وقت میسر آجائے کہ وہ اپنی پسند کی چند کتابیں پڑھ سکیں۔ تاہم میں نے خود دیکھا ہے کہ جب بھی حضور انور کے پاس کچھ وقت ہوتا ہے آپ مزید دفتری کام یا ملاقاتوں کے سلسلے کا آغاز فرما دیتے ہیں۔

حضور انور کی بچوں سے ہمدردی اور پیار

میں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ گزشتہ روز میں ایک ایسی family سے ملا تھا جس کے دو بچے معذور تھے۔ فوری طور پر حضور انور کو مستحضر ہو گیا کہ میں کن کی بات کر رہا ہوں اور نہایت محبت سے ان کا تذکرہ فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ بچی نو سال کی ہے اور پوری طرح ہوشیار اور ذہنی طور پر نارمل ہے لیکن اس کا بھائی نہایت افسوس ہے کہ ذہنی طور پر معذور ہے۔ میں حیران تھا کہ کس طرح حضور انور ملاقات کے لیے آنے والوں کی ہر تفصیل کو یاد رکھتے ہیں۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی اور ہالینڈ اکتوبر 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 اکتوبر 2022ء)



﴿27﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دورۂ جرمنی وہالینڈ 2015ء کی چند ایمان افروز جھلکیاں

لوکل احمدیوں پر حضور انور کی ملاقات کے اثرات

30 مئی بروز ہفتہ ہم حضور انور کے دورۂ جرمنی 2015ء کے دوسرے ہفتے میں داخل ہوئے۔ دن میں حضور انور نے احمدی احباب سے فیملی ملاقاتیں فرمائیں اور ہمیشہ کی طرح حضور انور کی ملاقات کے چند لمحات کا برقی اثر مختلف عمر کے احمدی احباب پر خوب عیاں تھا۔

اس صبح میری ملاقات ایک احمدی دوست مکرم میاں عبدالاکبر (بعمر 40 سال) سے ہوئی جنہوں نے بتایا کہ جس وقت انہوں نے حضور انور کو دیکھا اور اپنی آنکھوں سے آپ کے اعلیٰ کردار کا مشاہدہ کیا تو انہیں اپنی کمزوریوں پر شرمساری محسوس ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد انہیں احساس ہوا ہے کہ ''جماعت خلافت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔''

آپ کی اہلیہ مکرمہ ثناء عروج (بعمر 25 سال) کی ابھی ابھی حضور انور سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے بتایا کہ اگرچہ موسم گرم ہے حضور انور کی موجودگی میں وہ کپکپاہٹ محسوس کر رہی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد ان کے جذبات کچھ یوں ہیں کہ وہ ہمیشہ کوشش کریں گی کہ اپنی اصلاح اور بہتری کی کوشش کریں۔

حضور انور کے ساتھ طلباء کی کلاس

اسی شام حضور انور نے یونیورسٹی میں زیر تعلیم احمدی طلبہ و طالبات کے ساتھ دو کلاسز کا انعقاد فرمایا۔ پہلی کلاس خدام جب کہ دوسری لجنہ کی ممبرات کے ساتھ منعقد ہوئی۔

خدام کی کلاس کے دوران میں، میں مسجد کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد محترم نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں احمدی طلباء نے دو presentations دیں۔ پہلی presentation ایک معین دل کی بیماری کے علاج کے حوالے سے تھی جبکہ دوسری nuclear waste کو حفاظت سے ٹھکانے لگانے کے متعلق تھی۔

دونوں presentations نہایت advanced تھیں اور اگر میں یہ کہوں کہ مجھے ان دونوں کا پچاس فیصد ہی سمجھ آیا ہو گا تو میں مبالغہ کر رہا ہوں۔

بعد ازاں میں نے قافلے کے دیگر ممبران سے بات چیت کی اور انہوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ وہ ان presentations کے جملہ نکات کو نہیں سمجھ سکے تاہم یہ بات نہایت واضح تھی کہ حضور انور نے ہر دو presentations کو نہایت احسن طور پر سمجھا تھا۔

حضور انور نے اس research کے بارے میں سوالات پوچھے اور جب دیگر طلباء نے سوالات کیے تو حضور انور نے presenter کی موجودگی میں خود جوابات سے نوازا۔ ایسے موقع پر یہ خوب عیاں تھا کہ حضور انور نے presenter کو ایک مشکل سوال کا جواب دینے سے بچا لیا تھا۔

اچھی صحت کے لیے حضور انور کی ہدایات

دل کی بیماری کے متعلق presentation کے بعد حضور انور نے اچھی صحت کو قائم رکھنے کے حوالے سے ہدایات سے نوازا۔ آپ نے فرمایا زیتون کا تیل دل کے لیے اچھا ہے اور یہ بھی کہ نئی تحقیق نے بتایا ہے کہ دہی بھی مفید ہے۔

حضور انور نے بتایا کہ جب آپ غانا میں قیام پذیر تھے تو آپ ملاحظہ فرماتے کہ لوگ کام پر جانے کے لیے چھ سے سات میل چلتے تھے جو انہیں قدرتی طور پر صحت مند رکھتا تھا۔ تاہم مغربی دنیا میں لوگ زیادہ تر اپنی گاڑیوں یا پبلک ٹرانسپورٹ پر انحصار کرتے ہیں۔ اس لیے قدرتی طور پر ہشاش بشاش نہ ہیں۔ اس لیے حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ لوگ جسمانی ورزش یا سرگرمیاں کرتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ گھوڑ سواری ایک اچھی سرگرمی ہے لیکن شہروں میں رہنے والوں کے لیے گھوڑ سواری کرنا مشکل ہے۔ اس لیے ایسے لوگوں کو کم از کم پیدل چلنا چاہیے یا سائیکلنگ کرنی چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو یوکے کے چند ایسے خدام کا علم ہے جنہوں نے سائیکلنگ کی وجہ سے اپنی صحت بہت اچھی کر لی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں وہ اپنے آپ کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں اس لیے اگر کہیں ایسے خدام ہیں جو سگریٹ پیتے ہیں تو جماعت کو انہیں اس کے خطرے سے آگاہ کرنا چاہیے اور اس بری عادت کو چھوڑنے میں ان کی مدد کرنی چاہیے۔

حضور انور کا امیر صاحب (جرمنی) کے سوال کا جواب دینا

Presentations کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی خواہش ہے کہ دنیا انرجی سورسز کی مثبت ترقی میں آگے بڑھے۔ جیسے solar energy ہے اور خطرناک sources پر کم سے کم انحصار کریں جیسا کہ nuclear power ہے۔

presentation کے اختتام پر حضور انور نے ریسرچر کی حوصلہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ ان کی research انسانیت کی ایک خدمت ہے کیونکہ وہ nuclear waste کو احتیاط سے ٹھکانے لگانے کے ایسے طریقے کی تلاش میں ہیں جو انسانی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالے۔

بعد ازاں حضور انور نے احمدی طلباء سے استفسار فرمایا کہ کیا ان کا احمدی ریسرچر سے کوئی سوال ہے۔ اگرچہ طلباء میں سے تو نہیں مگر امیر صاحب جرمنی جو میرے بائیں طرف تشریف فرما تھے، نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور اس احمدی طالب علم سے سوال پوچھنے کی اجازت چاہی۔ محترم امیر صاحب نے کہا کہ چند سال قبل جرمن گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ ہمیشہ کے لیے نیوکلیئر energy کے استعمال کو ختم کر دیں گے اور انہوں نے اس احمدی researcher سے پوچھا کہ کیا وہ اس کے حق میں ہیں۔

امیر صاحب کا سوال سننے پر حضور انور مسکرائے اور اس سوال کا جواب خود عطا فرمایا۔

آپ نے فرمایا:

”اگرچہ وہ اس کے حق میں ہے یا نہیں، میں یقینی طور پر اس کے حق میں ہوں اور اس پالیسی کی حمایت کرتا ہوں۔“

امیر صاحب اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور حضور انور کے بیان ارشاد فرمانے کے بعد اس احمدی ریسرچر کے لیے مزید کچھ کہنے کی کوئی گنجائش باقی نہ تھی۔

حضور انور کا اپنے تعلیمی دور کے متعلق تبصرہ

پھر طلباء کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا تو ایک طالب علم نے حضور انور سے پوچھا کہ وہ دور طالب علمی میں کیسے طالب علم تھے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

”میں پڑھائی میں بہت کمزور تھا اور میں صرف دعاؤں سے ہی پاس ہوتا تھا۔“

ایک غمزدہ فیملی کے لیے حضور انور کی محبت

جب حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف واپس تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کا تعارف ایک احمدی دوست مکرم نادر الطاف سے کروایا گیا میں چند قدم پیچھے تھا اور دیکھ رہا تھا کہ نادر صاحب بے اختیار رو رہے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے جب انہوں نے حضور انور کو اپنے نومولود بچے کے متعلق بتایا جو اٹھارہ دن قبل پیدا ہوا تھا اور نہایت تشویش ناک حالت میں ہسپتال میں زیر علاج تھا اور ایک لائف سپورٹ مشین پر زندہ تھا، جس کو ڈاکٹر جلد ہی اتارنے والے تھے۔ حضور انور نے نہایت شفقت سے اپنا ہاتھ مکرم نادر صاحب کے بازو پر رکھا اور ان کے بیٹے کی بیماری کے حوالے سے تفصیلات دریافت فرمائیں۔ چند لمحات کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور سے ملنے کے بعد نادر صاحب اب اس صدمے کو برداشت کرنے کے لیے تیار تھے اور اللہ کی رضا کو قبول کرنے کے لیے بھی تیار تھے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ چند دنوں میں ہمیں پتہ چلا کہ وہ نومولود بچہ وفات پا گیا ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)۔ چند دنوں کے بعد اس نومولود بچے کی نماز جنازہ کا انتظام مسجد میں کیا گیا، جو حضور انور نے نماز ظہر اور عصر سے قبل ادا فرمائی۔

جب حضور انور (نماز جنازہ) پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو نادر صاحب اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ اپنے بچوں کا حضور انور سے تعارف کرواتے ہوئے وہ بے حد جذباتی ہو گئے اور اس دوران وہ اپنے آنسو صاف کر رہے تھے۔ انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ ان دونوں کی صحت بھی خراب رہتی ہے خاص طور پر ان کی بیٹی کی جس کی عمر دو سے تین سال ہے۔

نادر صاحب نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی اور پھر حضور انور سے درخواست کی کہ وہ ان کی بیٹی کو اٹھائیں تاکہ وہ براہ راست خلیفہ وقت کی برکات سے مستفیض ہو سکے۔ اس پر نہایت مشفقانہ انداز میں حضور انور نے اس بچی کو اپنے سینے سے لگایا اور اس کا ماتھا چوما۔ حضور انور کو اس قدر محبت اور شفقت سے اس معصوم بچی کو پیار کرتے دیکھنا یقیناً ایک جذباتی کر دینے والا لمحہ تھا اور ایسا منظر تھا جو میں کبھی نہیں بھول سکوں گا۔

پھر حضور انور نے اس بچے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب میں تابوت کے پاس سے گزرا تو حیران تھا کہ وہ کس قدر کمزور تھا اور یہ بہت تکلیف دہ تھا کہ اتنا چھوٹا سا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ احمدی مسلمان اس بات کے خوب شاہد ہیں کہ خلافت کی محبت ان کی تسکین کا ذریعہ ہے اور بڑے سے بڑے غم اور درد کا سہارا ہے۔ پس اس بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد نادر صاحب نے کہا کہ ان کی فیملی کے دل کا بوجھ اور غم اسی لمحے غائب ہو گیا تھا جب حضور انور نہایت محبت اور شفقت سے ان کی بیٹی کو سینے سے لگایا تھا۔ یقیناً خلیفہ وقت کی محبت ہی غم اور تکلیف کو تسکین اور امید سے بدل سکتی ہے۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی–جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 اکتوبر 2022ء)



﴿28﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ؑ

حضور انور سے ملاقات کے بعد ایک احمدی فیملی کے جذبات

اگلے روز میری ملاقات مکرم نوید احمد (بعمر بتیس سال) سے ہوئی جن کے ساتھ ان کی اہلیہ مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ بھی تھیں۔ ان دونوں کی کچھ دیر قبل حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔ مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ کو زندگی میں پہلی مرتبہ خلیفۂ وقت سے ملاقات کا شرف ملا تھا۔ ان لمحات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ''میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں یہ دن دیکھوں گی جہاں میں اللہ کے خلیفہ سے اس قدر قربت میں بیٹھوں گی۔ یہ خلافت کا سائبان ہے جو ہماری حفاظت کرتا ہے اور سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لیے ہمارا واحد ہتھیار ہے۔ حضور انور سے ملاقات نے مجھے اللہ تعالیٰ سے قرب میں بڑھایا ہے اور میں دعا کرتی ہوں کہ یہ کیفیت دائمی بن جائے۔

ان کی ملاقات اس دن کے پہلے حصے میں خالہ سبوحی (حضور انور کی اہلیہ) سے ہوئی تھی۔ آپ سے ملاقات پر مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ نے بتایا کہ ''آپا جان سے ملاقات بھی بہت بڑی سعادت تھی۔ آپ نہایت شفیق اور ہمدرد ہیں۔ جب آپ ان سے ملتے ہیں تو آپ کو اس بات کا ادراک حاصل ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق کتنے اعلیٰ ہیں اور یہ کہ ان کے پاس اسلام کے بارے میں کس قدر علم ہے جس سے وہ ہماری راہنمائی فرماتی ہیں۔

اس دن منعقد ہونے والی دونوں کلاسز کے اختتام پر حضور انور مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور مجھے کوریڈور میں دیکھنے کے بعد آپ نے مجھے اپنے دفتر میں طلب فرمایا۔ اگلے چند منٹ جو حضور انور کی صحبت میں گزرے وہ نہایت انمول تھے۔ الحمدللہ

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ میری اہلیہ مالہ کیسی ہیں اور میرے بیٹے ماہد کے بارے میں بھی پوچھا۔ میں نے عرض کی کہ الحمدللہ سب خیریت سے ہیں۔

نہایت شفقت سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ جرمنی میں کھانے کا معیار کیسا تھا۔ حضور انور کی یاداشت نہایت غیر معمولی ہے۔ اس لیے آپ کو یاد تھا کہ ایک روز قبل ہم ایک احمدی کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔ اس لیے آپ نے دریافت فرمایا کہ کھانا کیسا تھا۔ حضور انور نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ اس دن منعقد ہونے والی وقف نو کی کلاس کیسی رہی۔

میں نے عرض کیا کہ یہ کلاس بہت اعلیٰ تھی۔ ماشاءاللہ۔ تاہم ایسا لگتا تھا کہ خدام پر وفات کا خیال بہت غالب ہے کیونکہ کئی سوالات اسی کے متعلق تھے۔ حضور انور نے خوب تبسم فرمایا نیز فرمایا کہ ”ہاں اس کے بارے میں کئی سوالات تھے۔“

دعا کی اہمیت کے متعلق حضور انور کی رہنمائی

دفتری ملاقات کے دوران میں نے حضور انور سے عرض کی کہ ان کی بہو مکرمہ ہبہ صاحبہ کا کیا حال ہے۔ جیسا کہ ان کے ہاں ایک بچے کی پیدائش متوقع تھی۔ حضور انور نے جواباً فرمایا ”اس سے فرق نہیں پڑتا کہ بچے کی پیدائش کب ہو۔ ہمیں دعا جاری رکھنی چاہیے کہ جب بھی پیدائش ہو بچہ صحت مند اور خیریت سے ہو۔“

الحمدللہ حضور انور کی لندن واپسی کے ایک روز بعد محترمہ ہبہ اور محترم وقاص بھائی (صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب) کے ہاں تیسرے بچے کی پیدائش ہوئی اور حضور انور نے نومولود کا نام مرزا عماد معاذ احمد تجویز فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی اور عمر دراز سے نوازے)۔ آمین

حضور انور کے الفاظ سے مجھے وہ وقت یاد آگیا جب میری اہلیہ مالہ، ماہد کے وقت امید سے تھیں۔ میری اہلیہ کو امید سے ہونے کی خبر ملنے میں بہت وقت لگا تھا اور ہمیں یقین ہے کہ یہ حضور انور کی دعاؤں کی بدولت تھا کہ ہمیں اولاد نصیب ہوئی۔ اس وقت حضور انور کو یہ اچھی خبر بتانے پر آپ نے فرمایا کہ آپ کی خواہش ہے کہ آپ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیں اور ہدایات دیں۔ حضور انور نے فرمایا

کہ "مجھے پتہ ہے کہ تم دونوں میں بہت زیادہ جذباتی ہونے کی اہلیت ہے تاہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اگلے نو ماہ دعاؤں اور استغفار کرنے کا وقت ہے۔"

جب دن، ہفتے اور مہینے گزرتے گئے تو مجھے ادراک ہوا کہ حضور انور کی نصیحت کس قدر قیمتی اور پر حکمت تھی۔ مجھے سمجھ آئی کہ دوران حمل کئی طرح کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے اور کئی خطرات پیش آتے ہیں اس لیے مستقل دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک ذاتی ملاقات

بعد ازاں میں نے حضور انور سے عرض کی کہ کسی نے مجھے ای میل میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضور انور کا خطبہ جمعہ سنا ہے اور حضور انور کے الفاظ سننے کے بعد وہ ہمیشہ خلافت کے مطیع اور فرمانبردار رہیں گے۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ "آپ کو اس شخص کو اپنی مثال دے کر بتانا چاہیے تھا کہ چند سال پہلے تک تمہیں کوئی نہیں جانتا تھا لیکن اب تم ہماری جماعت میں خوب جانے اور پہچانے جاتے ہو اور تم کئی لوگوں سے ملے ہو اور کئی مواقع میسر آئے ہیں۔ یہ سب تمہاری کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ محض اس لیے ہے کہ تم نے خلافت سے قربت اختیار کی ہے۔"

مجھے اس جواب کی توقع نہ تھی اور کچھ دیر توقف کے بعد سوچا کہ حضور انور نے بالکل درست فرمایا تھا۔ دراصل جب حضور انور یہ بیان فرمارہے تھے تو میں اپنی سابقہ زندگی پر نظر دوڑا رہا تھا جو آٹھ سے نو سال پہلے کی بات ہے۔ اس وقت میں ایک نوجوان وکیل تھا جس کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی اور نوکری کی تلاش میں تھا۔ مجھے جلد احساس ہوا کہ میری زندگی کا مقصد ہرگز وکیل بننا نہ تھا جو مجھے ذہنی سکون اور اطمینان دے سکے۔ میں کچھ عرصہ قبل ہی لندن شفٹ ہوا تھا اور Hartlepool میں پرورش پائی تھی جہاں میرے مرحوم والدین رہتے رہے تھے۔

اب لندن میں شفٹ ہونے کے بعد مجھے حضور انور سے اکثر ملاقات کا موقع ملتا تھا اور یہ بھی کہ آپ کی اقتدا میں نمازیں ادا کروں۔ انہی دنوں میں، میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اپنی ساری زندگی جماعت اور خلافت کی خدمت میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری بہت بڑی خوش قسمتی تھی کہ ان مشکل دنوں

میں حضور انور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے بطور واقف زندگی قبول فرمایا۔ آپ نے مجھے قبول فرمایا باوجود اس حقیقت کے کہ میرے میں کوئی خوبی یا ہنر نہ تھا۔ میں جامعہ سے فارغ التحصیل بھی نہ تھا۔ میرا مذہبی علم کم تھا۔ جماعتی دفاتر کا بھی اچھا تعارف نہ تھا۔ میری بس یہی ایک خواہش تھی کہ اپنے خلیفہ کی قربت میں رہوں۔

اس روز سے جب سے میرے خلیفہ نے مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے مجھے قبول فرمایا تھا میری زندگی میں ایک (نہایت مثبت) تبدیلی رو نما ہوئی جو محض خلافت کی برکے اور قربت کی وجہ سے تھی۔ الحمدللہ۔

یوں کئی سالوں کے بعد جب جرمنی میں حضور انور نے مجھے فرمایا کہ مجھے خلافت کی برکات کے حوالہ سے اپنی ذاتی مثال پیش کرنی چاہیئے تھی تو میرا جواب یہی تھا کہ ”حضور آپ سو فیصد درست فرمارہے ہیں۔“

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان حصہ دوم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 اکتوبر 2022ء)



《29》

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

بیگ کھولنے میں دشواری ہونا

اپنی سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے حضور انور اپنے بریف کیس سے کچھ نکالنا چاہتے تھے۔ تاہم کسی وجہ سے جہاز کی لائٹ بند ہو گئی جس کی وجہ سے حضور انور کو اپنے بریف کیس کو کھولنے کے لیے نمبر دیکھنے میں مشکل کا سامنا تھا۔ چنانچہ حضور انور نے مجھے کوڈ (خفیہ نمبر) بتایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کو کھولوں۔ میں نے ان نمبرز کے مطابق اس کو کھولنے کی کوشش کی مگر میں بھی ٹھیک سے نمبرز نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ میں نے اپنے موبائل کی ٹارچ آن کی تا کہ روشنی بہتر ہو سکے لیکن پھر بھی نمبرز پڑھنے میں مشکل کا سامنا تھا۔ میرے ہاتھوں میں خجالت کی وجہ سے پسینہ آ رہا تھا کیونکہ حضور انور انتظار فرما رہے تھے۔ تب تک میں اس قدر پریشان ہو چکا تھا کہ اگر ساری دنیا کی روشنیاں بھی آن کر دی جاتیں پھر بھی شاید میں اس معمولی سے کام کی انجام دہی میں کامیابی حاصل نہ کر سکتا۔

اگرچہ ابھی صرف ایک منٹ بھی پورا نہ گزرا تھا مجھے ایسا لگا جیسے کئی منٹ گزر چکے ہیں۔ جیسا کہ میں کئی مرتبہ نمبرز کے بٹن ڈائل کر چکا تھا۔ آخر کار حضور انور نے اپنی عینک نکالی اور نمبرز ڈائل فرمائے اور اس بریف کیس کو کھولا۔ اس بریف کیس کے کھلنے پر آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ”تم تو ابھی سے گھبرا گئے ہو“۔ مجھے کافی شرمندگی کا سامنا ہوا اور دوران سفر میں سوچتا رہا کہ چند لمحات قبل حضور انور نے ہدایت فرمائی تھی کہ دورہ کے دوران میں آپ کی معاونت کرتا رہوں اور پہلے ہی موقع پر میں چُوک گیا۔ میں نے بہت دعا کی کہ باقی دورہ کے دوران میں بہتر طور پر آپ کی خدمت بجا لا سکوں۔

جہاز میں چند لمحات حضور انور کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فلائٹ نے یو کے وقت کے مطابق شام تین بج کر تیس منٹ پر اڑان بھری اور باوجود اس کے کہ کپتان نے کئی بار اعلان کیا کہ دوران پرواز کچھ شور اور پریشانی متوقع ہے۔ پھر بھی فلائٹ نہایت اطمینان بخش رہی۔ الحمدللہ، اس فلائٹ کے دوران مجھے متعدد بار حضور انور سے بات کرنے کا موقع ملتا رہا۔ ایک موقع پر حضور انور میری سیٹ کی طرف تشریف لائے اور استفسار فرمایا کہ سفر کیسا گزر رہا ہے۔ میں نے عرض کی کہ کیا حضور انور خیریت سے ہیں اور آپ کو آرام کا موقع ملا ہے؟ حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ امریکہ آرام کرنے کے لیے نہیں جا رہے۔

مکرم منعم نعیم صاحب بھی قریب ہی تشریف فرما تھے اور انہوں نے حضور انور کی احوال پرسی کے بعد پوچھا کہ کیا حضور انور کو کوئی چیز چاہیے؟ دوبارہ حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ ٹھیک ہیں اور ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہ ہے۔

کچھ دیر بعد مکرم منعم صاحب نے مجھے کہا کہ کچھ کمبل اور تکیے حضور انور اور خالہ سبوحی کو پیش کرنے چاہئیں۔ میں بار بار حضور انور کے پاس جانے اور آپ کو تنگ کرنے کے خیال سے محتاط تھا۔ لیکن چونکہ جہاز میں ٹھنڈ زیادہ تھی تو میں کمبل اور تکیے لے کر گیا۔ تاہم حضور انور اور خالہ سبوحی دونوں میں سے کسی کو بھی ان کی ضرورت نہ تھی۔ چند گھنٹوں کے بعد مجھے احساس ہوا کہ جہاز میں wifi کے ساتھ connect ہونا ممکن ہے اور میسج وغیرہ کرنے کے لیے اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ connection بہت slow تھا اور کوئی تصویر یا کوئی ویب سائٹ کھولنا ممکن نہ تھا۔ لیکن واٹس ایپ یا IMessage پر کوئی میسج بھیجنا یا وصول کرنا ممکن تھا۔ چونکہ ابھی فلائٹ میں کئی گھنٹے باقی تھے تو میں حضور انور کی نشست پر گیا مجھے علم نہ تھا کہ آیا حضور انور آرام فرما رہے ہیں یا نہیں، اس لیے چند لمحے وہاں انتظار کیا یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ حضور انور جاگ رہے ہیں۔ پھر میں نے حضور انور سے عرض کی کہ wifi کی سہولت موجود ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ”wifi

کی کیا ضرورت ہے۔" جواب میں، میں نے عرض کی کہ میں اس لیے عرض کر رہا تھا کہ اگر حضور انور کوئی میسج دیکھنا چاہیں یا گھر رابطہ کرنا چاہیں۔ اس پر حضور انور نے اپنا فون لیا اور استفسار فرمایا کہ کس طرح connect کرنا ہے۔ اگرچہ یہ ایک بہت slow طریقہ کار تھا تاہم چند منٹوں میں حضور انور کو wifi سے connect ہونے کا موقع مل گیا تو میں اپنی سیٹ پر واپس آ گیا۔ قبل ازیں حضور انور کے بریف کیس کو کھولنے میں ناکامی کے بعد اب حضور انور کے فون پر wifi کی سہولت میسر آنے پر مجھے کچھ اطمینان تھا۔

فلائٹ کے آخری حصہ میں حضور انور نے ایک مرتبہ پھر اپنی ٹانگوں کو آرام دینے کے لیے چہل قدمی فرمائی اور ازراہ شفقت میری نشست پر تشریف لائے۔ میں کھڑا ہوا تو حضور انور نے فرمایا فلائٹ اٹینڈنٹ نے ابھی آکر میرے سے پوچھا تھا کہ کیا مجھے کھانے یا پینے کے لیے کوئی چیز چاہیے۔ میں نے اس کو بتایا کہ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ لیکن وہ میرے سٹاف سے پوچھ لے انہیں شاید بھوک لگ رہی ہو۔

یہ سننے پر مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ میں ایک ایسے موقع کا گواہ بن رہا تھا کہ حضور انور اپنے ساتھ رہنے والوں کا کس قدر محبت اور شفقت سے خیال رکھتے ہیں۔ کچھ دیر بعد فلائٹ اٹینڈنٹ نے آکر مجھے مخاطب کر کے کہا کہ "میں کئی مرتبہ عالی جناب حضور انور اور آپ کی اہلیہ سے استفسار کر چکا ہوں کہ انہیں کوئی چیز چاہیے اور ہر مرتبہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ وہ ٹھیک ہیں اور انہیں کچھ درکار نہ ہے وہ دونوں بہت عاجز، نرم خو اور شفیق ہیں۔"

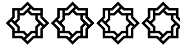
اس نے مزید کہا کہ "بسا اوقات ہمارا واسطہ معروف شخصیات یا معززین سے پڑتا ہے جو ہمارے جہاز سے سفر کرتے ہیں لیکن وہ عام طور پر ہمارے ساتھ بات کرنا پسند نہیں کرتے۔ تاہم عزت مآب (حضور انور) نے کئی مرتبہ میرے ساتھ نہایت شفقت سے بات کی جو میرے لئے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ جبکہ دیگر کئی نہایت اہم مہمانان کا رویہ سخت توہین آمیز ہوتا ہے۔ حضور انور

نہایت عاجز انسان ہیں۔ آپ سے ملنے کے بعد میں آپ کی خدمت کرنے اور مدد کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں۔"

دیگر کئی مواقع پر بھی میں نے دیکھا ہے کہ خلیفۂ وقت کی شخصیت اور عاجزی دوسروں کو متاثر کرنے کا سبب بنی ہے، انہیں بھی جنہیں اسلام یا جماعت سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر اکتوبر 2022ء از ڈائری مکرم عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جنوری 2023ء)



﴿30﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

بخیریت اور بابرکت آمد

تقریباً بیس منٹ میں ہمارے پاسپورٹ پر stamp لگ گئی اور اس کام کے مکمل ہوتے ہی ہمیں ایئرپورٹ کے مرکزی داخلی دروازے پر لے جایا گیا جہاں کئی احمدی احباب جن میں نیشنل مبلغ انچارج مکرم اظہر حنیف صاحب بھی شامل تھے، نہایت بے چینی سے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لیے انتظار میں کھڑے تھے۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب بھی موجود تھے جن کے سپرد نیشنل سیکرٹری امور عامہ کی خدمت ہے اور گزشتہ سال ایک طویل علالت سے گزرے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کی طبیعت سخت ناساز تھی مکرم ڈاکٹر بلال صاحب نے گیارہ سو میل کی مسافت گاڑی پر طے کی اور دو دن کے سفر کے بعد Texas سے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لیے پہنچے۔ کچھ دیر بعد شام چھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور کو لاؤنج سے جہاں آپ انتظار فرما رہے تھے، مرکزی داخلہ کے راستہ کی طرف لایا گیا۔ قبل اس کے کہ آپ قافلہ کی گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہوتے، آپ نے ہاتھ ہلا کر احمدیوں کے سلام کا جواب دیا جو آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے آئے تھے۔ الحمدللہ حضور انور بخیریت امریکہ پہنچ چکے تھے اور جلد ہی Zion کے لیے روانہ ہو گئے جہاں آپ اگلے ایک ہفتے تک قیام فرمائیں گے۔

اگرچہ یہ ایک لمبا سفر تھا اور یوکے، کے وقت کے مطابق آدھی رات گزر چکی تھی، حضور انور نہایت تازہ دَم اور خوش نظر آرہے تھے۔ نیشنل سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ امریکہ مکرم امجد خان صاحب نے بعد میں مجھے بتایا کہ ایئرپورٹ پر حضور انور کا استقبال اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک نشان تھا۔

مکرم امجد خان صاحب نے بتایا: ”یہ حضور انور کا چوتھا دورہ امریکہ ہے، جس میں مجھے بلا واسطہ خدا تعالیٰ کے افضال کو مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ مجھے اس خاص انداز سے شناسائی ہوئی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عزت اور اکرام کے دروازے حضور انور کے لئے امریکن حکومت سے کھلوائے۔ حضور انور کی آمد سے ایک ہفتہ قبل تک ہمیں حضور انور کے اعزاز میں وہ انتظامات کرنے میں دشواری کا سامنا تھا جو 2018ء میں کیے گئے تھے جس کی ایک وجہ عالمی وبا کی وجہ سے بعض پابندیاں اور گزشتہ چار سالوں میں حکومتی عملہ میں کئی تبدیلیاں تھیں۔“

مکرم امجد صاحب نے مزید بتایا: ”حتیٰ کہ حضور انور کی آمد سے چند روز قبل تک مجھے حضور انور کی آمد کے وقت سیکورٹی چیکنگ کے حوالہ سے اس قدر پریشانی تھی کہ مجھے نہیں لگتا تھا کہ ہم اس کے حصول میں کامیاب ہوں گے۔ لیکن حضور انور کی آمد سے چند گھنٹے سے قبل O'Hare ایئرپورٹ پر ہمیں ایسا غیر یقینی تعاون اور Homeland سیکورٹی کے ڈیپارٹمنٹ سے ایسی مراعات ملیں کہ میں حیران تھا کہ کس قدر آسانی سے اللہ تعالیٰ نے حضور انور اور آپ کی اہلیہ کی آمد کے لیے سہولیات میسر فرمائی ہیں۔

میں جانتا تھا کہ یہ ہماری کسی بھی معمولی کاوش کا بھی نتیجہ نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود خلیفہ ٔوقت کی توقیر کی حفاظت فرمائی۔ یہاں تک کہ customs اور border آفیسرز میں سے ایک نے خود اس بات کا اظہار کیا کہ وہ حضور انور سے ایئرپورٹ پر ملنے کی سعادت پر بے حد خوش ہے اور اپنے الفاظ میں اس سعادت کو یوں بیان کیا کہ

“opportunity of life time”

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور ایسا ہی ہے کہ حضور انور نے کبھی کسی protocol یا سہولت کی خواہش کا اظہار نہیں فرمایا۔ تاہم بطور احمدی ہماری خواہش ہوتی ہے کہ خلیفہ ٔوقت کے ساتھ نہایت عزت اور اکرام سے پیش آیا جائے جیسا کہ امجد صاحب نے بیان کیا تھا، میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک غیبی ہاتھ سے خلیفہ ٔوقت کی توقیر کی حفاظت فرماتا ہے اور متعلقہ افسران کے دلوں میں

نرمی پیدا کرتا ہے اور ان میں خود بخود احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ حضور انور کا استقبال کرنا ان کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

بعد ازاں کار سے Zion جاتے ہوئے مکرم منعم نعیم صاحب نے بتایا: ”ایک سرکاری افسر جس نے شکاگو میں حضور انور کا استقبال یونائیٹڈ ایئر لائنز کی طرف سے کیا تھا، نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا: ”میں ضرور اپنی زندگی میں کوئی اچھا کام کیا ہو گا جو ایسے نیک (بزرگ) انسان سے میری ملاقات ہوئی ہے۔“

ایک فرحت بخش آمد

شکاگو سے Zion تک کا سفر تقریباً پچاس میل کا تھا اور ایک گھنٹے پر مشتمل سفر تھا۔ جب ہم نے ایئر پورٹ سے سفر شروع کیا تو کئی فلک بوس عمارتوں میں گھیرے ہوئے تھے۔ تاہم وہ فلک بوس عمارتیں Zion پہنچنے تک ایک چھوٹے قصبے کی صورت اختیار کر چکی تھیں۔

اگرچہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، جونہی ہم Zion میں داخل ہوئے تو گویا تاریخ میں کھو گئے کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا تھا۔ قافلہ براہ راست نو تعمیر شدہ مسجد فتح عظیم کے سامنے رکا، جس کا افتتاح اسی ہفتہ حضور انور نے فرمانا تھا۔ 1100 سے زائد احمدی مرد وزن حضور انور کے استقبال کے لیے جمع تھے اور آپ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی سارا ماحول شام سات بج کر چالیس منٹ پر نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے احمدی احباب، خواتین اور بچوں کے مسرت بھرے جذبات کے اظہار سے مسجد کے گردونواح کا ماحول گونج اٹھا۔ یہ ایک نہایت فرحت بخش لمحہ تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ لوکل احمدیوں کے جذبات کو اپنے روحانی پیشوا، راہنما اور محبوب آقا کو دیکھ کر تسکین مل رہی ہے۔ الحمدللہ

چند لمحوں کے بعد، حضور انور کچھ دیر کے لیے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جس کے بعد آپ نے مسجد میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازوں کی امامت کروائی۔ نماز کے بعد حضور انور اپنی

رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جبکہ قافلہ کے باقی احباب کو ان کی رہائش گاہوں کی طرف لے جایا گیا۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان صاحب)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جنوری 2023ء)



﴾31﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

نمائش اور مسجد کے گردونواح کا معائنہ

ناشتے کے بعد ہم تیار ہوئے اور پہلے پہر مسجد واپس لوٹے جہاں لوکل جماعت نے ایک دفتر کا انتظام کیا ہوا تھا جس میں مکرم ماجد صاحب، مکرم مبارک ظفر صاحب اور خاکسار کو Zion قیام کے دوران کام کرنے کا موقع ملا۔ سہ پہر ایک بجے حضور انور نے ایک خاص نمائش کا دورہ فرمایا جو مسجد میں لگائی گئی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور الیگزینڈر ڈوئی کے مابین مباہلہ کے چیلنج کے حوالہ سے تھی۔

اس نمائش کے انعقاد کے لیے ایک عمیق تحقیق کی گئی تھی جس کا کچھ حصہ نوادرات پر مشتمل تھا جبکہ کچھ حصہ ڈیجیٹل تھا۔ مکرم انور خان صاحب اور ان کے بیٹے مکرم امجد خان صاحب کو حضور انور کو نمائش کا تعارف کروانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس نمائش میں بتایا گیا تھا کہ ڈوئی کون تھا اور اس نے کب اور کیوں زائن شہر کی بنیاد رکھی۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط بھی شامل کیا گیا تھا جس میں آپ نے ڈوئی کو تنبیہ فرمائی جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوئی تھی۔ اس نمائش میں ایک سو ساٹھ سے زائد اخباروں کے ڈیجیٹل ریکارڈ بھی شامل تھے۔ جن میں مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج پورے امریکہ اور پوری دنیا میں شائع کیے گئے تھے۔ ایک اخبار کا اصل تراشا بھی، جو مباہلہ کی عبارت تھا دکھایا گیا تھا۔ اس نمائش میں سات فٹ چوڑا ایک فریم معروف Boston Herald کی سرخی Great is Mirza Ghulam Ahmad, the Messiah کا

بھی آویزاں کیا گیا تھا جس کی تصدیق بوسٹن پبلک لائبریری نے کی تھی اور انہوں نے ہی مہیا کیا تھا۔

نیز اس نمائش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زرد رنگ کا کوٹ بھی رکھا گیا تھا۔ ایک نوجوان خادم عزیزم ابراہیم اعجاز بھی موجود تھے جو اس نمائش کے اہم ترین محققین میں سے تھے۔ ریسرچ کا تجربہ اور اس نمائش کو آخری مراحل تک ڈھالنا اور پھر اس نمائش میں حضور انور کا بنفس نفیس شامل ہونا یہ سب کچھ اس کے لیے بہت ایمان افروز تھا۔ بعد ازاں ابراہیم صاحب نے مجھے بتایا کہ:

”میں الفاظ میں اس لمحے کو بیان کرنے سے قاصر ہوں جب حضور انور زائن میں نمائش کے معائنہ کے لیے تشریف لائے۔ میں گزشتہ سات ماہ سے اس لمحہ کے بارے میں سوچ رہا تھا، مستقل ان خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ آیا ہم کوئی ایسی چیز پیش کر سکیں گے یا نہیں، جو ہمارے امام کو خوشی پہنچا سکے۔ اس لمحہ حضور انور کا مبارک چہرہ دیکھنا ایسا تھا جس نے میری ساری پریشانی اور فکر کو دور کر دیا۔“

حضور انور کے ایک تبصرے کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ابراہیم صاحب نے بتایا کہ:

”جب حضور انور زائن اور ڈوئی کے متعلق نمائش کے حصہ میں پہنچے تو میں نے حضور انور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جیسا کہ فرعون کے جسم نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی سچائی کے ایک نشان کو محفوظ کر لیا تھا اسی طرح یہ ڈوئی سے متعلق نوادرات محفوظ کرنا بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ یہ سننے پر مجھے یاد آیا کہ کس طرح اس نمائش کی پہلی میٹنگ میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ آیا ڈوئی کے نوادرات کی نمائش ایک ایسے شخص کی شہرت کا باعث بنے گی جسے اللہ نے ذلت اور رسوائی کا نشان بنایا۔ یوں اس تبصرے نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور باعث تسکین بنا جب حضور انور نے فرعون کا ذکر فرمایا اور اس گہرے اور پر حکمت نقطے نے ہمارے علم میں اضافہ بھی فرمایا اور ایسی جملہ پریشانیوں کو دور کر دیا۔“

نمائش کے معائنہ کے بعد، حضور انور باہر تشریف لائے اور نقاب کشائی فرمائی جس کے ساتھ ہی مسجد فتح عظیم کا افتتاح ہوا اور بعد ازاں دعا کروائی۔ حضور انور نے ایک مینار کی سنگِ بنیاد بھی رکھی جو مسجد میں تعمیر ہونا تھا جو ان شاء اللہ اس طرز پر بنے گا جیسا کہ قادیان میں منارۃ المسیح ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد کے باقی حصوں کا معائنہ فرمایا جس کے بعد آپ نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر کی امامت فرمائی۔

ایک معجزانہ حفاظت

انٹرویو کے بعد حضور انور نے فیملی ملاقاتوں کا آغاز فرمایا جس میں آپ نے قریبی جماعتوں کے احباب سے ملاقات فرمائی۔ ایسے احباب کو ترجیح دی گئی جو حضور انور سے قبل ازیں کبھی نہیں ملے تھے یا کئی سالوں سے شرف ملاقات نہ پایا تھا۔ جب ملاقاتیں چل رہی تھیں تو میری ملاقات ایک نوجوان مربی صاحب سے ہوئی جن کا نام عزیزم مصور احمد تھا۔ آپ کا تقرر ایک سال قبل El Paso کی جماعت میں ہوا تھا جو US-Mexico کے بارڈر پر ہے۔

میں نے سنا تھا کہ چند ماہ قبل ان پر ایک حملہ ہوا تھا لیکن جسمانی طور پر خدا کا شکر ہے کہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی El Paso میں تقرری کے فوراً بعد ہی جب ابھی ان کی اہلیہ Texas نہیں پہنچی تھیں ان پر ایک آدمی نے متعدد بار فائر کیے، جبکہ وہ اپنی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی طرح وہ گولیاں ان کو نہیں لگیں اور وہ گاڑی سمیت فرار ہونے میں کامیاب تو ہو گئے مگر وہ شخص متواتر ان کی گاڑی پر فائر کرتا رہا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا خیال تھا کہ ان کا وقت آ چکا ہے لیکن وہ بھاگتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ اگرچہ ان پر حملہ ہوا تھا لیکن ان کو ایک رات کے لیے جیل میں رکھا گیا کیونکہ پولیس تفتیش کر رہی تھی کہ کیا معاملہ ہے۔ بعد ازاں پولیس نے انہیں بتایا کہ ایک ڈرگ ڈیلر نے ان پر گولی چلائی ہے جس نے ایک دوسرے ڈرگ ڈیلر کو قتل کر دیا تھا اور مصور صاحب کو دیکھنے پر ان پر بھی گولی چلا دی شاید اس خیال سے کہ وہ اس جرم کے گواہ بن گئے ہیں یا اس خیال سے کہ

شاید وہ دوسرے فریق کے سہولت کار ہیں۔ یہ ایک دل دہلا دینے والا اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا واقعہ تھا۔

میں نے مکرم مصور صاحب سے پوچھا کہ انہوں نے ان حالات میں کیسے گزارا کیا اور کیا اب سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے؟ جواب میں مصور صاحب کہنے لگے جو ہوا وہ بھلانے میں مجھے کئی ماہ لگے اور میرے بالکل ٹھیک ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ میرے لیے حضور انور کی محبت، توجہ اور دعائیں ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضور انور نے ازراہِ شفقت مجھے فون کیا اور بتایا کہ کئی ایسے مواقع ہوتے ہیں جب کوئی انسان محض اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے اور جو میرے ساتھ ہوا وہ اس کی ایک مثال ہے۔ چنانچہ حضور انور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مزید پختہ کروں اور مجھے اپنی حفظ و امان میں رکھنے پر اس کا شکریہ ادا کروں۔

مصور صاحب نے مزید کہا کہ:

”حضور انور نے کچھ ہلکے پھلکے تبصرے ایسے بھی فرمائے جن کی وجہ سے مجھے بہت اچھا محسوس ہوا۔ آپ نے مجھے آئندہ کے لیے ہدایات سے بھی نوازا اور یہ بھی کہ کس طرح آگے حالات کا مقابلہ کرنا ہے۔“

مصور صاحب مجھے یہ سب کچھ بتا رہے تھے اور آپ نے اپنے سات ماہ کے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا۔ میں شاید اس بات کا پورا ادراک نہیں رکھتا تھا کہ وہ کس قدر خوف اور شدید پریشانی سے گزرے ہوں گے۔ مگر ماشاء اللہ، یہ نوجوان مربی سلسلہ اور ان کی فیملی نہایت صبر اور حوصلے میں تھے۔ انہوں نے کسی دوسرے محفوظ مقام پر تبادلہ کی درخواست نہ کی بلکہ اسلام کا پیغام اسی جگہ پھیلاتے رہے جہاں ان پر حملہ ہوا تھا۔

انہوں نے اس بات کا ذکر بھی کیا کہ حضور انور کی محبت نے انہیں آگے بڑھنے کی توفیق عطا کی ہے اور اس دورہ کے دوران میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ حضور انور جب مصور صاحب کو کھڑے ہوئے دیکھتے

یا پاس سے گزرتے تو نہایت محبت اور شفقت سے ان کو ملاقات کا شرف بخشتے اور ان کے بیٹے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی سے برکت بخشتے۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر-اکتوبر2022ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جنوری 2023ء)



﴾32﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

والدہ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنے کی توفیق ملنا

ایک دوسرے دوست جن کو اس دن میں Zion میں ملا وہ مکرم رضی اللہ نعمان تھے جو حال ہی میں جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ آپ Zion اپنے بڑے بھائی مکرم جری اللہ صاحب کے ساتھ آئے تھے جنہوں نے اس دورہ کے دوران کام میں خاکسار کی کچھ معاونت کرنی تھی۔ ان کی والدہ ایک مختصر بیماری کے بعد چند ماہ قبل فوت ہوگئی تھیں تو میں نے ان سے تعزیت کی۔ اس پر رضی صاحب نے مجھے بتایا کہ جب سے ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے وہ جذباتی طور پر بہت پریشانی سے دوچار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی والدہ کی وفات ان کی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش تھی۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی پہاڑ ہمارے اوپر گر گیا ہو اور ہمارے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ ان کی والدہ محترمہ نصرت قادر صاحبہ مرحومہ کا تعلق کینیڈا کی جماعت سے تھا۔ ان کی وفات جولائی میں ہوئی اور چند ہفتوں کے بعد حضور انور نے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا۔ جس دوران ہم مسجد کے باہر کھڑے تھے رضی صاحب نے بتایا کہ کس طرح جب سے ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے ان کو کسی چیز پر بھی توجہ مرکوز کرنے میں مشکل درپیش تھی جس میں دعا بھی شامل تھی۔ رضی صاحب کے لیے حضور انور کی امامت میں Zion میں نماز پڑھنے کا موقع میسر آنا اور آپ کو مسجد میں تشریف لاتے اور واپس جاتے ہوئے دیکھنا ایک زبردست تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

رضی صاحب نے بتایا کہ:

”میری والدہ کی وفات کے بعد میں بہت تکلیف میں تھا اور معمول کی زندگی گزارنے میں دشواری کا سامنا تھا۔ میں دعا میں مشغول رہا اور ناامید نہ ہوا لیکن مجھے توجہ مرکوز کرنے میں مشکل کا سامنا تھا۔ تاہم حضور انور کی موجودگی نے اس حالت کو پہلے ہی (دن) بدل دیا۔ آپ کی اقتدا میں میری دعاؤں کی کیفیت ہی بدل چکی تھی اور مجھے دعا میں خاص توجہ اور روحانیت کا احساس ایک مرتبہ پھر مِل گیا تھا۔“ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی والدہ انہیں کہتی تھیں کہ خلیفۃ المسیح کی ہمیشہ اطاعت کرنا خواہ کچھ بھی ہو۔

رضی صاحب نے بتایا کہ میری والدہ کی حالت ایسی تھی کہ جب وہ ہسپتال میں تھیں جہاں دوسرے وقت گزارنے کے لیے موسیقی سنتے یا فلمیں دیکھتے ہیں۔ لیکن آپ ہمیشہ فرماتیں کہ حضور انور کا حالیہ خطبہ جمعہ لگا دو۔ اس لیے جب میں نے حضور انور کو Zion میں دیکھا تو میری والدہ کے الفاظ (کہ خلافت کے مطیع رہنا) میرے سامنے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ میری زندگی کی بہترین دعائیں تھیں۔ کیونکہ والدہ کو کھونے کے بعد مجھے احساس ہوا تھا کہ ابھی بھی میرے پاس کوئی ہے، جو خلیفہ وقت ہیں۔ دراصل اب آپ کی وفات کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ کی ہدایات ہمارے لیے کتنی اہم ہیں کہ ہم ہمیشہ خلیفۂ وقت کے مطیع رہیں کیونکہ جب ہمارا خیال تھا کہ ماں کی محبت کا کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا تو ہمیں خلافت مل گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ایک جچا تلا جواب

28 ستمبر بروز بدھ سارا دن حضور انور نے ازراہ شفقت احمدی احباب سے فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ صبح کے وقت مجھے بھی چند لمحات کے لیے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل ہوا جس میں حضور انور نے گزشتہ روز RNS کو دیے گئے انٹرویو کا ذکر بھی فرمایا۔

تبسم فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”جرنلسٹ کے لہجے کی وجہ سے میں اس کے سوالات ٹھیک سے سن نہیں پا رہا تھا۔ اس لیے مجھے واضح نہیں تھا کہ وہ کیا سوال کر رہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میرے جوابات اس کے سوالات کے مطابق ہی تھے۔“ حضور انور نے مزید فرمایا ”میرا خیال ہے کہ لوکل جماعت کی ٹیم مجھ سے توقع کر رہی تھی کہ میں ڈوئی اور اسلام کی فتح کے بارے میں زیادہ فاتحانہ رنگ میں بات کروں۔ میرے جوابات زیادہ جچے تلے تھے اور میں نے جملہ انبیاء اور مذاہب کی عزت و اکرام کی اہمیت کے بارے میں بات کی۔ یہ پیغام ہے جو دوسروں کو بار بار باور کروانا بہت اہم ہے تاکہ وحدت اور معاشرے میں باہمی رواداری قائم رہے۔“

گروپ ملاقاتیں

دن کے باقی حصہ میں حضور انور نے از راہ شفقت دو الگ الگ احمدی مرد و زن کے گروپس کو شرف ملاقات بخشا۔ مردوں کی ملاقات کے دوران نوجوان اور بڑی عمر کے احباب کو حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا جنہوں نے اپنے آبائی علاقوں کا تعارف کروایا نیز چند مسائل کا ذکر کر کے آپ سے دعاؤں کی درخواست کی۔

نہایت شفقت اور محبت سے حضور انور نے ہر ایک کی بات کو سنا اور اور ان کو دعاؤں سے بخشا۔ جنہوں نے اپنی تعلیم، کیریئر اور فیملی کے حالات کے بارے میں اپنی خواہشات کا اظہار کیا اور دعا کی درخواست کی۔ کچھ نے بہت فخر سے بتایا کہ کس طرح ان کے بڑوں یا رشتہ داروں نے احمدیت کی خاطر شہادت کا رتبہ پایا۔ کچھ نے دعاؤں کی درخواست کی کہ ان کو شادی کے لیے ہم کفو ساتھی مل جائے جبکہ دوسروں نے بتایا کہ وہ کئی سالوں سے شادی شدہ ہیں لیکن ان کے ہاں اولاد نہیں ہے، پھر انہوں نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔

ایک دوست کے جذبات خوب عیاں تھے جب انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ ان کی بیٹی کے ہاں کئی سال سے اولاد نہیں ہو رہی تھی لیکن وہ مستقل حضور انور کو دعا کے لیے خطوط لکھ رہی تھی۔ چنانچہ شادی کے پندرہ سال کے بعد انہیں اولاد کی نعمت نصیب ہوئی ہے۔

لجنہ اماء اللہ کی ایک گروپ میٹنگ کے دوران ایک ممبر لجنہ نے حضور انور کو بتایا کہ اس سال تھوڑے سے عرصے کے دوران ان کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا۔ جواب میں حضور انور نے ان کے والدین کے لیے دعا کی نیز ان کے لیے اور دیگر فیملی ممبران کے صبر اور حوصلہ کے لیے بھی دعا کی۔

ایک دوسری ممبر لجنہ نے نہایت خوشی سے حضور انور کو بتایا کہ چھ سال کی تگ و دو کے بعد انہیں اولاد کی پہلی نعمت ملی ہے۔ جواب میں حضور انور نے ان کی اچھی صحت کے لیے دعا کی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید اولاد عطا فرمائے۔

چند خواتین نے حضور انور کو بتایا کہ انہوں نے مختلف شعبہ جات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے جیسے ڈاکٹر یا ٹیچر۔ حضور انور نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی، خاص طور پر ان کی جو وقف نو کی سکیم کا حصہ ہیں کہ وہ جماعتی ہسپتالوں اور سکولوں میں افریقہ اور پاکستان میں اپنی خدمات پیش کریں۔

چند خواتین نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی کہ ان کے بچے مضبوط ایمان کے مالک ہوں اور احمدیت کی حقیقی خدمت گار ثابت ہوں۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر-اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جنوری 2023ء)



﴿33﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

امریکہ کے لیے تیاری

امریکہ کے دورہ سے ایک ہفتہ قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجھے اجازت دی کہ صیہون اور ڈیلس میں مدعو مہمانان کی ملاقات کے متعلق نوٹس بناؤں۔

حضور انور کے صیہون میں خطاب کی تیاری سے چند دن قبل حضور کی خدمت میں میں نے عرض کیا کہ ایک اخباری آرٹیکل میں میں نے شاہ چارلس کے متعلق پڑھا ہے کہ انہوں نے ماضی میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ انہیں "دین کا محافظ" کا لقب زیادہ پسند ہے بجائے اس کے یہ کہا جائے "حقیقی یا ہر دین کا محافظ" جو کہ تاریخی طور پر شاہ برطانیہ کا خطاب ہے۔

اس بات کا حوالہ "داٹائمز" کی شہ سرخی میں یوں درج تھا "سب مذاہب سے رواداری سے پیش آنا ایک خوش فہمی ہے۔"

جب اس بات کو حضور کی خدمت اقدس میں رکھا تو آپ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ اپنی میز پر ایک نوٹ پیڈ پر کچھ تحریر کر لیا۔

کچھ دیر کے بعد جب میں نے اپنی رپورٹ مکمل کر لی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"آج میں غور کر رہا تھا کہ صیہون میں اپنے خطاب کے دوران کیا موضوع پیش کیا جائے، اور پھر تم نے یہ مضمون پیش کیا جس میں شاہ چارلس نے یہ کہا کہ یہ ممکن نہیں کہ وہ تمام مذاہب کا محافظ شمار کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ نکتہ میرے مضمون کا موضوع ہونا چاہیے۔"

مجھے علم نہیں تھا کہ حضور انور کے ذہن میں دراصل کیا تفصیل ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود مزید وضاحت فرمائی:

”میں یہ نکتہ بیان کروں گا کہ شاہ چارلس کی نیت اور جذبات بہت اچھے اور قابل تحسین ہیں لیکن لوگ پہلے سے کہہ رہے ہیں کہ ایک مسیحی بادشاہ کے لیے یہ مشکل ہو گا کہ وہ تمام لوگوں میں یک جہتی پیدا کرے اور ہر مذہب کا محافظ بن سکے۔ جبکہ اس کے مقابل پر اسلام کی تعلیمات آفاقی ہیں جس میں قرآنی تعلیم یہ ہے کہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ تمام مذاہب کی حفاظت کرے اور ان کا محافظ ہو۔“

حضور انور نے مزید فرمایا: ”میں سورۃ الحج کی آیات 40-41 کا حوالہ دوں گا جس میں قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زیادتی کرنے والوں کے خلاف جنگ نہ کرتے تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی محفوظ نہ رہتے۔ مسلمانوں کے لیے دیگر مذاہب کے حقوق کی حفاظت کوئی رسمی ہم آہنگی کی بات نہیں بلکہ ایک مذہبی فریضہ ہے۔“

ایسے مواقع نہایت ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں جہاں ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایسے مضامین لکھتے ہوئے مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب حضور اقدس نے اپنے موضوع کے متعلق دریافت فرمایا اور مجھ سے پوچھا ”تمہارے خیال میں کیا یہ کافی ہو گا؟“

حضور انور کا یہ عجز غیر معمولی ہے اور میری کیا حیثیت ہے کہ کچھ بھی مشورہ دوں، لیکن چونکہ ارشاد ہوا تو میں نے عرض کی ”یقیناً میری دانست میں یہ آپ کے خطاب کے لیے بہت موزوں ہو گا۔“

میں نے مزید عرض کیا کہ شاید مقامی ممبران جماعت احمدیہ امریکہ آپ کی جانب سے الیگزینڈر ڈوئی سے متعلق مباہلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کا تذکرہ بھی سننا چاہیں گے۔

اس پر آپ نے فرمایا: ”میں اپنے جمعہ کے خطبہ میں، جبکہ میں ممبران جماعت سے مخاطب ہوں گا، ڈوئی سے متعلق بات پیش کروں گا کہ کیسے یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم نشان کے

طور پر ظاہر ہوا۔ البتہ مہمانان کی دعوت کے دوران یہ اہم ہے کہ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور ہمیں یہ زور نہیں دینا چاہیے کہ عیسائیت کے مقابل پر یہ اسلام کی فتحِ عظیم تھی کیونکہ یہ مہمانوں کے جذبات کو مجروح کر سکتی ہے۔ احتیاط اور دانشمندی سے بات کرنا کوئی دروغ گوئی نہیں بلکہ یہ قرآن کی تعلیم ہے کہ "لوگوں کو خدا کی طرف حکمت اور احسن قول سے بلاؤ۔"

حضور انور نے مزید ارشاد فرمایا: "لہٰذا اپنے خطاب کے دوران بجائے اس بات کے کہنے سے کہ یہ اسلام کی فتحِ عظیم تھی میں یہ بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کن دلائل کے ساتھ ڈوئی کو متوجہ کیا اور جب اس نے اسلام اور آنحضور ﷺ کی مخالفت میں اپنے حملوں سے تمام حدود پار کر لیں تو تب آپ علیہ السلام نے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ میں اس کا بھی ذکر کروں گا جہاں ڈوئی نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگ کا کہا ہے جبکہ اس کے مدمقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہتھیار دعا تھی۔ یہ آج بھی ہمارا ہتھیار ہے اور ہمیشہ رہے گی۔"

اس کے بعد اگلے چند روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صیہون اور ڈیلس میں خطابات کے نوٹس لکھوائے۔ جنہیں میں نے سفر سے چند روز قبل پرنٹ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اس سے پیشتر میں نے حضور انور سے اجازت لی کہ اگر ڈیلس کے خطاب کے نوٹس امریکہ سفر کے دوران حضور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ مزاح ارشاد فرمایا:

"تم اس میں دیر کیوں کرنا چاہتے ہو؟ اگر اپنے سوٹ کیس کی پیکنگ کی فکر ہے تو ابھی دو گھنٹے میں تیار کر دو۔ تا کہ جانے سے پہلے دے دو۔"

گو میں نے سوچ رکھا تھا کہ بعد میں پیش کروں گا لیکن حضور کا یہ حکم ایک برکت کا باعث بنا۔ میں یہ کام سفر سے پہلے مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور سفر کے دوران اس کے متعلق فکر اور اندیشوں سے بھی بچ گیا۔

حضور میری پیکنگ کے متعلق بھی صحیح فرما رہے تھے۔ چونکہ میں نے کافی عرصہ سے سفر نہیں کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ اس تیاری میں بہت وقت درکار ہو گا لیکن میں یہ کام دو گھنٹے میں ہی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اللہ کی حفاظت کے لیے دعا

سفر سے ایک روز قبل اتوار کی سہ پہر 25؍ستمبر کو ملاقات کے لیے میں حضور انور کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور اپنے مقررہ وقت پر دفتر تشریف لائے اور حضور کی آمد پر میں نے عرض کیا:

"حضور! میرا خیال تھا کہ آج آپ دیر سے تشریف لائیں گے چونکہ آپ کو سفر کے لیے تیاری کرنا ہو گی اور اپنا سامان بھی تیار کرنا ہو گا۔"

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: "مجھے کچھ زیادہ تیار نہیں کرنا ہوتا، چند شلوار قمیض اور اچکنیں رکھ لیتا ہوں اور یہ سب میری بیگم صاحبہ تیار کر دیتی ہیں۔"

اس ملاقات کے دوران آپ خوش اور مطمئن نظر آئے۔ اس دورہ کے لیے سکیورٹی اور بعض دیگر امور پر کچھ خدشات تھے لیکن آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بالکل بھی پریشان نظر نہ آئے۔

کچھ روز قبل ایک دوست نے مجھ سے آنحضور ﷺ کی سنت کے متعلق تبادلہ خیال کیا کہ جب آنحضرتؐ سفر کے متعلق ارادہ باندھ لیتے تو تیاری کرتے اور ہتھیار بند ہو جاتے، صحابہ رضوان اللہ عنہم بتاتے تھے پھر آپؐ اپنا ارادہ نہ بدلتے اور خدا تعالیٰ پر مکمل توکل کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مطمئن چہرہ دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ گو پہلے چند لوگ خدشات کا اظہار کر رہے تھے کہ شاید سفر کے لیے یہ موقع ٹھیک نہ ہو لیکن جب آپ نے فیصلہ کیا تو پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کر لیا اور آپ کے چہرے سے اطمینان اور سفر کے لیے جوش عیاں تھا۔

جب میری ملاقات ختم ہونے کو آئی تو آخر میں حضور اقدس نے مجھے بتایا کہ شکاگو اور صیہون کا موسم جہاں شروع میں ٹھہریں گے برطانیہ کے موسم سے ملتا جلتا ہے۔

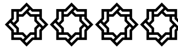
میں نے عرض کیا کہ شکاگو امریکہ میں اپنی ہواؤں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں امید کرتا ہوں کہ فلائٹ کے دوران ایسی ہنگامہ خیز ہوائیں نہیں چلیں گی۔“

میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے مربی فرحان احمد صاحب MTA کے لیے چند روز پہلے امریکہ گئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ ان کی فلائٹ کے دوران شدید ہوائیں چل رہی تھیں جس سے فلائٹ متاثر ہوئی۔

میں نے مزید عرض کیا حضور! عموماً جب میں سفر پر ہوں اور فلائٹ کے دوران ایسی ہنگامہ خیز ہوائیں چلیں تو مجھے بہت تشویش ہوتی ہے لیکن جب آپ کے ساتھ سفر پر ہوں تو تشویش نہیں ہوتی اور سوچتا ہوں کہ ان شاءاللہ سب ٹھیک رہے گا۔

اس پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیا ”چاہے کوئی بھی ہو اور کسی کے ساتھ سفر کر رہے ہو۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حفاظت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جنوری 2023ء)



﴾34﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

Pizza سے ادائیگی نماز تک

حضور انور کی موجودگی کے بابرکت اثرات محض ان لوگوں پر ہی نہ تھے جو براہ راست آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے تھے بلکہ کئی رضاکاران اور ایسے احمدیوں پر بھی تھے جو حضور انور کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد آرہے تھے۔ حضور انور کے گزشتہ دورۂ امریکہ کے دوررَس نتائج بھی خوب عیاں تھے۔ ایک خادم جس نے حضور انور کے دورہ کے دوران سکیورٹی ڈیوٹی کی تھی اس کا نام ذیشان قمر تھا جو ستائیس سال کا ایک خادم تھا۔ اس شام Zion میں اس نے مجھے بتایا کہ کس طرح حضور انور کے گزشتہ دورۂ امریکہ 2018ء کے دوران اس کی زندگی بدل گئی۔ ذیشان صاحب نے کہا جیسا کہ میں انیس سال سے بیس سال کی عمر میں قدم رکھ رہا تھا، اگر میں دیانتداری سے کام لوں تو میں ایمان اور مذہب سے دور جا رہا تھا۔ بلکہ جب میں ابھی طفل ہی تھا تو مجھے یاد ہے کہ کبھی کبھار میں مسجد میں کوئی کھیل کھیل رہا ہوتا اور نماز کا وقت ہو جاتا تو میں واش رومز میں جا کر چھپ جاتا تاکہ مجھے نماز نہ پڑھنی پڑے۔ اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اکثر نوے منٹ گاڑی چلا کر باجماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتا اور واپس آتا ہوں۔ جب میں اس تبدیلی کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ مجھے بھی حیران کر دیتی ہے۔ ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ حضور انور کا امریکہ کا گزشتہ دورہ 2018ء میرے اندر انقلاب پیدا کرنے والا تھا اگرچہ تب تک مجھے مذہب میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پھر بھی میں نے فیصلہ کیا کہ (اپنے کام کی جگہ) Pizza Takeout سے رخصت لے کر مسجد جاؤں تاکہ حضور انور کو خوش آمدید کہہ سکوں اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر سکوں۔ یہ تبدیلی کا لمحہ تھا۔ جونہی

میں مسجد میں داخل ہوا میں نے حضور انور کو دیکھا اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی تو مجھے سکون اور روحانیت کا ایسا احساس ہوا کہ واپس جانا مشکل ہو گیا۔

ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ انہوں نے حضور انور کے دورہ کے دوران باقاعدہ مسجد آنا شروع کر دیا اور تب سے مستقل اللہ تعالیٰ کے افضال کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ:

”مجھے پیزا والی نوکری سے نکال دیا گیا کیونکہ میں حضور انور کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جاتا رہا۔ تاہم کسی طرح بغیر ضروری اور لازمی تعلیم کے مجھے بینک میں ایک نوکری مل گئی۔ اور اب سائبر سیکیورٹی میں کام کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ حضور انور کی قربت میں رہنے کی وجہ سے تھا اور اپنے عقائد کی بہتر رنگ میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی وجہ سے تھا کیونکہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ اپنی زندگی میں ایسی برکتیں دیکھ رہا ہوں۔“

میں نے ذیشان صاحب سے پوچھا کہ اس دورہ کے دوران ان کی مسجد میں ڈیوٹی کیسی جا رہی ہے؟ جواب میں انہوں نے بتایا کہ:

”آپ جانتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں کہیں دوبارہ غیر روحانی راستے پر واپس نہ چلا جاؤں اور ویسا نہ ہو جاؤں جیسا پہلے تھا۔ تاہم الحمدللہ کچھ نہ کچھ ضرور ایسا ہوتا ہے جو ایمان افروز ہوتا ہے قبل اس کے کہ دوبارہ کمزوریاں جڑ پکڑ جائیں۔ گزشتہ روز میں ڈیوٹی کر رہا تھا اور چند منٹوں کے لیے اپنی پوسٹ خالی چھوڑ دی اور ایک جگہ کو صاف کرنے کے لیے چلا گیا جو مجھے لگا تھا کہ بہت گندی تھی۔ میرا خیال تھا کہ اس جگہ کو صاف کر دوں مبادا حضور انور اس کے پاس سے گزریں اور اس لیے بھی تا کہ مسجد صاف رہے۔ تاہم حفاظت خاص کے میرے کچھ نگرانوں نے میرے پوسٹ چھوڑنے پر ناراضگی کا اظہار کیا جو میرے نزدیک کچھ زیادہ سخت اور غیر ضروری تھا۔ مجھے بعد ازاں مسجد کے دوسرے حصہ میں مقرر کر دیا گیا۔ مجھے پتا نہیں کہ اس کی وجہ کیا تھی لیکن میں اپنے طور پر سمجھ رہا تھا کہ مجھے سزا دی گئی ہے تو میں آگے پیچھے چکر لگا رہا تھا اور اس سب کے بارے میں سوچ رہا

تھا جب اچانک حضور انور وہاں تشریف لے آئے جہاں میری ڈیوٹی تھی۔ دس سے پندرہ سیکنڈ کے لیے حضور انور نے میری طرف نظر کرم فرمائی اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔"

ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ:

"اس لمحہ جب شاید میں کچھ تلخی اختیار کرتا تو وہ سزا مجھے اللہ کے مزید قریب کرنے کا باعث بن گئی۔ اس واقعہ سے میں نے جانا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ میرا دل صاف تھا اسی لیے اس نے مجھے بہترین جزا عطا فرمائی کہ مجھے حضور انور کو اس قدر قریب سے دیکھنے کا موقع مل گیا۔"

مجھے ذیشان صاحب کے ساتھ وقت گزارنے کا بہت مزہ آیا اور اس دورہ کے دوران میں ان کو دیکھتا رہا کہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے اور جب وہ دوسرے احمدیوں کے ساتھ لائن میں کھڑے ہو کر حضور انور کو دیکھتے تو نہایت خوشی سے حضور انور کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے تھے۔

کبھی ترجیحی سلوک کی توقع نہ کریں، اپنی فیملی کی رہنمائی

دورۂ امریکہ کے دوران میری ملاقات کئی رشتہ داروں سے ہوئی جن میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بھی شامل تھے جو امریکہ یا کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ان میں سے چند سیکیورٹی اور انتظامیہ کی ڈیوٹیاں دے رہے تھے۔ بعض مواقع پر مجھے ان میں سے بعض کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا خاص طور پر ان کے ساتھ جو میرے ہم عمر تھے اور دورہ کے متفرق پہلوؤں پر گفتگو ہوتی رہی۔

ایک شام ایسے ہی ایک رشتہ دار نے بتایا کہ وہ اکثر حضور انور کا بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 3/ستمبر 2021ء سنتے ہیں۔ جس میں آپ نے میرے بھانجے سید طالع احمد شہید کا ذکر خیر فرمایا تھا اور خاص طور پر خطبے کے اس حصے کا ذکر کیا جس میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افرادِ خاندان کو مخاطب فرمایا اور انہیں تلقین فرمائی کہ ان کا حساب کتاب ان کے اچھے اعمال پر منحصر ہے اور محض ایک نیک اور بزرگ شخص کی اولاد میں سے ہونا ان کے لیے کسی شرف یا سعادت

کی وجہ نہیں ہے۔ انہوں نے نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کیا کہ بجائے خلافت کے سلطانِ نصیر بننے کے، چند افراد خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے غلط رویہ اور مادہ پرستی کی وجہ سے حضور انور کو تکلیف پہنچائی ہے۔

جب وہ یہ الفاظ کہہ رہے تھے تو میرے پاس یہ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور ان لمحات کے بارے میں سوچ رہا تھا جب حال ہی میں حضور انور نے ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے افرادِ خاندان میں سے چند دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے نہیں ہیں۔

یہ ایسی بات ہے جس پر سوشل میڈیا اور دیگر حلقوں میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد کو جماعتی سطح پر نیز حضور انور کی طرف سے امتیازی سلوک سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے برعکس میں نے یہ چیز بار بار دیکھی ہے کہ حضور انور کی خواہش اور توقعات، افراد خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام سے یہ ہیں کہ وہ عاجزی اور اخلاقیات کا عملی نمونہ بنیں۔

اپنے دور خلافت میں حضور انور نے بارہا خاندان مسیح موعود کے افراد کو ان کے ایمان کی بابت فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ کس طرح حضور انور کے دورۂ امریکہ سے چند ہفتے پہلے حضور انور کے علم میں یہ بات آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ایک فرد کو مسجد مبارک اسلام آباد میں نماز پڑھنے کے لئے داخلے کی اجازت نہ مل سکی کیونکہ جگہ کم تھی اور ان سے درخواست کی گئی کہ باہر نماز ادا کریں۔

اس بارے میں حضور انور نے خاکسار سے تفصیل سے گفتگو فرمائی کہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے کسی فرد کو اپنے تئیں کوئی خاص مقام یافتہ یا خاص نہیں سمجھنا چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا:

"اگر مسجد میں جگہ نہیں ہے، تو نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد یا سینئر عہدیداران کو اپنے لیے خاص قوانین کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ کسی بھی شخص کو دوسرے سے

بہتر سلوک ملنے یا سہولیات لینے کا حق نہیں ہے کیونکہ ان کا تعلق خاندان مسیح موعود یا خلیفہ وقت سے ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ اپنے بچوں کو اسی امر پر رہنمائی فرماتے تھے اور انہیں بتاتے تھے کہ انہیں کسی بھی قسم کے ترجیحی سلوک کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ باقی خلفاء نے بھی اپنی فیملیز کو ایسا ہی بتایا ہوگا۔ یقیناً یہ ایسی چیز ہے جو میں اپنے بچوں کو بھی بتاتا ہوں اور باقاعدگی سے یاد دہانی کرواتا رہتا ہوں۔"

حضور انور نے مزید فرمایا "اس معاملہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب وضاحت فرمائی ہے اور لوگوں کے سامنے اپنی فیملی کو نصیحت فرماتے اور احمدی احباب کو بتاتے کہ وہ ان کے بچوں کو صاحبزادہ کہہ سکتے ہیں اگر وہ واقعی متقی ہیں لیکن اگر ان کے اخلاق اچھے نہیں تو پھر جو بھی ہو، وہ اس عزت کے لائق نہیں ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا "اگر ایک مخلص احمدی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کی وجہ سے یا خلیفہ وقت کی محبت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں سے کسی کی عزت کرتا ہے تو وہ ایک الگ بات ہے۔ لیکن کسی کو کبھی بھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ کہ ان سے خاص سلوک کیا جائے یا ایسی سوچ بھی نہیں ہونی چاہئے۔"

اسی ملاقات میں حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ کس طرح احباب جماعت کی تربیت کرتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا:

"قادیان میں ایک وقت تھا جب جماعت کو مختلف سیکیورٹی خدشات تھے۔ اس لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایات سے نوازا کہ سیکیورٹی بڑھائی جائے اور آپ نے خاص ہدایت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر کے قریب کسی کو جانے کی اجازت نہ ہوگی جب تک اس کو سیکیورٹی کوڈ کا علم نہ ہو۔"

آپ نے مزید فرمایا "ایک رات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور ایک خادم ڈیوٹی پر تھا۔ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہشتی مقبرہ میں

داخل ہونے لگے تو اس خادم نے آپ کو روکا اور کوڈ بتائے بغیر اندر جانے سے روک دیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ کیا وہ جانتا ہے کہ آپ کون ہیں۔ اس خادم نے جواب دیا کہ جی حضور! میں آپ کو جانتا ہوں اور میں اپنی زندگی آپ پر قربان کرنے کو تیار ہوں لیکن کوڈ کے بغیر میں آپ کو داخلے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ خادم باقیوں کے لیے مثال ہے۔

حضور انور نے فرمایا"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ جب میں ربوہ میں ناظر اعلیٰ تھا تو ڈیوٹی پر مامور ایک خادم نے پاؤں تک میری مکمل تلاشی لی تو اس وقت کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان بہت پریشان ہوئے کہ مجھے اس طرح سے چیک کیا گیا ہے اور میرے سے معذرت کی، لیکن مجھے ہرگز برا نہیں لگا۔ جب وہ تلاشی مکمل ہوئی تو میں اندر گیا اور مسجد کے پچھلے حصے میں جہاں میں اکثر بیٹھتا تھا جا کر بیٹھ گیا۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی احمدی احباب جو بے نفس ہو کر نہایت خلوص اور محبت سے جماعت کی خدمت کرتے ہیں اور باوجود یہ کہ وہ حضور انور کے ساتھ قریبی رشتہ داروں کا تعلق رکھتے ہیں وہ اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ وہ تمام قواعد وضوابط کو اختیار کریں اور ان پابندیوں کو بھی جو دوسروں کے لیے لگائی گئی ہوں۔

امسال جلسہ سالانہ یوکے، کے موقع پر محترم ناظر اعلیٰ صاحب ربوہ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب پاکستان سے خاص طور پر جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ جب آپ حدیقۃ المہدی میں جلسہ کے پہلے روز تشریف لائے تو آپ کی فیملی میں سے ایک فرد کا کرونا ٹیسٹ مثبت آیا۔ اس کے نتیجہ میں اگرچہ آپ خود negative تھے۔ آپ اپنی رہائش گاہ واپس تشریف لے گئے اور آپ نے اور آپ کی فیملی نے اس جلسہ سالانہ کے جملہ ایام آئسولیشن میں

گزارے اور اسی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہو سکے۔ کوئی خاص اجازت نہ دی گئی کہ آپ ناظر اعلیٰ ہیں یا حضور انور کی اہلیہ کے بھائی ہیں۔

اسی طرح دورۂ امریکہ کے دوران دوسرے ہفتے میں ہمیں پتہ چلا کہ محترم امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر مکرم ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب کا کرونا ٹیسٹ positive آیا ہے۔ یہ ایک پریشان کن خبر تھی، خاص طور پر ایسے حالات میں جب محترم امیر صاحب ہر وقت ماسک پہننے کے حوالہ سے بہت احتیاط کر رہے تھے۔ پھر بھی جونہی ان کا ٹیسٹ positive آیا وہ isolation میں چلے گئے اور اس وقت تک الگ رہے جب تک آپ پوری طرح صحت مند نہیں ہو گئے۔ نہ تو آپ نے کوئی خاص اجازت چاہی اور نہ ہی آپ کو کسی خاص اجازت سے نوازا گیا۔ باوجود یہ کہ آپ حضور انور کے بڑے بھائی اور امیر جماعت امریکہ بھی ہیں۔

ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں جو جماعت میں گروپ بندی کے قائل ہوتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد یا سینیئر عہدیداران سے امتیازی سلوک روا رکھا جانا چاہیے۔ تاہم حقیقت اور سچائی اس سے قدرے مختلف نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد کے حوالہ سے اپنے دور خلافت میں حضور انور نے بار بار بطور خلیفۂ وقت اور فیملی کے بزرگ کی حیثیت سے اس بات کی یقین دہانی کی کوشش فرمائی ہے کہ وہ سب بحیثیت احباب جماعت اپنے فرائض ادا کرنے والے ہوں اور دوسروں کے لیے مثالی نمونہ بنیں۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر-اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان صاحب)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 فروری 2023ء)



﴾35﴿

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حضور انور کے ساتھ چند لمحات

اگلے روز 23/ نومبر کی صبح اندازاً ساڑھے گیارہ بجے میں اپنے کمرے میں تھا جب احمد بھائی کمرے میں تشریف لائے۔ وہ نیچے استقبالیہ تقریب کے انتظامات چیک کرنے کے لیے گئے تھے جو اسی دن بارہ بجے بعد دوپہر ہوٹل میں ہونی تھی۔ آپ کو وقت کا اندازہ ہی نہیں رہا اس لیے جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ لیٹ ہو رہے ہیں اور جلدی سے نہانا چاہتے ہیں۔ چند منٹ کے بعد میں نے حضور انور کے سلام کی آواز سنی اور آپ نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دستک دی۔ شکر ہے کہ گزشتہ روز کی طرح آپ کی تشریف آوری پر میں سو نہیں رہا تھا۔

حضور انور کمرے میں تشریف لائے اور ایک کرسی پر جو برآمدہ کے رخ رکھی ہوئی تھی، تشریف فرما ہوئے۔ پہلے تو میں حضور انور کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن حضور انور نے دیکھا کہ میں احمد بھائی کی ٹائی اور شرٹ پر بیٹھ گیا ہوں جو انہوں نے وہاں رکھی تھی۔ اس لیے آپ نے ہدایت فرمائی کہ میں آپ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر آکر بیٹھ جاؤں۔ اگلے چند منٹ مجھے حضور انور کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا اور حضور انور نہایت مطمئن تھے جبکہ استقبالیہ کی تقریب کے آغاز میں چند منٹ ہی باقی تھے۔

میں نے حضور انور سے عرض کی کہ میں نے حضور انور کے (گزشتہ) خطاب کا متن پڑھا ہے اور جو آپ نے چند روز قبل Nagoya میں استقبالیہ تقریب میں فرمایا تھا تو اس کا لطف دوبالا ہو گیا اور مجھے اندازہ ہوا کہ اس مختصر وقت کے باوجود حضور انور نے کس قدر وسیع موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ اس پر حضور انور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا تمہیں اکثر میرے خطاب یا تقاریر پسند آتے ہیں، جیسے

جیسے وقت گزر رہا ہے پہلے سے زیادہ۔ میں نے عرض کی کہ میں ہمیشہ سے حضور انور کے خطابات کو بہت پسند کرتا ہوں لیکن جب زیادہ پڑھتا ہوں یا بار بار سنتا ہوں تو مجھے حضور انور کی حکمت کا زیادہ فہم اور ادراک حاصل ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسی تقاریب استقبالیہ میں اکثر مختلف عمر اور طبقات کے لوگ آتے ہیں تو اس لیے آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ ایسے نکات بیان کیے جائیں جو ہر طبقہ اور عمر کے لوگوں کو سمجھ آجائیں۔

ایک یادگار Dive

جب ہم (کمرے میں) اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو ایک چیز میرے دماغ میں چلتی رہی۔ میں سوچتا رہا کہ احمد بھائی باتھ روم میں نہا رہے ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں کہ ہمیں حضور انور کی صحبت نصیب ہو رہی ہے اور یہ بھی کہ آپ کے کپڑے بھی ہمارے پاس ہی پڑے ہیں۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہم اس صورتحال سے کب باہر نکلیں گے۔

اسی دوران میں نے جو منظر دیکھا وہ میری زندگی کا سب سے زیادہ پُر لطف اور یادگار منظر بن گیا۔ میں باتھ روم کے قریب ہی اور اس کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا تھا اور باتھ روم میرے سے چند میٹر کے فاصلے پر تھا۔ حضور انور کچھ یوں تشریف فرما تھے کہ باتھ روم پر آپ کی نظر تو پڑ رہی تھی مگر مکمل طور پر نہیں۔ جب ہم بات کر رہے تھے تو اچانک باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور نہایت بے فکری سے دنیا و مافیہا سے بے فکر ہو کر احمد بھائی باتھ روم سے باہر نکلے اور آپ نے صرف ایک تولیہ اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ جب انہوں نے اوپر دیکھا کہ میرے ساتھ کون تشریف فرما ہیں تو احمد بھائی کے چہرے کی کیفیت یکسر بدل گئی۔ میں نے کبھی کسی کے چہرے کی کیفیت کو اس سرعت سے بدلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کی آنکھوں میں شدید گھبراہٹ نمایاں تھی اور ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔

ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر احمد بھائی نے واپس باتھ روم میں dive لگائی۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس موقع پر احمد بھائی کی رفتار نوٹ کی جا سکتی تو کوئی نہ کوئی عالمی ریکارڈ ضرور بن سکتا تھا۔ جب احمد بھائی باتھ روم میں واپس چلے گئے تو حضور انور کی نگاہ آپ پر پڑی تھی یا نہیں اس کا مجھے صحیح اندازہ نہیں لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ حضور انور نے احمد بھائی کے کپڑے کرسی پر پڑے ہوئے دیکھے اور اچانک سے مجھے فرمایا ”ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم باہر چلتے ہیں کیونکہ احمد کے کپڑے یہاں پڑے ہوئے ہیں۔“

جس دوران ہم کمرے سے باہر جا رہے تھے میں اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ سکا۔ میں حضور انور کے بعد کمرے سے باہر نکلا اور ایک لمحہ کے لئے باتھ روم کے دروازہ پر دستک دی۔ احمد بھائی نے باہر جھانکا تو میں نے انہیں بتایا کہ سب ٹھیک ہے۔ ان کے چہرے پر شرمندگی اور حیرت کے آثار خوب نمایاں تھے۔

ذاتی طور پر میں حیران تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ شرمندگی جو مجھے حالیہ دورہ ہالینڈ میں اٹھانی پڑی جب حضور انور نے مجھے رات کے کپڑوں میں دیکھا تھا وہ اس واقعہ کے مقابلہ پر ماند پڑ گئی تھی۔ دن کے باقی حصہ میں جب بھی مجھے احمد بھائی کے باتھ روم میں واپسی dive لگانے کا منظر یاد آیا تو میں بے اختیار ہنسنے لگا اور اب وقت تحریر بھی میرے لیے اپنی ہنسی پر قابو رکھنا ممکن نہیں ہے۔

Corridor میں بیٹھنا

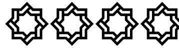
جونہی حضور انور اور خاکسار کمرے سے باہر نکلے تو ابھی استقبالیہ کے آغاز میں دس منٹ رہتے تھے تو حضور انور اپنے کمرے کے باہر corridor کے آخر میں رکھی گئی کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ وہاں ایک دوسری کرسی بھی تھی اس لیے حضور انور نے مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔

کچھ عرصہ قبل میں نے حضور انور کو ایک ویڈیو دکھائی تھی جو مالہ نے مجھے واٹس ایپ پر بھجوائی تھی۔ اس ویڈیو میں ایک Chinese چور تھا جو سڑک پر موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور ایک نوجوان عورت کو دیکھنے پر وہ اپنے موٹر سائیکل سے اترا اور اس کے پرس کو چھین کر بھاگ نکلا۔ تاہم بجائے گھبرانے

کے یارُ کے رہنے کے وہ عورت بھاگ کر موٹر سائیکل کی طرف گئی جس میں چابی لگی ہوئی تھی۔ پھر وہ موٹر سائیکل لے اڑی اور وہ گھبراہٹ اور پریشانی میں دیکھتا رہ گیا۔ جس دوران ہم وہاں بیٹھے تھے، حضور انور نے اس ویڈیو کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس عورت نے چور کو خوب سبق سکھایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور اس ویڈیو سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ ماشاءاللہ

(حضور انور کا دورہ جاپان نومبر 2015ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 فروری 2023ء)



﴿36﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ع

اپنے عملی نمونہ کے ساتھ مثال پیش کرنے کی اہمیت

اس دن شام کو نیشنل سیکرٹری جائید اد صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ جب جاپان میں رہنے والے احمدی بچے سکول جاتے ہیں تو وہ اپنے جوتے کلاس میں داخل ہونے سے پہلے نہایت ترتیب کے ساتھ ریکس میں رکھتے ہیں، تاہم جب وہ مسجد آتے ہیں تو وہ نہایت لاپرواہی اور بے ترتیبی سے اپنے جوتے اتار کر پھینکتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اس حوالے سے بچوں سے پوچھا ہے تو انہوں نے بتایا ہے کہ سکول میں ہر کوئی نہایت تمیز سے جوتے اتار کر رکھتا ہے لیکن ہماری مساجد میں ہم اپنے بڑوں کے نمونے دیکھتے ہیں جو اپنے جوتے ترتیب سے نہیں رکھتے۔

یہ سننے پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح کسی شخص کا عملی نمونہ اور برتاؤ اگلی نسلوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ پس جملہ ممبرانِ عاملہ اور بڑوں کو اپنا بہترین نمونہ اپنے بچوں اور آئندہ نسلوں کے لیے پیش کرنا چاہیے۔

یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی اور اس (بابرکت) مجلس میں شرکت کی وجہ سے خاکسار نے حضور انور کی راہنمائی اور ہدایات سے بہت کچھ سیکھا۔

Tokyo تک ٹرین کا ایک یادگار سفر

22 ر نومبر کی شام کو حضور انور اور قافلہ Nagoya سے روانہ ہوئے اور ٹوکیو واپسی ہوئی۔ ہم نے ایک مرتبہ پھر بلٹ ٹرین کے ذریعے سفر کیا اور یہ سفر شام چار بج کر بتیس منٹ پر Nagoya سے ٹرین پر شروع ہوا۔ خاکسار، حضور انور اور خالہ سبوحی کی بالکل پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصف سفر کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور انور اپنی نشست سے کھڑے ہوئے تو میں بھی احتراماً کھڑا

ہو گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ شاید حضور انور کیبن میں چہل قدمی فرمانا چاہتے ہیں۔ تاہم آپ تشریف لائے اور میرے ساتھ والی سیٹ پر تشریف فرما ہو گئے۔ الحمدللہ، اگلے چند منٹوں کے لیے مجھے حضور انور کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور ہم نے گزشتہ روز Nagoya میں ہونے والی استقبالیہ تقریب کے بارے میں گفتگو کی۔ جب آپ کو خلیفہ وقت کے ساتھ ایسی قربت میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے تو آپ حضور انور کی خوبصورتی اور شخصیت سے اور زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ وہ لمحات انمول ہوتے ہیں اور جس دوران میں حضور انور سے محو گفتگو تھا اس وقت بھی یہ سوچ رہا تھا کہ میں اس سفر کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ان شاءاللہ

میں نے حضور انور کو چند احباب کے بارے میں بتایا جن سے میں گزشتہ شام ملا تھا اور حضور انور نے بعض مہمانان جن سے آپ نے ملاقات فرمائی تھی ان کا ذکر فرمایا۔ مثال کے طور پر حضور انور نے ذکر فرمایا کہ کس طرح ایک جاپانی ڈاکٹر نے آپ کو بتایا کہ حضور انور کی تقریر سننے کے بعد وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ جس اسلام کا حضور انور نے پرچار فرمایا ہے اسے جاپان میں خوب پذیرائی حاصل ہو گی۔ جس دوران ہم بیٹھے ہوئے تھے حضور انور نے اپنی اچکن سے ایک رومال نکالا۔ یہ ایک handwipe تھا۔ جو حضور انور اکثر استعمال فرماتے ہیں جسے جرمن کمپنی 4771 cologne تیار کرتی ہے۔ حضور انور نے اس کی پیکنگ کھولی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صاف کیا جس کے بعد اس wipe کو اپنی اگلی سیٹ کے magazine sleeve میں رکھ دیا۔ جونہی حضور انور اپنی سیٹ پر واپس جانے کے لیے کھڑے ہوئے، میں نے وہ استعمال شدہ wipe اٹھایا اور اس سے اپنے ہاتھ (تبرکاً) صاف کیے اور اس سارے دن کے لیے اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھا۔ کیونکہ میں نے اس کو اپنے چہرے پر بھی پھیرا تھا اور اس سے نا صرف Colonge 4771 کی خوشبو آرہی تھی بلکہ حضور انور کی شاندار خوشبو سے بھی جو اس کا حصہ بن چکی تھی سے میں خوب لطف اندوز ہوا۔

حضور انور کے غیر لرزاں دست مبارک

ہم اسی ٹوکیو Hilton ہوٹل میں شام چھ بج کر پینتیس منٹ پر پہنچے جہاں ہم اس دورہ میں قبل ازیں قیام پذیر رہے تھے۔ در حقیقت ہم سب انہی کمروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جہاں اس دورہ کے ابتدا میں قیام پذیر تھے۔ یہاں پہنچتے ہی حضور انور نے ازراہ شفقت خاکسار کو فرمایا ''ٹوکیو میں خوش آمدید'' اور مجھے ایک ویڈیو دکھائی جو آپ نے دوران سفر اپنے فون پر بنائی تھی۔ میں واقعتاً حیران ہوا جب میں نے وہ ویڈیو دیکھی کیونکہ عام طور پر جب کوئی اپنے فون سے ویڈیو بناتا ہے تو اس ویڈیو میں ہلنے اور لرزنے کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جب آپ مستقل اپنے گردونواح کی ویڈیو بنا رہے ہوں۔ تاہم حضور انور نے جو ویڈیو بنائی تھی وہ بالکل غیر لرزاں تھی گویا وہ کسی ایسے کیمرے سے بنائی گئی ہو جو کسی tripod پر fix کیا گیا ہو۔

نماز کے لیے تاخیر کا شکار ہونا

اس شام نماز کا وقت آٹھ بجے مقرر تھا اس لیے اس دورانیہ میں احمد بھائی اور میں کچھ دیر کے لیے اپنے بستروں میں لیٹ کر ٹی وی دیکھنے لگے۔ شام سات بج کر چالیس منٹ پر احمد بھائی بستر سے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ میری آنکھ لگے ہوئے ابھی پانچ سے چھ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کیونکہ کچھ منٹوں کے بعد ہی مجھے ایک آواز سنائی دی جس نے مجھے بیدار کر دیا۔ مجھے لگا کہ احمد بھائی ہمارے کمرے میں واپس آئے ہیں لیکن جب میں نے آنکھیں کھولی تو میں حیران رہ گیا کیونکہ حضور انور میرے بیڈ کے قریب کھڑے تھے اور دروازہ پر دستک دینے کے بعد اندر تشریف لا چکے تھے اور آپ نے سلام بھی کہا تھا۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا میرا نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ نہایت موزوں سوال تھا کیونکہ نماز میں چند منٹ رہتے تھے اور میں سو رہا تھا۔ میں نے حضور انور کو بتایا کہ میں نے سات بج کر پچاس منٹ کا الارم لگایا ہوا ہے اور اسی دوران میرے فون پر الارم بجنے لگا۔

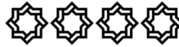
حضور انور نے ہمارے کمرے کا جائزہ لیا لیکن مجھے تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں آدھا نیند میں تھا اور طبیعت میں کچھ سستی بھی تھی۔ ایک دم اچانک سے میں نے حضور انور سے پوچھا کہ کیا ہمارے ٹوکیو میں قیام کے دوران آپ کچھ سیاحتی مقامات پر تشریف لے جائیں گے۔ بعد میں مجھے شرمندگی محسوس ہوئی کہ میں نے یہ کیوں پوچھا تھا۔ بہر حال حضور انور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

”میری شہر کو دیکھنے کی غرض سے باہر جانے کی ضرورت نہ ہے، میں پہلے ٹوکیو آ چکا ہوں اور وہ کافی ہے۔“

پھر حضور انور نے فرمایا کہ آپ نماز کے لیے نیچے تشریف لے جارہے ہیں اور یہ کہ میں وضو کر کے (بروقت) نماز کے لیے پہنچ جاؤں۔ جونہی حضور انور کمرے سے باہر تشریف لے گئے میں نے وضو کیا اور اگرچہ نماز کے پہلے حصہ میں کچھ تاخیر سے پہنچا تاہم پہلی رکعت میں نماز میں شامل ہو گیا۔

(حضور انور کا دورہ جاپان نومبر 2015ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 فروری 2023ء)



《37》

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

مہمانان سے ملاقات

روایتی کاروائی کی تکمیل پر حضور انور نے دعا کروائی، روایتی جاپانی کھانا مہمانان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جونہی کھانے کی ابتدائی ڈشیں پیش کی گئیں تو منہ میں پانی بھر آیا۔ اس لیے مہمانان سے ملنے سے پہلے میں نے کچھ تازہ prawns لیے جو بہت مزیدار تھے۔

اگلے نصف گھنٹہ میں مختلف مہمانوں سے ملاقات کرتا رہا اور جس طرح انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور یہ کہ حضور انور کے خطاب نے ان پر کیا اثر کیا ہے، بہت شاندار تھا۔

میں ایک دوست سے ملا جن کا نام Mr: Itesen تھا جو حضور انور کا خطاب سننے کے بعد بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے تئیں کس قدر خوش قسمت اور سعادت مند خیال کر رہے ہیں کہ حضور انور نے انہیں جاپان تشریف لا کر شرف بخشا ہے اور ان کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروایا ہے۔ انہوں نے کہا ”عام طور پر ہمیں مسلمانوں کو ملنے کا موقع نہیں ملتا لیکن آج ہم دنیا کے سب سے عظیم مسلمان سے ملے ہیں۔ ہم کس قدر خوش قسمت ہیں! خلیفہ کو دیکھوں تو مجھے سچائی، امانت داری اور حکمت نظر آتی ہے۔ آپ کی جاپان تشریف آوری کا مقصد ہمیں امن کا پیغام دینا ہے اور اسلام کی سچائی کے بارے میں ہمیں بتانا ہے۔“

میری ملاقات ایک جاپانی دوست جن کا نام Takeshikoko تھا سے ہوئی انہوں نے بتایا ”جاپانی لوگوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ مسلمان برے لوگ ہیں لیکن میں اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ کے خلیفہ مجسم امن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں 70 سال قبل کی غلطیاں دوہرانی نہیں چاہئیں اور ایسے ظلم کو دوبارہ واقعہ ہونے سے روکنا چاہئے۔“

ایک دوسرے مہمان Mr: Miura نے کہا کہ حضور انور نے جاپان کے لوگوں کو ایک خاص پیغام دیا ہے۔ انہوں نے کہا

”خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو (لڑائی پر) ابھارا جائے بلکہ یہ یکجہتی کا وقت ہے اور یہ کہ ایک دوسرے سے محبت سے پیش آیا جائے۔“

Asahi Shimbun اخبار کے ساتھ انٹرویو

الحمدللہ Tokyo کا استقبالیہ اللہ کے خاص فضلوں کا متحمل ثابت ہوا جس کے فوراً بعد حضور انور کا انٹرویو Asahi Shimbun اخبار کے نمائندہ نے کیا، جو جاپان کے میڈیا میں معزز مقام رکھتا ہے اور اس کے قارئین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچتی ہے۔

دوران انٹرویو حضور انور سے سوال ہوا کہ احمدیت دنیا کے کن حصوں میں پھیل چکی ہے جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

”جاپان میں ہماری جماعت چھوٹی ہے لیکن دنیا کے دوسرے حصوں میں ہماری تعداد کافی زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر افریقہ میں کئی ملین احمدی ہیں۔ تاہم ہماری جماعت چھوٹی ہو یا بڑی اہم بات یہ ہے کہ احمدیوں کو ہمیشہ بہت مخلص اور اسلامی تعلیمات پر سچے دل سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔“

جاپان کے لوگوں کے لئے حضور انور کے پیغام کے بارے میں پوچھے گئے سوال پر حضور انور نے فرمایا:

”دنیا ایک اور جنگ عظیم کی طرف بڑھ رہی ہے اس لیے ایک ملک کی حیثیت سے جاپان کو دنیا میں امن کے قیام کی کوشش کرنی چاہئے اور جملہ تنازعات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

ایک جذباتی منظر اور حضور انور کی شہداء کے لیے محبت

شاپنگ سنٹر پر Coffee کے لیے رکنے پر ڈاکٹر تنویر صاحب نے مجھے اپنے والد صاحب کے بارے میں بتایا جن کا نام سید لئیق احمد شہید تھا اور وہ 28/ مئی 2010ء کے لاہور مساجد کے حملے میں شہید ہوئے تھے۔ ڈاکٹر تنویر صاحب نے مجھے بتایا کہ ربوہ میں تدفین کے وقت جماعت کے بزرگوں نے

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد خاندان نے انہیں اپنے ہاتھوں سے کھانا پیش کیا اور اس کو اپنے لیے باعث فخر خدمت سمجھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ سخت شرمندہ ہو رہے تھے تاہم ہر احمدی کی محبت اور جذبات ان کے لیے حیران کن تھے۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ جس دوران ان کے والد صاحب کی تدفین ہو رہی تھی کئی دیگر احمدی شہداء کی بھی تدفین جاری تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس دوران انہوں نے دیکھا کہ ایک معمر احمدی خاتون تیزی سے قبروں میں آگے پیچھے چل رہی ہیں۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی قریبی گاؤں کی خاتون تھیں اور پاکستان کے دیہاتی لوگوں کی طرح وہ کم خواندہ اور سادہ لگ رہی تھیں۔ چند منٹوں کے بعد ڈاکٹر صاحب اس خاتون کے پاس پہنچے اس خیال سے کہ شاید وہ کسی معین قبر کی تلاش میں ہیں جس پر وہ دعا کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے اس خاتون سے پوچھا کہ کیا وہ کسی معین شہید کی قبر ڈھونڈ کر وہاں دعا کرنا چاہتی ہیں۔ جس پر انہوں نے اوپر دیکھا اور کہا ”یہ سب میرے ہیں۔ یہ سب میرے ہیں۔ ہر احمدی شہید میرا (عزیز) ہے۔“

اس پر انہیں احساس ہوا کہ ان کی اس قدر بے چینی اور قبروں میں آگے پیچھے ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہر شہید کو اپنا عزیز اور فیملی ممبر خیال کر رہی تھیں۔ ڈاکٹر تنویر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ اس شدید صدمے کی حالت میں حضور انور نے ذاتی طور پر ان کے افراد خانہ سے فون پر گفتگو فرمائی اور ہر فردِ واحد سے گفتگو فرمائی۔

مجھے اپنا وقت یاد آگیا کہ ان دنوں شہداء کے رشتہ داروں کی ایک لمبی فہرست تھی جو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں تھی۔ ہر روز حضور انور وقت نکال کر (شہید کے) ہر فرد خاندان سے فون پر گفتگو فرماتے۔ آپ ان سے لمبی گفتگو فرماتے اور انہیں حوصلہ دیتے اور ان کی زندگیوں کے بارے میں استفسار فرماتے۔ یقیناً حضور انور کی ہر احمدی سے محبت اور ان کا خیال رکھنا (غیر معمولی طور پر) حیران کن ہے۔

احمدیوں سے ملاقات

سوموار کا دن جاپان میں ہمارا (دورہ کا) آخری دن تھا۔ تاہم یہ خیال کہ حضور انور اگلے دن صبح 13 گھنٹے کی فلائٹ پر سفر کرنے والے ہیں اس لیے آپ کا شیڈول شاید اس شام کچھ ہلکا پھلکا ہو گا، ہر گز درست نہیں ہے۔

بلکہ حضور انور نے ایک بھرپور فیملی ملاقاتوں کے Session کا انعقاد فرمایا جس میں لوکل جماعت کے افراد سے ملاقات فرمائی اور چند بیرون ملک سے آنے والے احمدیوں سے بھی ملاقات فرمائی۔

میری ملاقات ایک انڈونیشین خاتون سے ہوئی جن کا نام Triagustiani صاحبہ تھا جو جاپان سے اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ تشریف لائی تھیں۔ ان کی خوشی دیدنی تھی کیونکہ وہ حضور انور سے پہلی بار ملاقات کر رہی تھیں۔

انہوں نے بتایا کہ ”ہم ہزاروں میل کا سفر کر کے بچوں کے ساتھ حضور انور کو ملنے کے لیے آئے ہیں اور مالی لحاظ سے بھی یہ آسان نہیں ہے۔ لیکن اپنے خلیفہ کو ملنے سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے اس کے مقابل پر یہ روکیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ میں کس قدر خوش قسمت ہوں! ہم دعا کر رہے ہیں کہ حضور انور انڈونیشیا تشریف لائیں یقیناً ایسے بابرکت دورے سے ہمارا ملک یکسر بدل جائے گا۔ اپنی گفتگو کے دوران وہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ انہیں ان کے بچوں اور شوہر کو حضور انور سے ملنے کی جو سعادت نصیب ہوئی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

میری ملاقات فرحان ملک صاحب (بعمر چونتیس سال) سے بھی ہوئی جن کی فیملی جاپان شفٹ ہوئی تھی جب وہ ایک بچے تھے۔ وہ اپنی اہلیہ کے ہمراہ تھے جن کا نام Yuka Jasmin تھا جو ایک جاپانی خاتون تھیں اور 2009ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ Yuka صاحبہ انگریزی نہیں بول نہیں سکتی تھیں اس لیے ان کے شوہر ترجمہ کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ”جب سے میں احمدی مسلمان ہوئی ہوں میرے جملہ مسائل اور پریشانیوں کا جیسے رستہ نکل آیا ہو اور یہ راستہ دعا کا ہے۔ میرے

ساتھ پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا لیکن اب مجھے جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں اور اس سے مدد مانگتی ہوں اور اللہ ہمیشہ میری مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔''

ائرپورٹ پر حضور انور کا الوداع

حضور انور کی لندن واپسی کے لیے فلائٹ اگلے روز صبح 11 بجے Narita انٹر نیشنل ائرپورٹ سے تھی جو ہوٹل سے ایک گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ اس لیے 7:55 منٹ پر حضور انور اور قافلہ کے دیگر ممبران ہوٹل سے روانہ ہوئے جس سے قبل حضور انور نے دعا کروائی۔

ایئرپورٹ پر پہنچنے کے بعد جماعت احمدیہ جاپان کے لوکل ممبران نے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو الوداع کہا۔ یہ تو خوب عیاں تھا کہ وہ اپنے خلیفہ سے دوری کی وجہ سے غمگین ہو رہے تھے جبکہ وہ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ دوبارہ یہ قربت کا موقع انہیں کب نصیب ہوگا۔ نہایت محبت سے حضور انور نے لوکل جماعت کے ممبران سے security area (جہاں صرف مسافر ہی داخل ہو سکتے ہیں) میں داخل ہونے سے قبل ملاقات فرمائی۔

ایک ہنگامہ خیز فلائٹ

سیکیورٹی کلیئرنگ کے بعد حضور انور اور خالہ سبوحی ائرپورٹ لاؤنج میں انتظار گاہ میں تشریف لے گئے جبکہ ہم (جملہ ممبران قافلہ) ڈیوٹی فری ایریا میں چلے گئے، تاکہ گھر کے لیے کچھ تحائف خرید سکیں۔ جب ہم برٹش ایئرویز کے جہاز میں گیارہ بجے پہنچے تو میں غمگین تھا کہ ہمارا سفر ختم ہونے جارہا ہے۔ مجھے جاپان بہت یاد آئے گا۔

ہماری جاپان کے لئے پرواز بہت آرام دہ تھی لیکن واپسی کی پرواز اس سے بہت مختلف تھی۔ پرواز کے پہلے گھنٹے میں بہت شور شرابہ تھا یہاں تک کہ جہاز میں صرف شور ہی نہیں تھا بلکہ بری طرح سے shake کر رہا تھا۔ جہاز کے کپتان کی طرف سے جہاز کے عملے کو ہدایت جاری ہوئی کہ وہ بھی سیٹوں پر بیٹھ جائیں کیونکہ ہم تیز ہواؤں سے گزر رہے تھے۔

یہ شور شرابہ اس قدر زیادہ تھا کہ بہت سے لوگ بہت زیادہ فکر مند ہو رہے تھے۔ ندیم امینی صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک جاپانی خاتون جو ان کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھیں ایسا لگتا تھا کہ وہ بے ہوش ہو جائیں گی۔

عام حالات میں شاید میں بھی پریشان ہو جاتا اور بہت زیادہ خوفزدہ ہو جاتا کیونکہ میں دنیا کا سب سے اچھا جہاز میں سفر کرنے والا نہیں ہوں تاہم جتنا بھی شور شرابہ ہوا مجھے کوئی پریشانی یا فکر نہ ہوئی اور یہی بات باقی جملہ قافلہ ممبران کے لئے بھی درست ہو گی۔ اس کی سادہ وجہ یہ تھی کہ ہم سب جانتے تھے کہ حضور انور اس جہاز میں موجود ہیں، ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے گا۔ اس لیے بجائے جہاز کے گرنے سے بچنے کی دعائیں کرنے کے میں اللہ تعالی کے شکرانے کے لیے دل سے اٹھنے والی دعاؤں میں مصروف رہا کہ میں اس جہاز میں سفر کر رہا ہوں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح سفر فرما رہے ہیں۔ ایک گھنٹے کے بعد یہ شور شرابہ ختم ہو گیا جس کے بعد باقی فلائٹ نہایت اطمینان سے گزری۔

لندن میں ورود مسعود

فلائٹ لندن Heathrow ایئرپورٹ پر لوکل وقت کے مطابق 2:45 منٹ پر اتری جہاں حضور انور کا مکرم امیر صاحب یوکے نے استقبال کیا، ٹھیک ایک ہفتے کے بعد جہاں انہوں نے حضور انور کو الوداع کہا تھا۔ چند منٹوں کے انتظار کے بعد جس دوران ہمارے پاسپورٹس پر مہریں لگیں قافلہ مسجد فضل لندن پہنچا جہاں سینکڑوں احمدیوں نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

اختتامیہ

جب ہم گھر پہنچے تو میرے ذہن میں اس دورے کے بے شمار فضلوں کے خیالات آنے لگے جن کا میں خود گواہ تھا۔ ایسے وقت میں جب دنیا تیزی سے لڑائی اور فساد کی طرف بڑھ رہی ہے اور ایسے وقت میں جب اسلام کو مستقل طور پر بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ہمارے خلیفہ نے نہایت

شاندار طریق پر جاپانی لوگوں کو قرآنی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے روشناس کروایا ہے۔

Nagoya اور Tokyo میں منعقد ہونے والے استقبالیہ میں اور میڈیا انٹرویوز میں حضور انور کا عالمی امن کا پیغام براہ راست جاپانی لوگوں تک پہنچا۔ Meiji Shrine میں حضور انور نے خدائے واحد و یگانہ کا پرچار فرمایا اور کئی میٹنگز میں حضور انور نے لوکل احباب کے سوالات کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جوابات عطا فرمائے۔

ذاتی حیثیت میں یہ ایک نہایت خاص اور خدا تعالیٰ کے بیش بہا افضال کا متحمل دورہ تھا۔ جس کے لیے میں اللہ تعالی کا کماحقہ شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو صحت و سلامتی والی دراز اور فعال عمر سے نوازے جو خوشی سے بھری ہوئی ہو اور جملہ احمدی احباب آپ کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔ آمین

(حضور انور کا دورہ جاپان نومبر 2015ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 فروری 2023ء)



﴾38﴿

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

4/ مئی 2016ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ Scandinavian ممالک (ڈنمارک اور سویڈن) کے 19 روزہ دورے پر روانہ ہوا۔

Copenhagen میں آمد اور حضور انور کی اپنی اہلیہ کے لیے فکر مندی

جب ہم جہاز سے اترے تو حضور انور کو محترم امیر صاحب ڈنمارک مکرم محمد ذکریا صاحب اور چند ایئر پورٹ اسٹاف کے ممبران نے خوش آمدید کہا۔ حضور انور کو آگاہ کیا گیا کہ قافلہ کو امیگریشن سے گزرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی کہ حضور انور اور قافلہ ممبران کی گاڑیاں تیار ہیں اور قریب ہی حضور کی منتظر ہیں۔ تاہم ان گاڑیوں تک پہنچنے کے لیے ضروری تھا کہ بہت سی سیڑھیوں سے اترا جائے۔ جیسا کہ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور کی خالہ سبوحی کے لیے محبت مثالی ہے اور ان سیڑھیوں کو دیکھنے پر حضور انور نے خود ائیر پورٹ کے اسٹاف سے استفسار فرمایا کہ کیا لفٹ کی سہولت ہے؟ کیونکہ خالہ سبوحی کو لمبے عرصے سے گھٹنوں کی درد کی شکایت ہے۔ افسوس کہ لفٹ کچھ دور تھی اس لیے خالہ سبوحی کو نہایت حوصلے اور صبر سے چل کر سیڑھیاں اترنی پڑیں اور حضور انور آپ کے پیچھے چلتے رہے۔

ادائیگی نماز اور معائنہ

چند منٹوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ سے چند میٹر کی مسافت طے کر کے مسجد تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا فرمائیں۔ نمازیں ادا کرنے کے بعد حضور انور نے اس عمارت کے معائنے کی ہدایت فرمائی تا کہ گزشتہ دورے کے بعد ہونے والی تبدیلیوں اور مزید کاموں کا جائزہ لے سکیں۔

حضور انور کو تہہ خانے کا ایک ہال بھی دکھایا گیا جہاں مسجد میں نمازیوں کی گنجائش پوری ہونے پر نماز ادا کی جا سکتی تھی۔ اس کمرے (ہال) کو دیکھنے پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا ہال میں موجود لوگ امام سے آگے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں امیر صاحب نے بتایا کہ صرف ہال کا پچھلا حصہ مسجد کی گنجائش سے زائد نمازیوں کی نماز ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے تا کہ کوئی نمازی امام سے آگے کھڑا ہو کر نماز ادا نہ کرے۔ انہوں نے ایک چھوٹے سے نشان کی طرف اشارہ کیا جو pen کے ساتھ دیوار پر لگایا گیا تھا جو ان کے کہنے کے مطابق حد تھی کہ لوگ یہاں سے آگے نماز ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو بہت چھوٹا سا نشان ہے اور بہت سے لوگ تو اس کو دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ اس لئے آپ کو اس جگہ سے آگے ایک ظاہری روک بنانی چاہیے تا کہ کسی وقت بھی کوئی بھی شخص امام کے آگے نماز ادا نہ کرے۔ یہ روک ایک سال تک رہنی چاہیے کیونکہ احباب جماعت کو اس حد کو یاد رکھنے کے لیے اتنا عرصہ تو ضرور درکار ہو گا۔

یہ ایک اور مثال تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کس طرح احباب جماعت کی جملہ امور میں رہنمائی فرماتے ہیں اور یہ بھی کہ آپ کی کس قدر توجہ اس امر پر ہوتی ہے کہ ہماری جماعت کا ہر عمل اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہو۔

مہمان نوازی کے متعلق حضور انور کی راہنمائی

بعد ازاں حضور انور کو اس عمارت کے دیگر کمرے دکھائے گئے۔ جب حضور انور کو ایک معین کمرہ دکھایا گیا تو ہالینڈ جماعت کے ایک ممبر نے بتایا کہ عام طور پر یہ کمرہ بطور دفتر استعمال ہوتا ہے لیکن ان دنوں ایم ٹی اے (لندن) کی رہائش کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اس دوست نے اردو کا لفظ ''قبضہ'' استعمال کیا تھا۔ اس کے سنتے ہی حضور انور نے فرمایا۔

''قبضہ تو اس وقت ہوتا ہے جب کوئی بغیر دعوت کے آ جائے اور بلا ضرورت آ جائے، اس لئے اگر آپ کو ایم ٹی اے کی خدمات نہیں چاہئیں تو میں ان کو گھر بھجوا دیتا ہوں اور آپ میرے خطبہ جمعہ کی transmission کا انتظام اپنے طور پر کر لیں۔ یوں یہ کہنے کی بجائے کہ انہوں نے کمرے پر قبضہ

کیا ہوا ہے آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ان دنوں ایم ٹی اے کے مہمانان اس کمرے کو اپنے کام اور سامان وغیرہ رکھنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔"

حضور انور کے تبصرہ سے ایم ٹی اے کی ٹیم کے لیے آپ کی محبت خوب عیاں تھی جو لندن سے حضور انور کے دورہ جات کے دوران آپ کے ہمراہ سفر کرتے ہیں نیز اس تبصرہ سے حقیقی مہمان نوازی کی اہمیت اجاگر ہوئی۔

کسی بھی مہمان کو کبھی بھی ناپسندیدگی کا احساس نہیں دلانا چاہیئے یا یہ کہ وہ کسی بھی طرح کا بوجھ ہے۔ یوں حضور انور کا تبصرہ ایک مثال تھا اور سب لوگوں کے لیے سبق آموز تھا۔ حضور انور کبھی ایسی بات کا پرچار نہیں فرماتے جب تک خود اس پر عمل نہ فرمائیں۔ پس کئی احمدی اور غیر احمدی احباب حضور انور کی مہمان نوازی اور اکرام ضیف کے اعلیٰ معیار کی گواہی دے سکتے ہیں۔

حضور انور نے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ اور آپ کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کی ہے جو اپنے مہمانان کا اکرام بہترین اور اعلیٰ رنگ میں فرماتے تھے۔ حضور انور کے پُر حکمت الفاظ اور تبصرہ سننے کے بعد اس میزبان کا رویہ یقینی طور پر اپنے تبصرہ پر معذرت خواہانہ تھا۔

اضافی پندرہ منٹ

رات کے کھانے کے بعد حضور انور مسجد تشریف لائے اور نماز مغرب وعشاء کی امامت فرمائی نیز عمارت کے بعض ایسے حصوں کا معائنہ فرمایا جو ابھی تک نہیں دیکھے تھے۔ مثال کے طور پر آپ نے اپنے سکیورٹی سٹاف کے لیے کئے گئے رہائش کے انتظامات کا جائزہ لیا۔

ایک موقع پر حضور انور نے خاکسار کی طرف دیکھا اور استفسار فرمایا کہ میں کہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ دیگر دفتر کے اسٹاف کے ساتھ میں ایک قریبی ہوٹل میں رہائش پذیر ہوں کیونکہ مسجد میں رہائش کے لیے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ حضور انور نے فوراً استفسار فرمایا کہ کیا وہاں سب کچھ ٹھیک ہے؟ جس پر میں نے عرض کی کہ جی حضور، سب ٹھیک ہے۔

میں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس قدر مصروفیت کے باوجود حضور انور کس طرح چھوٹی چھوٹی تفصیلات کے لیے وقت نکال لیتے ہیں اور یہ یقین دہانی کرنے کے لیے بھی کہ آپ کے ساتھ خدمت کرنے والے آرام سے ہیں۔ اپنی رہائش گاہ پر واپسی کے وقت حضور انور نے توقف فرمایا اور استفسار فرمایا کہ فجر کی نماز کتنے بجے ادا ہو گی۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ نماز فجر کا وقت چار بجے رکھا گیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ طلوع آفتاب کا معین وقت کیا ہے؟ بتائے جانے پر حضور انور نے فرمایا ''ہم نماز فجر سوا چار پر بھی ادا کر سکتے ہیں بجائے چار بجے کے۔ اس سے لوگوں کو مسجد آ کر نماز ادا کرنے میں آسانی ہو گی۔''

حضور انور کی توجہ ہمیشہ اس طرف رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی احباب مسجد میں آ کر نماز ادا کریں۔ اس لئے طلوع آفتاب کے متعلق استفسار کرنے کے بعد آپ نے اضافی پندرہ منٹ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر بڑھا دیے۔ ان اضافی پندرہ منٹ کے حصول پر جو لوگ تہہ دل سے حضور انور کے شکر گزار تھے، ان میں سے ایک میں بھی تھا۔

لوکل میئر (صاحبہ) کا حضور انور کو خوش آمدید کہنا

5 ر مئی بروز جمعرات لوکل میئر Mrs Helle Adelborg اور دیگر چار لوکل کونسل کے ممبران مسجد تشریف لائے تا کہ حضورانور کو سرکاری طور پر ڈنمارک میں خوش آمدید کہہ سکیں اور خاص طور پر Hvidovre شہر میں جہاں یہ مسجد واقع ہے۔ ایک احمدی کونسلر بھی تھے جن کا نام کاشف احمد ہے۔

میئر صاحبہ کا تبصرہ

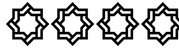
اس میٹنگ کے اختتام پر میں، میئر صاحبہ سے ملا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضور انور سے کس قدر متاثر ہیں اور وہ خود کو کس قدر خوش قسمت خیال کرتی ہیں کہ انہیں حضور انور کا پیغام سننے کا موقع ملا۔

Mayor Adelborg نے بتایا کہ:

”خلیفۃ (المسیح) بہت پُر حکمت اور شفیق وجود ہیں۔ آپ کی مسکراہٹ دل کو موہ لینے والی ہے اور باوجود اس قدر اہم مذہبی شخصیت ہونے کے آپ بہت عاجز ہیں۔ خلیفہ کی ساری گفتگو کا زور اسی بات پر تھا کہ دنیا میں امن قائم ہونا چاہیے۔ مجھے فخر ہے کہ ایسے پُر امن اور عزت مآب مسلمان لیڈر نے ہمارے شہر کا دورہ کیا ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ موقع ملا اور میں اس دن کو لمبے عرصے تک یاد رکھوں گی۔“

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 مارچ 2023ء)



﴿39﴾

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز ؏

احمدیوں کے جذبات

اس شام حضور انور نے کئی احمدی خاندانوں سے فیملی ملاقاتوں کے سیشن میں ملاقات فرمائی۔ اس دوران میری ملاقات لوکل جماعت کے چند ممبران سے بھی ہوئی، جنہوں نے مجھے بتایا کہ حضور انور کے ڈنمارک دورہ سے کس قدر فیوض و برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور خلافت سے حاصل ہونے والی ذاتی برکات کا تذکرہ بھی کیا۔

ایک نوجوان شادی شدہ جوڑا جن سے میری ملاقات ہوئی وہ محترم حمید الرحمن (بعمر 29 سال) اور ان کی اہلیہ شازیہ احمد تھیں۔ ہماری گفتگو کے دوران محترم حمید صاحب جذباتی ہو گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے جب انہوں نے بتایا کہ:

"میں بہت زیادہ جذبات سے مغلوب ہوں کیونکہ مجھے ابھی ابھی حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حضور انور کی دعائیں ہی ہیں جن کی مجھے زندگی بھر ضرورت ہے۔"

ان کی اہلیہ محترمہ شازیہ صاحبہ بھی جذبات سے لبریز تھیں۔ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ "حضور انور کی صحبت میں گزرے ہوئے لمحات میری زندگی کے سب سے قیمتی لمحات تھے۔ ہمارے خلیفہ شفیق، محبت کرنے والے اور بہت نرم دل ہیں۔ جب میں حضور انور کے سامنے بیٹھی تھی تو مجھے احساس ہوا کہ آپ کس قدر وجیہہ اور نیک ہیں اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میری روحانی طور پر صفائی ہو رہی ہو۔"

پھر میری ملاقات ایک احمدی فیملی سے ہوئی جو گزشتہ تیس سال سے ڈنمارک میں رہائش پذیر تھے۔ ان کے والد کا نام محترم طارق محمود بٹر تھا اور ان کی اہلیہ محترمہ فوزیہ بٹر صاحبہ تھیں اور ان کے ساتھ

ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا بھی تھا۔ ہم دس منٹ تک سیر کرتے رہے اور ساری فیملی خاص طور پر محترمہ فوزیہ صاحبہ اور ان کی بیٹیاں بہت زیادہ جذبات سے مغلوب تھیں۔ حضور انور سے اپنی ملاقات کے بارے میں محترمہ فوزیہ صاحبہ نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ:

”میں چاہتی ہوں کہ اس لمحہ جو اطمینان مجھے حاصل ہے اسے اپنے اندر قید کر لوں تاکہ وہ کبھی بھی میرے دل کو خیر باد نہ کہہ سکے۔ ہم ایک خواب کی سی کیفیت میں (ملاقات کر رہے) ہوتے ہیں جس سے ہم کبھی بھی بیدار نہیں ہونا چاہتے۔“

پھر میری ملاقات مکرم طارق صاحب کی بڑی بیٹی محترمہ عوراج صاحبہ سے ہوئی جن کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ دوران گفتگو وہ آنسو بہاتی رہیں اور خلافت سے محبت کی وجہ سے جذبات سے لبریز تھیں۔ وہ کچھ دیر کے لیے گفتگو کرتیں پھر اپنے آنسو صاف کرتیں اور کچھ توقف کے بعد پھر گفتگو کرنے لگتیں۔

محترمہ عوراج صاحبہ نے بتایا کہ ”جو جذبات اور احساسات میرے دل میں موجزن ہیں ان کو بیان کرنا میری بساط میں نہیں ہے۔ حضور انور ایک طویل عرصہ کے بعد تشریف لائے ہیں اس لیے مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ واقعی یہاں (ہمارے پاس) ہیں۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ حضور انور روزانہ مسجد کے لیے تشریف لے جاتے ہیں، ہمارے پاس سے گزرتے ہیں اور میں آپ کو روزانہ دیکھ سکتی ہوں۔“

پھر محترمہ عوراج صاحبہ جذبات سے مغلوب ہو کر رونے لگیں اور ان کے لیے مزید گفتگو کرنا ممکن نہ رہا۔ مجھے احساسِ ندامت ہوا کہ میری گفتگو نے ان کو اس قدر مغموم کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے ان سے معذرت کی۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ان کے آنسو خوشی کے آنسو ہیں، غم کے نہیں، اس لیے مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد ان کی والدہ محترمہ فوزیہ صاحبہ نے دوبارہ گفتگو جاری رکھی اور بتایا کہ:

''میری بیٹی کی یہ کیفیت محض خلافت سے محبت کی وجہ سے ہے۔ ہماری زندگیوں میں صرف ایک ہی خوف ہے اور وہ یہ کہ ہمارا خلیفہ کبھی ہم سے ناراض نہ ہو۔ جب تک آپ خوش ہیں تو ہماری زندگیاں مکمل ہیں۔''

ایک اور دوست جن سے میری ملاقات ہوئی ان کا نام مکرم ذکی احمد (بعمر 37 سال) تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور انور کی شخصیت نے کس طرح انہیں اور ان کے کئی دوسرے احباب کو متاثر کیا ہے۔ محترم ذکی صاحب نے بتایا کہ:

''بسا اوقات ہم اپنے فرائض کی ادائیگی اور جماعتی خدمت میں بھی تساہل کر جاتے ہیں لیکن جب آپ حضور انور کو دیکھتے ہیں اور ان کی نیکی اور تقویٰ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس سے آپ متاثر ہوتے ہیں اور آپ کو تقویت ملتی ہے۔ حضور انور کی موجودگی سے آپ کو جماعتی خدمات کے لیے مضبوط عزم و ہمت ملتی ہے اور یہ کہ آپ حقیقی اسلام (احمدیت) کا پیغام پھیلائیں۔ خلافت ایک مقناطیس کی طرح ہے کیونکہ اس کی کشش اس قدر زیادہ ہے کہ جتنا زیادہ آپ حضور انور کو دیکھتے ہیں اتنا ہی آپ حضور انور کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔''

حضور انور کے پُر حکمت الفاظ

میری ملاقات ایک احمدی دوست مکرم مشہود احمد صاحب (بعمر 32 سال) سے ہوئی، جنہوں نے مجھے اپنی ملاقات جو حضور انور کے ساتھ کچھ سال قبل ہوئی تھی کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات سے ایک رات پہلے ان کے ہاں چوری ہو گئی تھی اور ان کی قیمتی اشیاء اور کپڑے چوری ہو گئے تھے۔ ان کے پاس پیسے اور وقت نہیں تھا کہ وہ شاپنگ کر سکتے اس لیے وہ اس ملاقات میں نہایت سادہ اور عام لباس میں حاضر ہو گئے اور اپنی حالت پر نہایت نادم تھے۔

پس جونہی وہ ملاقات کے لیے حاضر ہوئے انہوں نے حضور انور کو اس چوری کے بارے میں بتایا اور اپنے حلیے پر معذرت کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ”بالکل پریشان نہ ہوں۔ شاید، چور کو آپ سے زیادہ آپ کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔“

محترم مشہود صاحب نے بتایا کہ وہ حضور انور کی شفقت اور آپ کے پر حکمت الفاظ سے حیران رہ گئے۔ اس واقعہ کے متعلق محترم مشہود صاحب نے بتایا کہ ” حضور انور کے الفاظ سننے کے بعد مجھے دوبارہ کبھی اپنے نقصان کے بارے میں سوچ کر کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ اس دن کے بعد سے میں نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے افضال اور نصرت کے نظارے بار بار دیکھے ہیں۔“

احمدیوں کے جذبات

6/ مئی 2016ء کی شام کو حضور انور نے ڈنمارک میں رہنے والی فیملیز سے ملاقات فرمائی۔ ایک دوست محترم خاور احمد (بعمر 35 سال) کی حضور انور سے ملاقات ہوئی جو پاکستان سے 2012ء میں ڈنمارک شفٹ ہوئے تھے۔ ان کی حضرت خلیفۃ المسیح سے پہلی ملاقات کے بعد میری ان سے گفتگو ہوئی۔ میں اچھی طرح سمجھ سکتا تھا کہ وہ جذبات سے مغلوب تھے۔

محترم خاور صاحب نے بتایا کہ ”جب میں نے حضور انور کو دیکھا تو ایک وجیہہ شخصیت، محبت اور شفقت خوب عیاں تھی۔ میرے جو جذبات تھے وہ اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئے۔ میری اہلیہ اور میرا دونوں کا یہی خیال ہے کہ خلیفہ وقت کی دعائیں ہی ہیں جن سے جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔“

پھر میری ملاقات ایک Danish خاتون سے ہوئی جن کا نام محترمہ Munira Krogh تھا، جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں احمدیت قبول کی تھی۔ ان کے شوہر محترم Kamal Krogh صاحب نے بھی 1960ء کی دہائی کے آخری سالوں میں احمدیت قبول کی تھی اور چند سال قبل اپنی وفات تک کئی سال بطور سیکرٹری تبلیغ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ محترمہ منیرہ صاحبہ کو اس دورہ کے دوران دو مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا موقع ملا۔ ایک

ذاتی ملاقات اور دوسرے موقع پر دفتری ملاقات ہوئی۔ دوسری دفتری ملاقات کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ڈینش ترجمہ قرآن کی دہرائی کی خدمت کا موقع مل رہا تھا اس لیے اس کام کے حوالہ سے حضور انور کی رہنمائی درکار تھی۔ محترمہ منیرہ صاحبہ کے تجربات کو سننا میرے لیے بے حد دلچسپی کا باعث تھا۔ محترمہ منیرہ صاحبہ نے اپنے تجربات کا کچھ یوں تذکرہ کیا کہ:

"میں خود کو بے حد خوش نصیب تصور کرتی ہوں کیونکہ میں تیسرے خلیفہ صاحب، چوتھے خلیفہ صاحب اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف ملا ہوا ہے۔ مجھے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ بہت اچھی طرح یاد ہے۔ آپ کی شخصیت اس قدر دوستانہ تھی اور شفیق تھے اور آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر ہی میں نے احمدیت قبول کی تھی۔ آپ کو اتنے سال قبل دیکھنا جب میں ایک نوجوان لڑکی تھی، نہایت متاثر کن تھا اور اس سے میری شخصیت پر ایک دیرپا متاثر کن اثر تھا۔"

محترمہ منیرہ صاحبہ نے مزید بتایا کہ "میں پیارے حضور کا خطبہ جمعہ ہر ہفتے سنتی ہوں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ میں دیکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ہماری جماعت کو اپنے فضلوں سے نواز رہا ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں خلافت نصیب ہوئی ہے کیونکہ جملہ دیگر اسلامی گروپس اور فرقے باہم منقسم ہیں لیکن جماعت احمدیہ مسلمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر متحد ہے۔

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 مارچ 2023ء)



﴿40﴾

ع اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

برکات خلافت

اگلے دن میری ملاقات ایک عرب احمدی دوست سے ہوئی، جن کا نام محترم طارق البابا صاحب (بعمر 54 سال) تھا۔ ان کا تعلق بیروت سے تھا لیکن کئی سال سے ڈنمارک میں رہائش پذیر ہیں۔ محترم طارق صاحب نے 1986 میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے خاکسار سے ذکر کیا کہ کس طرح تسلسل کے ساتھ خوابوں نے ان کی احمدیت کی طرف رہنمائی کی اور یہ بھی کہ جب وہ ان خوابوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو ان کا لفظ لفظ پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس روز حضور انور سے اپنی ملاقات کے بارے میں محترم طارق صاحب نے بتایا کہ

’اگرچہ یہ سن کر آپ کو تعجب ہو گا، تاہم مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں حضور انور کو ملنے کے بعد اڑ رہا ہوں۔ میں اپنی خوشی اور مسرت کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کی ذات ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اکٹھا کرنے کے لیے بھجوایا ہے اور آج امت مسلمہ کو خلافت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں سے آئے دن استہزاء کیا جاتا ہے اور دنیا میں اپنا وقار کھو چکے ہیں جس کی بحالی محض خلافت سے ممکن ہے۔‘

محترم طارق صاحب نے مزید کہا کہ

’ہم کس قدر خوش قسمت ہیں کیونکہ ہمارے خلیفہ صرف احمدیوں کے لیے نہیں ہیں بلکہ آپ کا وجود سب پر یکساں سایہ فگن ہے۔ آپ ہمارے چرواہے ہیں اور ہم آپ کی بھیڑیں۔ مجھے دوسرے مسلمانوں سے ہمدردی ہے جو اس (خلافت) کی برکات سے محروم ہیں۔‘

ایک ایمان افروز گفتگو

پھر میری ملاقات ایک نوجوان عرب خادم سے ہوئی جن کی عمر بیس سے بائیس سال کی ہوگی۔ جو ڈنمارک میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ ان کی گفتگو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ڈنمارک میں بطور احمدی پلے بڑھے ہیں لیکن بعض غیر احمدی دوستوں کے اثر کے نتیجے میں وہ گزشتہ چند سالوں سے جماعت سے لاتعلق ہو چکے تھے۔ وہ غیر احمدی دوست انہیں بار بار یہی باور کرواتے کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان باتوں کا اثر ان کے ایمان پر ظاہر ہونا شروع ہوا اور وہ جماعت سے لاتعلق ہو گئے اور مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے خاص طور پر دو غیر احمدی دوست ایسے تھے جنہوں نے انہیں احمدیت سے دور کیا تھا۔ ان دونوں دوستوں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ

'وہ دونوں میرے قریبی اور پُر اعتماد دوست تھے۔ تاہم ایک شام ان میں سے ایک نے مجھے نصف شب کے قریب فون کیا اور میں سن سکتا تھا کہ وہ پوری طرح نشے میں مدہوش تھا اور بے قابو ہو کر لایعنی طور پر بات کر رہا تھا۔ اس سے مجھے بہت مایوسی ہوئی۔'

انہوں نے مزید بتایا کہ

'پھر کچھ عرصہ کے بعد میرے دوسرے قریبی دوست کا بھی میرے ساتھ کوئی رابطہ نہ رہا اور چند دنوں کے بعد میں ان کی والدہ کو ملنے کے لیے گیا تا کہ ان کے بارے میں دریافت کر سکوں۔ وہ بے حد پریشان تھیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ گھر چھوڑ کر شام یا عراق چلا گیا ہے تاکہ داعش نامی ایک دہشت گردوں کی تنظیم کا حصہ بن سکے۔ چند ہفتوں کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ وہ شاید مر چکا ہے۔'

انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے دونوں دوستوں کی حالت کو دیکھنا میرے لیے ہوش رُبا ثابت ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ جو انہیں قائل کر رہے تھے کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں وہ خود نہایت غیر اسلامی حرکتوں میں ملوث تھے۔ بعد ازاں انہوں نے دوبارہ مسجد آنا شروع کر دیا اور وہ نہایت

شکر گزار ہیں کہ ان کا نہایت محبت سے استقبال کیا گیا اور ماضی میں منہ پھیر لینے پر ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے تجربات نے انہیں بتایا کہ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور یہ کہ احمدیت کے بارے میں کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہ ہے بلکہ ایسی چیز ہے جس پر فخر ہونا چاہیے۔

انہوں نے خاکسار سے خلافت کے بارے میں میرے ذاتی تجربات کی بابت دریافت کیا تو خاکسار نے عرض کی کہ میں کوئی امام یا مذہبی عالم نہیں ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اس قدر مذہبی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا جتنا کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلام اور احمدیت کی سچائی کے بارے میں میرا ایمان محض حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودات کی بناء پر ہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ بچپن میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف کئی مواقع پر ملا اور جوانی میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کئی سالوں سے قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ ان خلفاء کو دیکھنے اور جاننے کے نتیجے میں ایک بات یقینی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایسے وجود ہوتے ہیں جن کی شخصیت سچائی پر مبنی اور نہایت پُروقار ہوتی ہے۔ میں نے کہیں بھی ایسی امانت داری، سچائی اور نیکی نہیں دیکھی جیسی خلافت میں دیکھی ہے۔ اس لیے میں کبھی خلافت احمدیہ کے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

حضور انور سے ملاقات کے معاً میرے نئے دوست کہنے لگے کہ

’حضور انور کو دیکھتے ہی جو احساس ہوتا ہے اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ دوران ملاقات میری نبض بہت تیز چلتی رہی اور میں اپنا بلڈ پریشر بڑھتا ہوا محسوس کر سکتا تھا۔ میرے جیسے شخص کے لیے یہ کیسا شاندار اعزاز تھا کہ قربِ خلافت نصیب ہوا، الحمد للہ۔ ان لمحات نے میرے ایمان کو مزید تقویت بخشی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ پر ہمیشہ اپنے افضال نازل فرماتا رہے۔‘

حضور انور کے ساتھ چند لمحات

فیملی ملاقاتوں کا سیشن ختم ہونے پر اس دن کے شیڈول کا اختتام ہوا تو حضور انور نے چند منٹوں کے لیے خاکسار کو اپنے دفتر میں بلایا۔ میرے دفتر میں داخل ہونے پر حضور انور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ’عابد، تمہارا دورہ کیسا جارہا ہے؟‘۔

خاکسار نے جواباً عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اچھا چل رہا ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے استفار فرمایا کہ خاکسار کس کس کو ملا ہے۔ خاص طور پر ڈنمارک کے نوجوانوں میں سے کس کس سے ملاقات کی ہے۔

میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور نوجوان ممبران جماعت سے کس قدر محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں اور آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ احمدی نوجوانوں کا اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق ہو۔ حضور انور کی توجہ ہمیشہ بہبود کی طرف مرکوز رہتی ہے، روحانی اور جسمانی اور ہر احمدی کے حوالہ سے آپ کو یہی توجہ رہتی ہے کہ کوئی بھی احمدی ضائع نہ ہو۔

جواب میں خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں نوجوان عرب احباب سے ملاقات کا احوال عرض کیا خاص طور پر اس احمدی نوجوان کا جس نے خاکسار سے چند لمحات قبل ملاقات کی تھی اور یہ کہ کس طرح کچھ عرصہ جماعت سے دور رہنے کے بعد ان کے اپنے ذاتی تجربات انہیں واپس لے آئے۔ یہ واقعات سماعت فرمانے پر حضور انور نے فرمایا

’یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو جو فطرتاً نیک ہیں سچائی کی طرف خود لے آتا ہے اور خدا ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے۔‘

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان صاحب)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مارچ 2023ء)





ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نورالدینؓ

12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ
15. جامع المناهج والاساليب
16. مقام و عظمت خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآنی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
25. سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد
27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینا فاسو
28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال
29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
30. اپنے جائزے لیں
31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. اداریے بابت رمضان المبارک

33. خلافت۔ اہمیت، فضلیت و برکات
34. ممکنہ تیسری عالمی جنگ
35. سیدنا حضرت مسیح موعودؑ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
36. ایک سبق آموز بات
37. حاصل مطالعہ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
38. فقہی مسائل (الفضل آن لائن کے اوراق سے)
39. آؤ! اردو سیکھیں
40. دعاؤں کا تحفہ مناجات رسولؐ
41. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد چہارم
42. بنیادی مسائل کے جوابات از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
43. بچوں کی تقاریر
44. آداب معاشرت
45. تلخیص احکام خداوندی
46. سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
47. اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز (مکرم عابد خان کی ڈائری سے چند اوراق)
48. تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے (زیر تکمیل)
49. آج کی دعا (زیر تکمیل)
50. پھول ہمارے آنگن کے (ادارہ الفضل آن لائن کی تمام مطبوعات کا تعارف) (زیر تکمیل)

